واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

حرفِ ضاد کی ادا پر ایک علمی اور تحقیقی مقالہ، مسمّٰی بہ:

سَبِیلُ الرَّشَادِ

فِي تَحقِیقِ تَلَفُّظِ الضَّادِ

تالیفِ لطیف

شیخ القرآء حضرۃ مولانا قاری محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ

بانی مدرسہ دار القرآء لاہور پاکستان

www.KitaboSunnat.com

مکتبۃ القراءۃ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ۝

حرف ضاد کی ادا پر ایک علمی اور تحقیقی مقالہ مسمّٰی بہ

سَبِيْلُ الرَّشَادِ
فِي تَحْقِيْقِ تَلَفُّظِ الضَّادِ

تالیف

شیخ القراء حضرۃ مولانا قاری محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ

بانی مدرسہ دار القراء لاہور پاکستان

(المتوفی ذیعقدہ ۱۳۹۸ھ / اکتوبر ۱۹۷۸ء)

www.kitabosunnat.com

مکتبۃ القراءۃ

143-B ماڈل ٹاؤن لاہور

042-35853171

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ناشر
مکتبۃ القراءۃ لاہور پاکستان

مکتبۃ القراءۃ لاہور
تدوین، تخریج، تصحیح و ترتیب

Computed By
daisydig@saudia.com

مکتبۃ القراءۃ کی بعض دیگر مطبوعات

مکمل قرآنی قاعدۃ	قرآن کریم صحیح پڑھنے اور تجوید پر عبور حاصل کرنے کیلئے ایک مفید ترین قاعدہ
زینت القرآن	نوآموز اور بچوں و بچیوں کیلئے تجوید کی آسان اور سادہ زبان میں بصورتِ اسباق انتہائی مفید کتاب
جمال القرآن مع حاشیہ ایضاح البیان (جمال القرآن کا بہترین حاشیہ اردو، پشتو اور فارسی زبانوں میں)	
معلم التجوید (اردو، پشتو، فارسی)	اساتذہ و حضرات طلبا کرام کیلئے سوال و جواب کی صورت میں تجوید کی ایک اعلیٰ اور کامل کتاب
فوائد مکیہ مع حاشیہ توضیحات مرضیہ (فوائد مکیہ کا بہترین حاشیہ اردو اور پشتو میں)	
جزریۃ مع تحفۃ الاطفال	المقدمۃ الجزریۃ اور تحفۃ الاطفال کا آسان اردو ترجمہ
شرح جزری (التقدمۃ الشریفیۃ فی شرح المقدمۃ الجزریۃ) یہ شرح جزری طلباء و اساتذہ تجوید کیلئے بے مثال علمی تحفہ ہے	
اجراء التجوید	علم تجوید کے مسائل کے اجراء کیلئے ایک اہم کتاب۔ طلباء و اساتذہ کیلئے فائدہ مند
جامع الوقف مع معرفۃ الوقوف (علم اوقاف و ابتداء کیلئے دو مختصر مگر جامع رسالے ایک ہی کتاب کی شکل میں)	
معلم الأدا فی الوقف والابتداء	وقف اور ابتداء کے موضوع پر اردو زبان میں پہلی تحقیقی اور تفصیلی کتاب وقف کے متعلق دقیق مضامین اور نادر و نایاب ابحاث
قواعد ھجاء القرآن مع طریقۃ تعلیم الصبیان (مدرسین قرآن کریم کیلئے طریقہ تعلیم پر ایک راہنما اور مکمل دستور العمل)	
تلخیص المعانی (شرح شاطبیہ)	عنایاتِ رحمانی شرح شاطبیہ کی جامع و مکمل اور آسان تلخیص۔ اشعار کے رموز واضح اور شعر ایک ہی سطر میں نمایاں
التیسیر (شرح طیبہ اردو)	الطیبۃ النشر فی القراءات العشر (اشعار کے رموز واضح اور شعر ایک ہی سطر میں نمایاں)
الزھرۃ (شرح درہ اردو)	الدرۃ المضیئۃ فی القراءات الثلاثۃ (اشعار کے رموز واضح اور شعر ایک ہی سطر میں نمایاں)
القواعد الصرفیۃ	علم صرف کے طلباء و طالبات کیلئے صرف کے قاعدوں کو انتہائی آسان اور مختصر زبان میں پیش کیا گیا ہے

23052

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

235
۱۲۷-س

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلاصة المندرجات فی صورة العنوانات

شمار	مضامین	صفحات
۱	پیش لفظ و سبب تالیف	۱۳
۲	حقیقت مقالہ	۱۶
۳	جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا	۱۷
۴	ترغیب مطالعہ	۱۸
۵	حقیقت حال، ایک ضروری گزارش، شکریہ معاونین	۱۹
۶	استدعاء	۲۱
۷	استفتاء درباره حرفِ ضاد (آمده از قاسم پور ضلع سلہٹ مشرقی پاکستان)	۲۲

الجواب وھوالموفق للحق والصواب

شمار	مضامین	صفحات
۸	ضاد کا مخرج اور اس کی صفاتِ ذاتیہ	۲۳
۹	"ضاد" مشابہ بالظاء ہے، مشابہ بالدال نہیں	۲۴

تفصیلی جواب

شمار	مضامین	صفحات
۱۰	سب سے پہلی بات	۲۵
۱۱	ضابطہ تشابہ	۲۵
۱۲	ضاد اور اس کے مشابہ حرفوں کی صفات کا نقشہ	۲۶
۱۳	دوسرا ضابطہ	۲۶
۱۴	مندرجہ بالا صفات کے اثرات	۲۷
۱۵	"ضاد" کا دال، ذال، زاء، اور ظاء کیساتھ تقابل اور تشابہ کی وضاحت	۲۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۶	"استطالت" اگر من وجہ مانع تشابہ ہے تو من وجہ اس میں مؤثر بھی ہے	۳۰
۱۷	"رخاوت" کا ضعف، تشابہ پر کچھ اثر انداز نہیں	۳۱
۱۸	بقیہ صفات کو زیر بحث لانے سے مدعا پر کچھ اثر نہیں پڑتا بلکہ اسکو کچھ تقویت ہی پہنچتی ہے	۳۳
۱۹	"اصمات" سے یختی پر استدلال نہیں کیا جا سکتا	۳۴
۲۰	"نفخ" بھی تشابہ ہی کی موجب ہے نہ کہ عدم تشابہ کی	۳۴
۲۱	"استطالت" کی طرح "تفشی" بھی من وجہ تشابہ میں مؤثر ہے	۳۵
۲۲	خلاصہ کلام	۳۵
۲۳	"آنی" اور "زمانی" وغیرہ کی تقسیم سے مدعا کا اثبات	۳۶
۲۴	محض تقاربِ مخرج بلکہ اتحادِ مخرج بھی موجب تشابہ نہیں	۳۷
۲۵	ضابطہ تشابہ کی وضاحت	۳۸
۲۶	ادغام کا سبب تشابہ نہیں بلکہ تماثل یا تجانس یا تقارب ہے	۴۰
۲۷	صلاحیتِ حرف سے بھی ضاد و ظاء ہی میں تشابہ ثابت ہوتا ہے نہ کہ ضاد و دال میں	۴۳
۲۸	تشابہ کا ایک مختصر ضابطہ	۴۵
۲۹	تشابہ بین الضاد والظاء: قراء مجودین مفسرین، ومحدثین، فقہاء، علماء عربیت کی تصریحات	۴۷

علمائے تجوید کے ارشادات

۳۰	۱ علامہ محمد مکی (صاحب الرعایہ) رحمہ اللہ کی تصریح	۴۹
۳۱	۲ علامہ جزری رحمہ اللہ کی تبیین	۵۰
۳۲	۳ علامہ موصلی رحمہ اللہ کی وضاحت	۵۰
۳۳	۴ علامہ محمد مکی نصر (صاحب نہایۃ القول المفید) رحمہ اللہ کا ارشاد	۵۱
۳۴	۵ صاحب جہد المقل رحمہ اللہ کا فیصلہ	۵۲
۳۵	۶ شیخ نمر النابلسی رحمہ اللہ کا اعتراف	۵۳
۳۶	۷ علامہ مرعشی رحمہ اللہ کا فیصلہ	۵۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۷	[۸] قصیدہ نونیہ کے شارح رحمہ اللہ کی تحقیق	۵۵
۳۸	[۹] صاحب رسالۃ الصیحہ رحمہ اللہ کی توضیح	۵۵
۳۹	[۱۰] قاضی مدثر رحمہ اللہ کا تبصرہ	۵۵
۴۰	خلاصہ عبارات	۵۶

شبہات اور ان کا ازالہ

۴۱	"ضاد" کا نرم ادا ہونا، اسکے قوی ہونے کے معارض نہیں	۵۹
۴۲	لَا یَجْرِی النَّفَسُ الْکَثِیْر تشابہ کے منافی نہیں	۵۹
۴۳	"بدون اکمال حصر الصوت" سے بھی تشویش نہیں ہونی چاہیئے	۶۰
۴۴	"نشر" کی عبارت سے بھی تشابہ بالضاد کا ثبوت فراہم ہوتا ہے	۶۱
۴۵	مَنْ یَّخْرُجُهُ ظَاءً سے تشابہ کی تغلیط نہیں نکلتی	۶۲
۴۶	وَلَوْلَا اختلاف المخرجین ... سے تشابہ کی نفی نہیں نکلتی بلکہ عینیت کی نکلتی ہے	۶۳

علمائے تفسیر کے ارشادات

۴۷	[۱۱] (۱) امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ کی تصریح	۶۵
۴۸	[۱۲] (۲) حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ کا ارشاد	۶۶
۴۹	[۱۳] (۳) علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی تحقیق	۶۶
۵۰	[۱۴] (۴) مصر کے مفتی عبدہ رحمہ اللہ کی وضاحت	۶۷

فقہائے رحمہم اللہ کے ارشادات

۵۱	[۱۵] (۱) فتاویٰ قاضی خان رحمہ اللہ کا حوالہ	۶۸
۵۲	[۱۶] (۲) رد المختار کا حوالہ	۶۹
۵۳	[۱۷] (۳) فتاویٰ سعیدیہ کا حوالہ	۷۰
۵۴	[۱۸] (۴) فتاویٰ سعدیہ کا حوالہ	۷۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵۵	19 ⑤ حضرت مفتی صدر الدین رحمہ اللہ کا فتویٰ	۷۱

علمائے صرف کے کلام سے استشہاد

۵۶	20 ① علامہ رضی رحمہ اللہ کا "ضاد و ظاء" کو "صفت نفخ" میں شریک بتانا	۷۵
۵۷	مندرجہ بالا اقتباسات پر پھر ایک نظر	۷۵

اردو کتابوں کے اقتباسات

۵۸	21 ① جناب مولانا مفتی عنایت احمد صاحب	۷۸
۵۹	22 ② جناب مولانا حکیم رحیم اللہ صاحب رحمہ اللہ بجنوری	۷۸
۶۰	23 ③ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ	۷۹
۶۱	24 ④ حضرت مولانا قاری ضیاء الدین صاحب رحمہ اللہ الہ آبادی	۷۹
۶۲	25 ⑤ حضرت مولانا عبد الحئی صاحب لکھنوی رحمہ اللہ	۸۰
۶۳	26 ⑥ حضرۃ مولانا فخر الدین صاحب مرادآبادی (شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند)	۸۱

علمائے حرمین شریفین بھی تشابہ بین الضاد والظاء ہی کے قائل ہیں

۶۴	استفتاء من علماء الحرمين الشريفين	۸۲
۶۵	الجواب من شيخ القراء بالمدينة المنورة	۸۳
۶۶	الجواب من علماء مكة المكرمة	۸۴
۶۷	ان فتووں سے کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے	۸۸
۶۸	علمائے تجوید نے "ضاد و ظاء" کے تشابہ کو اتنی اہمیت کیوں دی ہے	۸۸
۶۹	تخصیص ذکری کا سبب مخرج کا اختلاف ہے	۸۸
۷۰	مخرج کے اختلاف سے کسی خلجان میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے	۸۹
۷۱	تشابہ مدار صحت بھی ہے	۹۰
۷۲	ایک نہایت ضروری اصلاح	۹۱
۷۳	"تشابہ" کے معنیٰ	۹۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۷۴	تشابہ صفتی اور تشابہ ذاتی	۹۲
۷۵	خلاصۃ الجواب	۹۳
۷۶	"ضاد" کے تلفظ کا اختلاف خیرالقرون کے بعد کی پیداوار ہے	۹۵

التکملة فی دفع الشبہات

ان دلائل وخیالات پر تبصرہ جن کی بناء پر ضاد کا مشابہ بالظاء نہ ہونا یا مشابہ بالدال ہونا سمجھا جاتا ہے

۷۷	تحقیقِ حق کا حق	۹۷
۷۸	بحث کے دو حصے	۹۹
۷۹	پہلی دلیل اور اس پر تبصرہ: اما الضاد الضعيفة فمستهجنة میں "ضعیفہ" سے وہ ضاد مراد نہیں جو اصلی مخرج سے ظاء کے مشابہ ادا ہوتا ہے بلکہ اس سے مراد وہ ضاد ہے جو "ضاد وظاء" کے مخرجوں کے درمیان سے ادا ہوتا ہے، لہٰذا اس عبارت سے تشابہ بالظاء کی نفی ہرگز نہیں نکلتی	۱۰۰
۸۰	الضاد الضعيفة فمستهجنة کا صحیح مطلب	۱۰۱
۸۱	"ضعیفہ" کے مقابل کو "قویہ" کا نام دینے سے بھی ان کا مدعا ثابت نہیں ہوتا	۱۰۴
۸۲	دوسری دلیل اور اس پر تبصرہ: الضاد الضعيفة ای التی تکون بین الضاد والظاء میں "بینیت" سے مراد "بینیت ازروئے مخرج" ہے نہ کہ بلحاظِ صفات	۱۰۶
۸۳	تیسری دلیل اور اس پر تبصرہ: "مفصل" کی عبارت الضاد الضعيفة هی التی تقرب بالظاء والذال میں قرب سے مراد "قرب ازروئے مخرج" ہے نہ کہ باعتبارِ صفات	۱۰۷
۸۴	چوتھی دلیل اور اس پر تبصرہ: نوادر الاصول کی عبارت ضاد ضعیفه گاهی مشابه صوت بالظاء ...... سے بھی ان کو قطعاً کوئی سہارا نہیں ملتا	۱۰۸
۸۵	پانچویں دلیل اور اس پر تبصرہ: لولا الإطباق لكان الضاد دالا سے "ضاد" کا مشابہ بالدال ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ قضیہ ہی غلط ہے	۱۱۱
۸۶	چھٹی دلیل اور اس پر تبصرہ: رعایہ کی عبارت متی فرط فی ذلك أتی بلفظ الظاء والذال سے بھی ضاد وظاء میں تشابہ کی نفی نہیں نکلتی بلکہ اسکا ثبوت مترشح ہوتا ہے	۱۱۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۸۷	ساتویں دلیل اور اس پر تبصرہ: "شافیہ" وغیرہ میں دال کے مخرج کا ظاء کے مخرج سے پہلے مذکور ہونا تشابہ کا متقاضی نہیں	۱۱۵
۸۸	آٹھویں دلیل اور اس پر تبصرہ: "نشر" کی عبارت فليحذر من قلبه الى الظاء کو اپنے دعوے کی دلیل میں پیش کرنا کوتاہ فہمی ہے	۱۱۷
۸۹	نویں دلیل اور اس پر تبصرہ: "غایۃ البیان" وغیرہ کی عبارت لئلا تكون مشابهة بالظاء میں مشابہت سے صفتی مشابہت مراد نہیں بلکہ ذاتی مشابہت مراد ہے	۱۱۸
۹۰	اس عبارت سے "تشابہ بالدال" کا جواز ثابت کرنا بالکل بے معنیٰ ہے	۱۲۱
۹۱	سابقہ عبارتوں میں تشابہ سے صفتی تشابہ اور یہاں اس سے ذاتی تشابہ مراد کیوں لی گئی ہے	۱۲۲
۹۲	دسویں دلیل اور اس پر تبصرہ: "کشاف" کی عبارت واتقان الفصل بين الضاد والظاء واجب میں "فصل" سے مراد "فصل از روئے مخرج" ہے نہ کہ از روئے صفات	۱۲۴
۹۳	گیارھویں دلیل اور اس پر تبصرہ: شرح فقہ اکبر کی عبارت من يقرأ مكان الضاد ظاء میں ضاد کی جگہ خالص ظاء پڑھنے کا ذکر ہے نہ کہ مشابہ بالظاء پڑھنے کا	۱۲۶
۹۴	حضرت علامہ انور شاہ صاحب کاشمیری رحمہ اللہ کا فیصلہ	۱۲۷
۹۵	بارھویں دلیل اور اس پر تبصرہ: حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے فتووں کی رُو سے بھی ضاد کا مشابہ بالدال ہونا یا مشابہ بالظاء نہ ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا	۱۲۹
۹۶	پہلا استفتاء اور اس کا جواب	۱۲۹
۹۷	اس فتوی سے مشابہ بالظاء کی نفی یا بالقصد مشابہ بالدال پڑھنے کا جواب ثابت کرنا کوتاہ فہمی ہے۔ تفصیلی تبصرہ	۱۳۰
۹۸	دوسرا استفتاء اور اس کا جواب	۱۳۲
۹۹	اس فتوی میں تقابل خالص ظاء اور ضاد ضعیفہ کا ہے نہ کہ مشابہ بالظاء اور دال مخلوط بالواؤ کا	۱۳۳
۱۰۰	تیسرا استفتاء اور اس کا جواب	۱۳۶
۱۰۱	اس فتوی میں ضاد کو اسکے اصلی مخرج سے ادا نہ کرنے کا حکم مذکور ہے اور غلط بھی اسی کو کہا گیا ہے نہ کہ مشابہ بالظاء ادا کرنے کو کیونکہ مشابہ بالظاء تو	۱۳۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۰۲	تیرہویں دلیل اور اس پر تبصرہ: حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ کے فتویٰ سے بھی ان لوگوں کو سہارا نہیں مل سکتا	۱۴۰
۱۰۳	ڈوبتے کو تنکے کا سہارا	۱۴۱
۱۰۴	مسئلہ زیر بحث کا اہم گوشہ	۱۴۱
۱۰۵	اس فتویٰ کی رُو سے کیا کرنا چاہیے؟	۱۴۲
۱۰۶	استفتاء اور اس کے جواب سے دعویٰ کی تصدیق	۱۴۳
۱۰۷	استفتاء کی عبارت جو ان لوگوں نے درج نہیں کی	۱۴۴
۱۰۸	ضمیر کی شہادت	۱۴۵
۱۰۹	رُجوع کا امکان	۱۴۵
۱۱۰	عدمِ رجوع سے بھی مسئلہ متاثر نہیں ہوتا	۱۴۶
۱۱۱	ضاد کو سخت ادا کرنے والے عربوں کے تلفظ کی حقیقت	۱۴۶
۱۱۲	محققین قرائے عرب کی تصریحات	۱۴۸
۱۱۳	مولدین کا تلفظ معیارِ صحت نہیں	۱۴۹
۱۱۴	پیش کردہ دلائل پر پھر ایک طائرانہ نظر	۱۵۰
۱۱۵	قولِ فیصل	۱۵۲

التکملۃ ---- حصہ دوئم ---- ازالۃ المغالطات

۱۱۶	پہلا مغالطہ اور اس کا ازالہ: والِ مفخمہ سرے سے کوئی حرف ہی نہیں	۱۵۳
۱۱۷	"دواد" تو بالکل ہی غلط اور مخترع حرف ہے	۱۵۴
۱۱۸	دوسرا مغالطہ اور اسکا ازالہ: مشابہ بالظاء پڑھنا نیا طریقہ نہیں بلکہ مشابہ بالدال پڑھنا تو ایجاد ہے	۱۵۵
۱۱۹	تیسرا مغالطہ اور اسکا ازالہ: ہم ضاد کو مشابہ بالظاء اہل زیغ کی پیروی میں نہیں پڑھتے بلکہ قرائے مجودین اور علمائے حق کی اتباع میں پڑھتے ہیں	۱۵۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۲۰	چوتھا مغالطہ اور اسکا ازالہ: فقہاء نے ضاد کی جگہ خالص ظاء پڑھنے کو مفسد صلوٰۃ قرار دیا ہے نہ کہ مشابہ بالظاء پڑھنے کو	۱۵۷
۱۲۱	پانچواں مغالطہ اور اس کا ازالہ: صحیح خواں علماء کی پیروی نہ کرنا اور غلط پڑھنے والوں کی اتباع کرنا سراسر ناانصافی ہے	۱۵۸
۱۲۲	چھٹا مغالطہ اور اس کا ازالہ: سوادِ اعظم سے مراد اہل علم کا سوادِ اعظم ہے، ناواقفین اور عامۃ الناس کا نہیں	۱۵۹
۱۲۳	ساتواں مغالطہ اور اسکا ازالہ: سامعین کے غلط فہمی میں مبتلا ہو جانے کے اندیشہ سے صحیح تلفظ چھوڑ کر غلط تلفظ اختیار کرنا ہرگز جائز نہیں	۱۶۰
۱۲۴	آٹھواں مغالطہ اور اس کا ازالہ: ضاد کو مشابہ بالدال پڑھنے کے لئے عموم بلویٰ کا عذر بھی غیر معقول ہے	۱۶۱
۱۲۵	نواں مغالطہ اور اس کا ازالہ: دورِ حاضر کے عام عربوں کا تلفظ قابل استناد نہیں	۱۶۲
۱۲۶	دسواں مغالطہ اور اس کا ازالہ: عربوں کو قرآن مجید کے کسی حرف کے تلفظ کو بدلنے کا کوئی حق نہیں	۱۶۳
۱۲۷	گیارھواں مغالطہ اور اسکا ازالہ: یہ اختلاف دیوبندی اور بریلوی اختلافات میں سے نہیں	۱۶۵
۱۲۸	بارھواں مغالطہ اور اس کا ازالہ: ضاد و ظاء میں جو تشابہ پایا جاتا ہے وہ غیر ارادی نہیں بلکہ ارادی اور اختیاری ہے	۱۶۶
۱۲۹	خیر القرون میں بھی ضاد مشابہ بالظاء ہی ادا ہوتا تھا	۱۶۹
۱۳۰	ضاد کی صحیح ادا معلوم کرنے کا طریقہ بھی وہی ہے جو دوسرے حروف کی ادا معلوم کرنے کا ہے	۱۶۹
۱۳۱	ائمہ ادا نے دوسرے حروف کی طرح ضاد کے تلفظ کو بھی صدر اول ہی میں مدون فرما دیا تھا	۱۷۱
۱۳۲	صدر اوّل کے ائمہ ادا کا ضاد و ظاء میں ایک ہی طرح کی صفات بیان کرنا اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ خیر القرون میں ضاد "ظاء" کے مشابہ ادا ہوتا تھا	۱۷۲

تتمہ یا تصویر کا دوسرا رخ

۱۳۳	"ضاد" ظاء کا صرف مشابہ ہی ہے اس کا "عین" نہیں	۱۷۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۳۴	ضاد ایک مستقل حرف ہے، نہ عین ظاء ہے نہ عین دال	۱۷۵
۱۳۵	ضاد کو ظاء سے ممتاز کر کے پڑھنے کے بارے میں قراء و علماء رحمہم اللہ کے ارشادات	۱۷۶
۱۳۶	الف علامہ جزری رحمہ اللہ: "مقدمہ" میں امتیاز کرنے کی تاکید	۱۷۶
۱۳۷	ب "نشر" میں ضاد کو ظاء کے مخرج سے ادا کرنے کی ممانعت	۱۷۷
۱۳۸	ت "تمہید" میں ابدال کی ممانعت اور اس کی وجہ	۱۷۸
۱۳۹	علامہ محمد مکی (صاحب الرعایہ) رحمہ اللہ کا صحت ادا کی تاکید فرمانا	۱۸۰
۱۴۰	علامہ زمخشری رحمہ اللہ کا ضاد و ظاء میں بلحاظ مخرج فرق کرنے کو ضروری قرار دینا	۱۸۱
۱۴۱	حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ کا ضاد و ظاء میں فرق نہ کرنے پر شکوہ فرمانا	۱۸۱
۱۴۲	حضرت قاری عبدالرحمن صاحب رحمہ اللہ محدث پانی پتی کا دونوں میں امتیاز کرنے کی تاکید فرمانا	۱۸۲
۱۴۳	حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا تشابہ سے "تغایر" پر استدلال فرمانا	۱۸۴
۱۴۴	صاحب رسالۃ الصیحہ کا تفریق ذات کی تصریح کرنا	۱۸۴
۱۴۵	نتیجہ اور مآل	۱۸۶
۱۴۶	تمایز بین الحرفین کی صورتیں	۱۸۷
۱۴۷	البتہ ان دونوں میں فرق کرنا کچھ مشکل ضرور ہے	۱۸۸
۱۴۸	فرق کے مشکل ہونے کی وجہ	۱۸۹
۱۴۹	مگر باوجود دشوار ہونے کے یہ فرق مامور بہ ہے	۱۹۱
۱۵۰	از روئے لغت ضاد کو ظاء سے بدل لینے کا جواز قراءۃ قرآن میں حجت نہیں	۱۹۱
بلاعنوان	لَيْسَ مِنَ امْبِرِّ امْصِيَامُ فِي امْسَفَرِ (مسند احمد بن حنبل)	۱۹۳
۱۵۱	بعض الفاظ کا دونوں حرفوں سے آنا بھی ابدال کا مقتضی نہیں	۱۹۴
۱۵۲	امام رازی رحمہ اللہ کا ارشاد صرف معذورین کے بارے میں ہے	۱۹۵
۱۵۳	فقہاء نے جس ابدال کو مفسد صلوٰۃ قرار نہیں دیا اس سے مراد "ابدال خطاء اور ابدال عجز" ہے نہ کہ ابدال عمد	۲۰۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۵۴	قاضی خاں رحمہ اللہ کی عبارت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے	۲۰۱
۱۵۵	علامہ شامی رحمہ اللہ کی تصریح	۲۰۱
۱۵۶	حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی توضیح	۲۰۲
۱۵۷	حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کا ارشاد	۲۰۳
۱۵۸	ولو قرأ وَلَا الضَّآلِّيْنَ بالظاء لا تفسد صلوته بھی اسکا معارض نہیں	۲۰۳
۱۵۹	عذر اور خطا کو جواز کی دلیل بنانا کسی طرح صحیح نہیں	۲۰۴
۱۶۰	تحریف کو جواز کی دلیل بنانا اور بھی اقبح ہے	۲۰۵
۱۶۱	بِضَنِيْنٍ ۝ میں دو قراءتیں ہیں	۲۰۷
۱۶۲	بِضَنِيْنٍ ۝ کی دو قراءتیں از قبیل ابدال نہیں	۲۰۸
۱۶۳	ضاد وظاء میں امتیاز کرنے کی تاکید تشابہ کی دلیل ہے نہ کہ عدم تشابہ کی	۲۰۸
۱۶۴	سابقہ مباحث کا خلاصہ	۲۱۰
۱۶۵	ضاد کی ادا کے بارے میں اختلاف کیوں رونما ہوا؟	۲۱۱
۱۶۶	اختلاف کی سب سے بڑی وجہ اس کے مخرج کی دشواری ہے	۲۱۱
۱۶۷	اختلاف کی دوسری وجہ عوام کی حقیقت سے ناواقفیت ہے	۲۱۳
۱۶۸	اب تو غلط خوانوں کے گروہوں میں اور بھی اضافہ ہوگیا ہے	۲۱۴
۱۶۹	تمام اغلاط کی منشاء صرف دو ہیں	۲۱۴
۱۷۰	صحیح خواں اور صحیح بتانے والے اب بھی موجود ہیں	۲۱۵
۱۷۱	ادائیگی کا طریقہ	۲۱۵
۱۷۲	معذور کونسا تلفظ اختیار کرے	۲۱۸
۱۷۳	عمداً غلط پڑھنے والے کا حکم اور اس کو تنبیہ	۲۱۹
۞	دعاء کی درخواست	۲۲۰
۞	**اللفظ والمفهوم** (سبیل الرشاد میں استعمال شدہ بعض مشکل الفاظ کا مطلب)	۲۲۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَزَّہَ سَبِیْلَ الرَّشَادِ عَنْ تَلْبِیْسِ کُلِّ صَادٍ وَضَادٍ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدِ الَّذِیْ اُرْسِلَ بِالْحَقِّ وَاُوْتِیَ فَصْلَ الْخِطَابِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ مَیَّزُوا الْبَاطِلَ مِنَ الْحَقِّ وَالْخَطَأَ مِنَ الصَّوَابِ. اَمَّا بَعْدُ

سببِ تالیف

یوں تو خیال تھا ہی کہ التبیان فی ترتیل القران میں فن کے دوسرے مسائل کی طرح حرفِ ضاد کی ادا پر بھی ایک تحقیقی مقالہ سپردِ قلم کیا جائے اور اس موضوع پر بھی سیر حاصل بحث کی جائے، لیکن اسی اثناء میں مدرسہ عربیہ قاسم پور ضلع سلہٹ (مشرقی پاکستان) سے محترم جناب مولانا عبدالغنی صاحب نے اس موضوع سے متعلق چند سوالات پر مشتمل ایک استفتاء اس قلیل البضاعت کے پاس بھیجا جس کے جواب میں بفضلہٖ تعالیٰ ایک مفید اور عام فہم مضمون مرتب ہوگیا، تو جی میں آیا کہ اس مضمون میں بعض دوسرے ان مباحث کو بھی شامل کر کے، جو ہیں تو اسی موضوع کے متعلق، لیکن اس سوالنامہ میں ان کا ذکر نہیں کیا گیا، ایک مستقل رسالہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شکل میں شائع کر دیا جائے اور اس کی ضرورت بھی تھی۔ کیونکہ یہ مسئلہ نہ صرف عوام میں بلکہ خواص کے اندر بھی محل بحث بنا ہوا ہے۔

اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ یہ حرف صرف عربی زبان کے ساتھ ہی خاص ہے اس کے علاوہ کسی اور زبان میں یہ حرف نہیں پایا جاتا۔ اردو اور فارسی کے جن الفاظ میں یہ حرف استعمال ہوتا ہے وہ بھی درحقیقت عربی ہی کے الفاظ ہیں جو ان زبانوں میں مستعمل ہونے لگے ہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اس حرف کا مخرج اتنا طویل ہے کہ کسی دوسرے حرف کا مخرج اتنا طویل نہیں، اس لئے از روئے ادا بھی یہ حرف اتنا مشکل ہے کہ عوام کا تو ذکر ہی کیا بہت سے خواص بھی اس کو کماحقہ ادا کرنے سے قاصر ہیں! کیونکہ اسکے پورے مخرج پر زبان کا لگانا اور پھر اس میں استطالت کی وجہ سے آواز کا جاری رکھنا ایک مشکل کام ہے، جو کثرتِ مشق اور مہارتِ تامہ کے بغیر ممکن نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ اس حرف کے بارے میں مختلف الادا واقع ہوئے ہیں اور اس میں طرح طرح کی غلطی کرتے ہیں۔ چنانچہ:۔

- بعض تو اس کو خالص ظاء سے بدل کر پڑھتے ہیں
- بعض مشابہ بالدال ادا کرتے ہیں
- بعض تو اس کو اس طرح پڑھتے ہیں کہ دال میں واؤ کی آمیزش ہو جاتی ہے
- بعض مخلوط بالزای ادا کرتے ہیں
- بعض اس کو اس طرح ادا کرتے ہیں کہ پہلے غین کی آواز نکلتی ہے اور پھر دال کی۔

اس پر طرفہ یہ کہ ہر شخص اپنے تلفظ کو صحیح اور دوسرے کی ادا کو غلط بتاتا ہے، حالانکہ یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سب ادائیں غلط اور نادرست ہیں۔ ان میں سے کوئی سی ادا بھی صحیح اور حق نہیں اور نہ ان میں سے کسی تلفظ کو ضاد کا تلفظ کہا جا سکتا ہے۔ اسکا تلفظ ان سب سے مختلف اور اس کی آواز ان تمام آوازوں سے متغایر ہے۔

زیرِ نظر مقالہ میں اسی حقیقت کو پیش کیا گیا ہے اور اس سلسلہ کی ان تمام غلط فہمیوں کو دور کرنے کی امکانی کوشش کی گئی ہے جن کی وجہ سے اصل حقیقت کے سمجھنے میں الجھنیں پیدا ہوگئی ہیں۔ اسی مناسبت سے اس کا نام :

سبیل الرشاد

فی تحقیق تلفظ الضاد

تجویز کیا گیا ہے۔

حق تعالیٰ شانہٗ اپنے لطف وکرم سے اس حقیر سی کوشش کو قبول فرما کر طالبینِ حق کے لیے نافع اور مؤلف پُر تقصیر کیلئے توشۂ آخرت بنائیں۔ آمین یا رب العالمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حقیقتِ مقالہ

میں نے اس مقالہ میں جو کچھ عرض کیا ہے وہ انہی تاثرات کا مرقع اور ان ہی معلومات کا مجموعہ ہے، جو مجھے اپنے ناقص مطالعہ کے نتیجے میں علم تجوید کے اصول وقواعد، اس فن کے أئمہ أجلّہ کے ارشادات، مفسرین ومحدثین کے فرمودات، فقہائے اُمت کے فتاویٰ اور علمائے عربیت کے کلام سے حاصل ہوئے ہیں اور یہ اُسی کی علمی تصویر ہے جو میں نے اپنے اساتذہ کرامؒ سے سیکھا اور جس طرح ان کو پڑھتے ہوئے سنا۔

مؤلف

حضرت مؤلف رحمہ اللہ کے اساتذہ قرآن کریم :۔

١ قاری خدابخش بن شیخ اللہ بخش مراد آبادی رحمہ اللہ امرتسر (قرآن کریم کا حفظ، ترجمہ قرآن، روایت حفص رحمہ اللہ، قراءات سبعہ)

٢ قاری محمد عبدالمعبود بن عبدالرزاق الالہ آبادی الناروی رحمہ اللہ لکھنؤ ہند (طیبۃ النشر فی القراءات العشر)

٣ قاری احمد علی صاحب رحمہ اللہ لکھنؤ ہند (ترتیل اور مقامات ولحون)

٤ قاری عبدالمالک بن الشیخ جیون علی علیگڑھی رحمہ اللہ لکھنؤ اور لاہور پاکستان (تعلّم مکرر قراءاتِ عشرہ)

❊ حضرت مؤلف رحمہ اللہ پنجابی، اردو، فارسی، عربی اور انگریزی زبانوں میں مہارت رکھتے تھے، علاوہ اس کے حساب وتاریخ اور عربی گرائمر (نحو وصرف) کے بھی ماہر تھے۔

ناشر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا:۔

اس مقالہ کی تالیف میں، میں نے مندرجہ ذیل کتابوں سے استفادہ کیا:۔

[۱] هداية العباد الى حقيقة النطق بالضاد از شيخنا وشيخ القراء حضرت مولانا الحافظ القارى المقري عبد المالك صاحب رحمہ اللہ المتوفى ۱۳۷۹ھ [۲] الإقتصاد فى الضاد از جناب مولانا رحيم الله صاحب بجنورى رحمہ اللہ تلميذ رشيد حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوى قدس سره العزيز [۳] محو الفساد فى تلفظ الضاد از حضرت مولانا قارى عبد الرحمن صاحب رحمہ اللہ پانى پتى [۴] التحقيق اللطيف فى الضاد الضعيف [۵] مفيد العباد فى صوت الضاد (ہر دو از حضرت مولانا شير محمد صاحب ساكن قديم گھوٹكى سنده، مهاجر مدينه طيبه) [۶] ضياء الارشاد فى تحقيق الضاد از حضرت مولانا قارى محب الدين أحمد صاحب الله آبادى مدظله العالى [۷] رفع التضاد عن احكام الضاد از حضرت مولانا محمد شفيع صاحب مفتى اعظم پاكستان [۸] الحسام الصارم علىٰ عنق الدوادى العارم از جناب مولانا محمد عبد الخالق صاحب باجوڑى [۹] هداية الأطفال فى قراءة الضاد بالدال مرتّبه جناب قارى مختار أحمد صاحب شيركوٹى [۱۰] اشتباه صوت الضاد بالظاء از جناب مولانا قارى محمد كامل صاحب افضل گڑھی۔

یہ رسائل تو وہ ہیں جو خاص اسی موضوع اور اسی مبحث سے متعلق ہیں اور ان کے علاوہ تجوید وقراءات، فتاویٰ اور صَرف کی مندرجہ ذیل کتابوں سے بھی استفادہ کیا گیا:۔

[۱۱] النشر فى القراءات العشر للعلامة جزرى رحمہ اللہ [۱۲] نهاية

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

القول المفید فی علم التجوید از علامة محمد مکی نصر رحمہ اللہ ۱۳ تحفہ نذریہ ۱۴ فتاوی أشرفیہ المعروف براء ادا الفتاویٰ ۱۵ فتاوی دارالعلوم دیوبند ۱۶ فتاوی حضرت مولانا عبد الحیٔ صاحب رحمہ اللہ ۱۷ فتاوی رضویہ ۱۸ فتاوی نذیریہ ۱۹ شافیۃ ۲۰ رضی شرح شافیۃ ۲۱ نوادر الأصول شرح الفصول ۲۲ فوائد مکیہ ۲۳ جمال القرآن ۲۴ البیان الجزیل از حضرت مفتی عنایت أحمد صاحب رحمہ اللہ مصنف علم الصیغہ۔

نیز اس سلسلہ کے بعض غیر مطبوعہ اور قلمی مضامین بھی زیر مطالعہ آئے

ترغیب مطالعہ

مجھے ان کتابوں کے منتشر اور بکھرے ہوئے مضامین سے اس مقالہ کے مرتب کرنے میں کتنی اور کیا کچھ محنت کرنی پڑی ہے اور میں اس میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں، اس کا فیصلہ تو وہ حضرات ہی کریں گے جن کو خود بھی کوئی تحقیقی کام کرنے کا موقعہ ملا ہے، یا جن کے سامنے کسی صاحب فکر ونظر کی بھی کوئی تحقیق آئی ہے، البتہ اس کاوش اور تحقیق وتنقیح نے خود مجھے جو تأثر دیا ہے اس کی بناء پر بے اختیار جی چاہتا ہے کہ تمام ذی فہم اور علم دوست طلبہ کو یہ مخلصانہ مشورہ دوں کہ وہ اس کتابچہ کو صرف اپنے کتب خانوں کی زینت ہی بنانے پر اکتفا نہ کریں بلکہ اس کی صحیح معنیٰ میں قدر کریں اور زیادہ نہیں تو کم از کم اس کو ایک بار تو ضرور ہی پڑھیں اور اپنے ذہن وفکر کو حاضر کر کے پڑھیں۔

مجھے امید واثق ہے کہ اگر طلباء اس مشورہ پر عمل کریں گے تو اس مقالہ کو اپنے لئے ایک بیش بہا تحفہ اور ایک نعمت غیر مترقبہ پائیں گے، کیونکہ اس کے مطالعہ سے انہیں نہ صرف مسئلہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیرِ بحث ہی کے بارے میں بصیرتِ کاملہ حاصل ہوگی بلکہ ان کے علم میں اور بھی بہت سی مفید اور قابلِ قدر معلومات کا اضافہ ہوگا اور بہت سے ایسے علمی جواہر ریزے ان کے ہاتھ لگیں گے جو کسی دوسری جگہ شاید نہ مل سکیں۔

حقیقتِ حال

حقیقت یہ ہے کہ اس تالیفِ لطیف اور تحقیقِ انیق کا معرضِ وجود میں آنا میری کسی کوشش اور کاوش کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ جو کچھ بھی ہوا محض حق تعالیٰ کی توفیق اور انہی کی عنایت سے ہوا اور بلاشبہ یہ قرآن ہی کا اعجاز ہے کہ اس کے صرف ایک ہی حرف کے صحیح تلفظ کی حفاظت کی خاطر یہ مقالہ وجود میں آیا، ورنہ میں کیا، میری محنت کیا اور میری تحقیق کیا۔ اس میں جو خوبی اور جو افادیت بھی ہے وہ بلا شک حق تعالیٰ کے فضل اور ان کی عنایت سے ہے۔ غلطی اور بھول چوک، سو وہ یقیناً میری لغزش، میری سمجھ کے قصور اور میرے علم کی کوتاہی کا نتیجہ ہے۔

ایک ضروری گزارش

اربابِ علم اور اصحابِ فضل و کمال سے گزارش ہے کہ اس تالیف میں اگر کہیں کوئی غلطی اور خلافِ تحقیق بات ملاحظہ فرمائیں تو اعتراض اور نکتہ چینی کے بجائے خیر خواہی اور تحقیقِ حق کے جذبہ کے پیشِ نظر مؤلف (یا ناشر) کو اس سے آگاہ فرمائیں۔ تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی اصلاح کی جا سکے۔

شکریہ معاونین

میں اس موقعہ پر اپنے ان اصحاب اور معاونین کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنہوں نے اس مقالہ کی تالیف کے وقت میری معاونت فرمائی اور اس کے منظر عام پر آنے کا ذریعہ بنے۔ حق یہ ہے کہ اگر یہ لوگ میرے ساتھ تعاون نہ کرتے تو یہ نادر تحفہ معرض وجود میں نہ آتا۔ کیونکہ میرا کام تو صرف زبان سے بولنا ہی تھا اور بس! رہی قلمی خدمت؟، سو اس کا سہرا بلاشبہ ان ہی لوگوں کے سر ہے۔

یوں تو اس سلسلہ میں حافظ محمد نواز مظفر گڑھی، قاری حضرت گل بنوی، قاری فیاض احمد مانسہروی، قاری محمد سلیمان ایبٹ آبادی، قاری سراج احمد خانپوری اور مولوی قاری محمد شریف سرگودھوی، متعلّمین وفارغینؒ مدرسہ دارالقراء ماڈل ٹاؤن لاہور، ان سب ہی نے میری اعانت کی لیکن موخر الذکر تین عزیزوں کو اس سلسلہ میں زیادہ خدمت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

اللہ تعالیٰ ان سب کو زیادہ سے زیادہ جزائے خیر عطاء فرمائے

اور ان کی محنت کو شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین

یہ وہ چھ حضرات کرام ہیں جنہوں نے اِس کتاب کے مسودہ کی کتابت کے فرائض (غالباً ۱۹۶۴ - ۱۹۶۸ء کے دوران) انجام دیئے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی زندگیوں کو مزید بابرکت بنائیں اور بہترین صلہ عطاء فرمائیں۔ ان حضرات کی حالیہ سکونتِ معلومہ درج ذیل ہے۔ (مطابق ۱۴۳۱ھ، ۲۰۱۰ء از ناشر)

۱ قاری محمد نواز صاحب مظفر گڑھی (؟)

۲ قاری حضرت گل صاحبؒ (بانی و مدیر مدرسہ تجوید القرآن و مدیر ترجمان حق، بنوں شہر)

۳ قاری فیاض الرحمٰن صاحب (بانی و مدیر مدرسہ مرکزی دارالقراء، پشاور و سابقہ ممبر قومی اسمبلی پاکستان)

۴ قاری محمد سلیمان صاحب (بانی و مدیر مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن، ٹیکسلا و مقیم تبلیغی مرکز رائیونڈ)

۵ قاری سراج احمد صاحب (مدرس جامعہ صولتیہ و بیت اللہ شریف مکۃ المکرمہ، سعودیہ)

۶ مولوی قاری محمد شریف صاحب سرگودھوی (؟)

قاری حضرت گل صاحب بنوی وفات پاچکے ہیں رَحِمَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً وَاسِعَةً

خالد محمود عفرلہ (ناشر)
دارالقراء لاہور، ۵ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ، ۲۲ مارچ ۲۰۱۰ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استدعا

میں اپنے ان تمام احباب اور دوستوں کی خدمت میں جن کے مطالعہ میں یہ رسالہ آئے، نہایت لجاجت اور منت کیساتھ التماس کروں گا کہ مؤلف پُرتقصیر کے لئے حسنِ خاتمہ اور سعادتِ دارین کی دعاء فرمائیں۔ اور اگر یہ تالیف ان کے ہاتھوں میں مؤلف کے مرنے کے بعد پہنچے تو قبر اور آخرت کی کٹھن منزلوں سے آسانی کے ساتھ پار ہو کر دخولِ جنت اور حصولِ رضائے مولا کے لئے دعاء فرمائیں۔ کیا عجب ہے کہ کسی صاحب دل کی دعاء ہی میری نجات کا ذریعہ بن جائے اور جن لوگوں نے اس کتابچہ کی تالیف یا طباعت کے وقت میری مدد کی ہے، ان کی طرف سے بھی ناظرین کی خدمت میں یہی درخواست ہے۔ ع

گر قبولِ اُفتد زہے قسمت

ان چند تمہیدی معروضات کے بعد اب میں موضوع سے متعلق سوالات درج کر کے اصل مضمون شروع کرتا ہوں۔ وَ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَبِیَدِہٖ اَزِمَّۃُ التَّحْقِیْقُ وَھُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ.

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا

العبد العاصی أبو الأشرف محمد شریف بن
الشیخ مولٰی بخش أمرتسری ثم اللاھوری
کان اللہ لہ ولوالدیہ ولمشائخہ

(التوفی ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ / اکتوبر ۱۹۷۸ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استفتاء دربارۂ حرفِ ضاد

آمدہ از قاسم پور ضلع سلہٹ (مشرقی پاکستان)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ۔ اَمَّا بَعْدُ

(الف) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور قرائے مجودین اس مسئلہ میں کہ حرفِ ضاد کا صحیح مخرج اور صفاتِ ذاتیہ کیا ہیں؟

(ب) اگر حرفِ ضاد کو اسکے صحیح مخرج سے صفاتِ ذاتیہ کیساتھ ادا کیا جائے تو اس کی آواز سننے میں حرفِ ظاء کی آواز کیساتھ مشابہ ہوگی یا حرفِ دال کی آواز کیساتھ؟

(ج) ہمارے یہاں کے علماء کرام کے اس مسئلہ میں دو فریق ہیں:۔ ایک فریق ظاء معجمہ کی آواز کے مشابہ پڑھتا ہے اور دوسرا فریق دالِ مہملہ کی آواز کے مشابہ

ان دونوں میں سے کس فریق کا تلفظ صحیح اور حق ہے؟ اور حضراتِ ائمہ قراءات، ائمہ فقہ، محدثین و مفسرین کی تحقیق و عمل کیا ہے؟ نیز اس مسئلہ میں علمائے مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کا تعامل کس پر ہے؟

(د) اس حرف کے تلفظ کے بارے میں اس اختلافی جھگڑا کی ابتداء کس زمانہ سے اور کن لوگوں سے ہوئی؟ بینوا بالدلائل وتوجروا بالأجر الجزیل۔

المستفتین

① محمد عبدالغنی عفی عنہ ② محمد قطب الدین غفرلہ ③ محمد عبدالرؤف غفرلہ ④ محمد عبدالخالق ⑤ محمد ایوب علی غفرلہ ⑥ محمد عبدالغفور غفرلہ ⑦ محمد عبدالغفار غفرلہ ⑧ محمد سکندر علی ⑨ محمد ظہیر علی ⑩ محمد عبدالنور ⑪ محمد الطاف الرحمٰن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الجواب وهو الموفق للحق و الصواب

(الف) ضاد کا مخرج اور اس کی صفاتِ ذاتیہ

حرفِ ضاد کا مخرج باتفاق ائمۂ ادا اقصیٰ حافہ لسان اور اصولِ اضراس علیا ہیں یعنی زبان کی کروٹ اور اسکے بغلی کنارے کا وہ حصہ جو حلق کی طرف ہے اور اوپر کی ان ڈاڑھوں کی جڑیں جو نواجذ سے ضواحک تک ہیں۔ یا آسان لفظوں میں اس طرح سمجھئے کہ ضاد اوپر کے ان پانچ دانتوں کی جڑوں سے ادا ہوتا ہے جو پچھلی جانب یعنی حلق کی طرف واقع ہیں، جبکہ ان سے زبان کا لمبا کنارہ (جس کو کروٹ یا بغلی کنارہ کہتے ہیں) لگے۔ خواہ داہنی طرف کی کروٹ داہنی جانب کی ڈاڑھوں سے لگائی جائے اور خواہ بائیں طرف کی کروٹ بائیں جانب کی ڈاڑھوں سے لگائی جائے، دونوں طرح صحیح ہے، لیکن بائیں جانب سے نکالنا آسان ہے اور زیادہ مروّج بھی یہی ہے اور دونوں طرف سے ایک ہی وقت میں نکالنا بھی صحیح ہے مگر بہت ہی مشکل اور نادرات میں سے ہے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ ایک ہی وقت میں دونوں طرف سے ادا فرماتے تھے۔ یہ آپ کے مختصات میں سے ہے۔ اور اس کی صفات: جہر، رخاوت، استعلاء، اطباق اور استطالت وغیرہ[1] ہیں۔

[1] "وغیرہ" کا لفظ اس لئے بڑھایا گیا ہے کہ ان مذکورہ پانچ صفتوں کے علاوہ ضاد میں بعض صفات اور بھی ہیں۔ چنانچہ اس کی صفات کے سلسلہ میں بہت سے حضرات نے اصمات کو، بعض نے نفخ کو اور بعض نے تفشی کو بھی بیان کیا ہے، لیکن چونکہ یہ زیادہ واضح نہیں ہیں، اس لئے ہم نے ان کو یہاں ذکر کرنا چنداں ضروری نہیں سمجھا، البتہ آگے چل کر یہ صفات بھی زیر بحث لائی جائیں گی۔ انشاء اللہ۔ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ب ضاد مشابہ بالظاء ہے مشابہ بالدال نہیں

ضاد کو اگر اس کے صحیح مخرج سے جملہ صفاتِ ذاتیہ کی رعایت رکھتے ہوئے اور ان کے جو معنیٰ علمائے فن نے بیان فرمائے ہیں، ان کو مدنظر رکھ کر ادا کیا جائے تو باتفاق جمہور علمائے ادا (علمائے تجوید وقراءات) اور بموجب تصریحاتِ فقہائے امت، مفسرین عظام و محدثین کرام اس کی آواز سننے میں حرفِ ظاء کی آواز کے مشابہ ہوتی ہے دال کے مشابہ قطعاً نہیں ہوتی یعنی جس طرح ظاء نرم اور خوب پُر ادا ہوتا ہے، اسی طرح ضاد بھی خوب پُر اور نرم ہی ادا ہوتا ہے اور دونوں کی آواز حالت سکون میں جاری بھی رہ سکتی ہے۔ البتہ ان دونوں میں اتنا فرق ضرور ہے کہ ضاد کی آواز میں تو ایک قسم کی درازی سی پائی جاتی ہے اور ظاء کی آواز میں یہ درازی نہیں ہوتی، بس اتنے سے ایک فرق کے سوا باقی کیفیاتِ ادا کے اعتبار سے ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

لیکن اس تشابہ کی آڑ لے کر ضاد کو ظاء سے بدل کر اور اس کے مخرج سے ادا کرنا جائز نہیں اور جس طرح ضاد کو دال کے مشابہ پڑھنا غلط ہے اسی طرح اس کو ظاء کے مخرج سے ادا کرنا اور اس سے بدل کر پڑھنا بھی غلط ہے۔

استفتاء میں مندرج سوال کا مختصر جواب تو اتنا ہی ہے جو عرض کر دیا گیا ہے لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موضوع پر تفصیل کے ساتھ کلام کیا جائے تاکہ طالبین حق کے لئے اطمینان کا اور خواہ مخواہ جھگڑنے والوں کے لئے افحام و اسکات کا سبب بنے۔

اب آئندہ صفحات پر تفصیلی جواب ملاحظہ کریں گے

لاجواب اور خاموش کر دینا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تفصیلی جواب

سب سے پہلی بات

سب سے پہلے یہ سمجھیں کہ الف سے لے کر یاء تک جتنے بھی حروفِ تہجی ہیں، ان میں سے کوئی سے دو حرف بھی ایسے نہیں جن کی آواز بالکل ایک ہو، بلکہ ہر حرف کی آواز دوسرے حرف سے مختلف اور اس سے مغایر ہے۔ البتہ بعض حروف ایسے ضرور ہیں جن کی آوازیں ایک دوسرے کے مشابہ اور باہم ملتی جلتی ہیں۔ جیسے حاء وھاء، قاف وکاف، ذال وزاء، ذال وظاء، سین وصاد، سین وثاء، طاء وتاء اور ضاد وظاء وغیرہ۔

ضابطہ تشابہ

ان حرفوں میں یہ صوتی تشابہ کبھی تو اتحادِ مخرج اور اشتراکِ صفاتِ ذاتیہ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور کبھی فقط صفاتِ ذاتیہ کے اشتراک کی وجہ سے۔ اور ایسے کوئی دو حرف نہیں جن میں فقط اتحادِ مخرج کی وجہ سے تشابہ پیدا ہوتا ہو۔ اس تمہید کے بعد اب یہ سمجھئے کہ ضاد کے ساتھ مخرج میں تو کوئی حرف شریک نہیں، یہ اپنے مخرج سے تنہا ہی ادا ہوتا ہے۔ البتہ بعض حرفوں کے ساتھ صفاتِ ذاتیہ میں یہ ضرور شریک ہے۔ پس تشابہ کے اس مذکورہ بالا ضابطہ کی رُو سے ظاہر ہے کہ اس کی آواز بھی انہی حرفوں کے مشابہ ہوگی جن کے ساتھ یہ صفاتِ ذاتیہ میں شریک ہے۔ صفاتِ ذاتیہ میں اشتراک کی وجہ سے جن حرفوں کے ساتھ اس کی آواز مشابہ ہوسکتی یا سمجھی جاتی ہے، وہ مندرجہ ذیل نقشہ میں ملاحظہ فرمائیں:۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضاد اور اسکے مشابہ حرفوں کی صفات کا نقشہ

حروف	پہلی صفت	دوسری صفت	تیسری صفت	چوتھی صفت	پانچویں صفت
ض	جہر	رخاوت	استعلاء	اطباق	استطالت
ظ	جہر	رخاوت	استعلاء	اطباق	
ذ	جہر	رخاوت	استفال	انفتاح	
ز	جہر	رخاوت	استفال	انفتاح	صفیر
د	جہر	شدت	استفال	انفتاح	قلقلہ

دوسرا ضابطہ

پھر یہ سمجھئے کہ دوسرا ضابطہ اس سلسلہ میں یہ ہے کہ جو حرف کسی حرف کے ساتھ جتنی زیادہ صفتوں میں شریک ہوگا اتنا ہی وہ اس حرف کے زیادہ مشابہ ہوگا، اس ضابطہ کو مدنظر رکھ کر مندرجہ بالا نقشہ کے دیکھنے سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ ضاد کو مندرجہ بالا نقشہ میں درج شدہ چار حرفوں میں سے سب سے زیادہ تشابہ ظاء کے ساتھ حاصل ہے، کیونکہ یہ دونوں تمام صفات میں شریک ہیں بجز اسکے کہ ضاد میں استطالت ہے اور ظاء میں نہیں۔

رہے باقی تین حرف یعنی ذال، زاء اور دال؟ سو ان کے ساتھ اتنی مشابہت نہیں بلکہ دال کے ساتھ تو سرے سے ہے ہی نہیں، کیونکہ دال کے ساتھ تو یہ صرف ایک ہی صفت یعنی جہر میں شریک ہے اور بس۔ البتہ ذال وزاء کے ساتھ کیونکہ دو صفتوں یعنی جہر ورخاوت میں شریک ہے، اس لئے ایک گونہ مشابہت ان کے ساتھ بھی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ضاد اور دال وغیرہ کے تقابل کے سلسلہ میں جن صفات کا ذکر ہوا ہے، ان کی وجہ سے حروف کی ادا پر جو اثر پڑتا ہے اور پھر اس کی وجہ سے حرفوں میں جو صوتی تشابہ پیدا ہو جاتا ہے، اس کی بھی وضاحت کر دی جائے تاکہ ضاد کا مشابہ بالظاء ہونا اور مشابہ بالدال نہ ہونا اچھی طرح سمجھ میں آجائے۔

مندرجہ بالا صفات کے اثرات

سو یاد رکھئے کہ:۔

- صفتِ جہر کی وجہ سے حرف کی آواز میں ایک قسم کی بلندی پائی جاتی ہے۔
- شدت کی وجہ سے حرف سخت اور قوی ادا ہوتا ہے اور اس کی آواز مخرج میں رک کر فوراً بند ہو جاتی ہے۔
- رخاوت کی وجہ سے حرف کی آواز نرم ہو جاتی ہے اور جاری رہ سکتی ہے۔
- استعلاء کی وجہ سے حرف پُر ادا ہوتا ہے۔
- اطباق کی وجہ سے اس میں اعلیٰ درجہ کی تفخیم آجاتی ہے یعنی وہ خوب پُر پڑھا جاتا ہے اور جس حرف میں استفال وانفتاح ہوں وہ بالکل باریک پڑھا جاتا ہے۔
- استطالت کی وجہ سے حرف کی آواز میں ایک قسم کی درازی سی پائی جاتی ہے اور جن حرفوں میں یہ صفت نہیں ہے ان میں یہ درازی نہیں پائی جاتی۔

جہر کی ضد ہمس ہے اور اس کی وجہ سے حرف کی آواز میں ایک طرح کی پستی ہوتی ہے مگر چونکہ نقشہ میں اس کا ذکر نہیں اور نہ زیر بحث حرفوں میں سے کسی میں یہ صفت پائی جاتی ہے بلکہ وہ سب کے سب مجہورہ ہی ہیں اس لئے اصل مضمون میں اس کے معنیٰ کی وضاحت نہیں کی گئی۔۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٭ قلقلہ کی وجہ سے حرف کے ادا ہوتے وقت مخرج میں ایک جنبش سی پیدا ہوتی ہے اور جن حرفوں میں یہ صفت نہیں وہ قرار اور جماؤ کے ساتھ ادا ہوتے ہیں۔

یہ صفات ان حرفوں کے لئے لازم ہیں یعنی ان میں سے جو صفت جس حرف میں پائی جاتی ہے اگر اس کو ملحوظ نہ رکھا جائے تو وہ حرف یا تو دوسرے حرف سے بدل جاتا ہے اور یا پھر بہت ہی ناقص ادا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل فن ان کو ذاتیہ سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے ادا ہوئے بغیر گویا حرف کی ذات ہی باقی نہیں رہتی۔ اب مندرجہ بالا نقشہ کو ایک بار پھر دیکھئے اور ضاد کا ان چاروں حرفوں کے ساتھ یکے بعد دیگرے تقابل کر کے اس تشابہ صوتی کو سمجھنے کی کوشش کیجیے۔

"ضاد" کا دال، ذال، زاء اور ظاء کیساتھ تقابل اور تشابہ کی وضاحت

سب سے پہلے ضاد کا تقابل دال کے ساتھ کیجیے: یہ دونوں چونکہ صرف صفت جہر ہی میں شریک ہیں، اس لئے ان دونوں کی آوازوں میں صرف اتنی ہی مشابہت ہوگی کہ ایک طرح کی بلندی پائی جائے گی اور حروفِ مہموسہ کی طرح ان کی آواز پست نہیں ہوگی اور بس! باقی صفات میں چونکہ یہ دونوں بالکل الگ الگ ہیں کہ دال تو شدیدہ ہے اور ضاد رخوہ، ایسے ہی دال مستفلہ ہے اور ضاد مستعلیہ، پھر دال منفتحہ ہے اور ضاد مطبقہ، پھر ضاد مستطیل ہے اور دال قصیرہ، نیز دال مقلقل ہے اور ضاد غیر مقلقل۔ لہٰذا صفات کے اس اختلاف کی وجہ سے ان دونوں کی آوازیں ایک دوسرے سے مختلف اور متباین ہوں گی، کہ دال کی آواز تو بوجہ شدت کے سخت ہوگی اور ضاد کی بوجہ رخاوت کے نرم، پھر دال تو بوجہ مستفلہ منفتحہ ہونے کے بالکل باریک ادا ہوگی، کیونکہ اس میں نہ زبان کی جڑ مرتفع ہوگی نہ اس کا بیچ۔ اور ضاد بوجہ مستعلیہ، مطبقہ ہونے کے خوب اور اعلیٰ درجہ کا پُر پڑھا جائے گا، کیونکہ اس میں استعلاء کی وجہ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زبان کی جڑ بھی اوپر کے تالو کی طرف مرتفع ہوگی اور اطباق کی وجہ سے بیچ زبان بھی اوپر کے تالو سے پوری طرح منطبق ہو جائیگا۔ پھر ضاد کی آواز میں بوجہ استطالت کے درازی ہوگی اور دال کی آواز میں قصیرہ ہونے کی وجہ سے یہ درازی نہیں ہوگی۔ پھر دال میں صفت قلقلہ کی وجہ سے سکون کی حالت میں اس کے مخرج میں ایک جنبش سی پیدا ہوگی، جس سے اس کی آواز فوراً منقطع ہو جائے گی بخلاف ضاد کے، کہ اس میں چونکہ یہ صفت نہیں اس لئے وہ جماؤ اور قرار کے ساتھ ادا ہوگا۔ لہٰذا اس تقابل سے نتیجتاً یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ ضاد معجمہ کو دال مہملہ کے ساتھ اصلاً تشابہ نہیں۔

اب ذال اور زاء کے ساتھ تقابل کیجئے: ان کے ساتھ ضاد چونکہ دو صفتوں میں شریک ہے یعنی یہ تینوں مجہورہ رخوہ ہیں، اس لئے ان تینوں کی آواز میں بلندی بھی ہوگی اور آواز کے نرم اور جاری رہنے میں بھی یہ تینوں شریک ہوں گے لیکن چونکہ ضاد مستعلیہ، مطبقہ ہے اور ذال و زاء مستفلہ منفتحہ، اس لئے ضاد تو خوب پُر ادا ہوگا اور ذال و زاء بالکل باریک پڑھے جائیں گے۔ پھر زاء میں صفت صفیر کی وجہ سے اس کے ادا ہوتے وقت ایک تیز آواز مثل سیٹی وغیرہ کے بھی پیدا ہوگی اور ضاد اس آواز سے قطعاً خالی ہوگا۔ جس کی وجہ سے ان دونوں کے تلفظ میں ایک بالکل واضح فرق اور صاف امتیاز معلوم ہوگا۔

اب سب سے آخر میں اس کا تقابل ظاء کیساتھ کیجئے: یہ دونوں چونکہ بجز استطالت کے باقی تمام صفتوں میں شریک ہیں، اس لئے بلحاظ کیفیاتِ ادا بھی یہ دونوں تقریباً یکساں ہوں گے۔ پس جہر کی وجہ سے ان دونوں کی آواز بلند ہوگی، رخاوت کی وجہ سے دونوں کی آواز میں نرمی ہوگی اور سکون کی حالت میں جاری بھی رہ سکے گی، اور استعلاء و اطباق میں اشتراک کی وجہ سے دونوں اعلیٰ درجہ کے پُر پڑھے جائیں گے۔ بس یہی مطلب ہے دونوں کی آوازوں کے مشابہ ہونے کا کہ یہ دونوں کیفیاتِ صوتی یعنی آواز کے بلند، نرم اور خوب پُر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہونے میں یکساں ہیں۔ البتہ اتنا فرق ضرور ہوگا کہ ضاد کی آواز میں بوجہ استطالت کے ایک طرح کی درازی سی ہوگی اور ظاء میں یہ درازی نہیں ہوگی۔

استطالت اگر من وجہ مانع تشابہ ہے تو من وجہ اس میں مؤثر بھی ہے

مگر استطالت تشابہ کے لئے مانع نہیں اس لئے کہ استطالت کسی ایسی کیفیت کا نام نہیں جو ظاء کے اندر پائی جانے والی صفات میں سے کسی کی معارض ہو کہ اس کی وجہ سے ان دونوں کا تشابہ متاثر ہو جائے، بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ ضاد کا مخرج چونکہ تمام مخارج سے اطول اور زیادہ لمبا ہے اس لئے مخرج کے طویل ہونے کی وجہ سے حرف کی آواز میں بھی ایک قسم کی درازی سی پائی جاتی ہے کیونکہ جو آواز اتنے طویل مخرج سے پیدا ہوگی جو پانچ ڈاڑھوں پر مشتمل ہے تو ظاہر ہے کہ اس میں امتداد اور درازی کی کیفیت بھی ضرور ہوگی۔ پس اسی درازی ہی کو مجودین استطالت سے تعبیر کرتے ہیں اور ظاء کا مخرج چونکہ طویل نہیں اس لئے اس کی آواز میں یہ درازی بھی نہیں۔

پس ضاد اور ظاء میں از روئے کیفیت یہی ایک معمولی سا فرق ہے کہ ضاد کی آواز میں درازی ہوتی ہے اور ظاء کی آواز میں نہیں ہوتی اور بس! باقی حرف کے نرم ادا ہونے، آواز کے جاری رہنے اور خوب پُر پڑھے جانے کے لحاظ سے ان دونوں میں کوئی فرق نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ استطالت کی وجہ سے ضاد کا مشابہ بالظاء ہونا اور بھی قوی ہو جاتا ہے کیونکہ استطالت صحیح معنیٰ میں اسی صورت میں ادا ہو سکتی ہے کہ صفت رخاوت کو کما حقہ ادا کیا جائے ورنہ اگر رخاوت صحیح معنیٰ میں ادا نہیں ہوئی اور ضاد کو دال کی طرح سخت ادا کیا جاتا ہے تو استطالت بھی ادا نہیں ہوئی کیونکہ جب شدت کی وجہ سے آواز سخت ہو کر مخرج میں رک جائے گی تو اس میں درازی کی کیفیت پیدا نہ ہو سکے گی۔ پس جبکہ استطالت بھی جریانِ صوت ہی کی متقاضی ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو یہ تشابہ میں حائل نہ ہوئی بلکہ اس میں کچھ مؤثر ہی ہوئی۔

رہا یہ شبہ کہ جب ان دونوں میں یہ فرق ہے کہ ایک کی آواز طویل ہے اور دوسرے کی قصیر، تو پھر جس صفت کی وجہ سے یہ فرق پیدا ہوا ہے اس کو تشابہ کا سبب قرار دینا کیسا! وہ تو تمایز کا باعث ہے؟

تو جواب اس کا یہ ہے کہ آواز کا طویل اور قصیر ہونا تو واقعی تمایز ہی کا موجِب ہے اور اس تمایز کو ملحوظ رکھنا مامور بہ بھی ہے لیکن آواز کا طویل ہونا جریانِ صوت کے منافی نہیں بلکہ اس کا متقاضی ہے۔ کیونکہ جس طرح آواز کا نرم ہونا اس کے جریان کو چاہتا ہے، اسی طرح اس کا طویل ہونا بھی جریان ہی کو چاہتا ہے، اس لئے اگر استطالت من وجہ ضاد وظاء میں مُمیّز ہے، تو من وجہ وہ ان دونوں کے تشابہ میں مؤثر بھی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ استطالت کے دو پہلو ہیں:۔ ایک ہے اس کا اثر یعنی آواز کا دراز ہونا اور دوسرا ہے اس اثر کے ظاہر ہونے کا مدار، اور وہ ہے آواز کا جاری رہنا۔ پس بلحاظِ اثر تو استطالت ضاد وظاء میں مُمیّز ہے اور بلحاظِ مدارِ اثر' یہ ان دونوں کے تشابہ میں مؤثر ہے۔ لہٰذا منجملہ دوسری صفات کے اس پہلو سے خود استطالت کی وجہ سے بھی ضاد کا دال کی طرح سخت ادا ہونا باطل اور ظاء کی طرح نرم ادا ہونا قطعی طور پر متعین ہو جاتا ہے۔ وھٰذا ھو المقصود

رخاوت کا ضعف، تشابہ پر کچھ اثر انداز نہیں

البتہ بعض حضرات نے ان دونوں کی رخاوت میں ایک بہت لطیف اور باریک سا فرق بیان فرمایا ہے اور وہ یہ کہ ضاد کی اطباق چونکہ ظاء کی اطباق کی نسبت کچھ قوی ہے اس لئے اس کی رخاوت ظاء کی رخاوت سے نسبتاً ضعیف ہے اور ان حضرات نے اس فرق کی بناء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس دقیقہ سنجی پر رکھی ہے کہ ظاء کا مخرج چونکہ منفذِ ہوا (حلقوم) کے بالکل محاذات میں ہے، اس لئے اسکے مخرج میں الصاق محکم نہیں ہوتا اور جب الصاق محکم نہ ہوگا تو لازماً صفت اطباق کم اور رخاوت زیادہ ہوگی، بخلاف ضاد کے اس کا مخرج چونکہ منفذِ ہوا سے ایک جانب میں واقع ہوا ہے، اسلئے اسکے مخرج میں الصاق نسبتاً محکم ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس میں صفت اطباق قدرے زیادہ اور اسی نسبت سے رخاوت کچھ کم ہوتی ہے۔ فقط

یہ فرق اگرچہ قابل تسلیم اور قرین قیاس ہے لیکن اس سے ان دونوں کا تشابہ متأثر نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ اولاً تو تشابہ کا موجب تنہا رخاوت ہی نہیں ہے بلکہ دوسری صفات کو بھی اس میں دخل ہے جیسا کہ اوپر تفصیل گزری۔ ثانیاً یہ کہ گو ضاد کے مخرج میں الصاق محکم کی وجہ سے رخاوت نسبتاً ضعیف ہے مگر بہر حال ہے تو رخاوت ہی، شدت تو نہیں! اور شدت تو کیا ہوتی علماء ادا نے اس ضعف کی وجہ سے ضاد کا شمار حروفِ متوسطہ میں بھی تو نہیں کیا بلکہ سب نے اس کو بالاتفاق حروفِ رخوہ ہی میں شمار کیا ہے۔ اس لئے کہ یہ فرق سختی اور نرمی کا نہیں بلکہ نرمی کے مراتب کا ہے۔ دیکھئے ذال میں بہ نسبت ثار کے رخاوت کچھ کم ہے تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ذال کو سخت ادا کیا جائے، ظاہر ہے کہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔ پھر یہاں جو فرق ہے وہ تو اس سے بھی باریک ہے، کیونکہ وہاں تو ایک مجہورہ ہے اور دوسرا مہموسہ، اور صفتی تقابل کی وجہ سے رخاوت کا کم و بیش ہونا لابدی ہے کیونکہ مہموسہ رخوہ کا از روئے تلفظ بہ نسبت مجہورہ رخوہ کے لطیف ہونا مسلّم ہے۔ لیکن یہاں تو تقابل بھی نہیں ہے بلکہ دونوں ایک ہی طرح کی صفات سے متصف ہیں۔ صرف مخرج کے منفذِ ہوا کے محاذات پر اور اس سے ایک جانب میں واقع ہونے کا فرق ہے جو بہت ہی معمولی اور خفی ہے۔ خلاصہ یہ کہ گو ضاد میں رخاوت نسبتاً ضعیف ہے، تاہم ضاد کو اتنا نرم ادا کرنا ضروری ہے کہ اس کے پورے مخرج میں آواز جاری رہ سکے ورنہ علاوہ رخاوت کے استطالت بھی ادا نہ ہو سکے گی جیسا کہ اوپر گزرا۔ اور اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرق کو ملحوظ رکھ کر ادا کرنے سے ضاد و ظاء کا تشابہ متأثر نہیں ہوتا، کیونکہ اس صورت میں بھی ضاد گو بہت ہی معمولی سے فرق کے ساتھ ہی سہی تاہم ادا تو بہر حال نرم ہی ہوتا ہے۔

بقیہ صفات کو زیر بحث لانے سے مدعا پر کچھ اثر نہیں پڑتا بلکہ کچھ تقویت ہی پہنچتی ہے

ہو سکتا ہے کہ کسی کے دل میں یہ خیال گزرے کہ اوپر ضاد کا ظاء اور دال وغیرہ کے ساتھ تقابل کرتے ہوئے ان حرفوں کی تمام صفتوں کو زیر بحث نہیں لایا گیا۔ کیونکہ جن صفتوں کو سامنے رکھ کر تقابل کیا گیا ہے، ان کے علاوہ کچھ صفات اور بھی ہیں، تو تقابل میں اگر ان صفتوں کو بھی سامنے رکھ لیا جاتا تو ممکن ہے کہ نتیجہ اس سے مختلف ہوتا اور ضاد کا مشابہ بالدال ہونا اور ظاء کے ساتھ مشابہ نہ ہونا ثابت ہو جاتا!! لیکن اس خیال کی حیثیت خیالِ خام سے زیادہ نہیں۔ کیونکہ جن صفات کا اوپر تقابل کے ضمن میں ذکر نہیں کیا گیا وہ چونکہ غیر مشہور اور ازروئے ادا بہت ہی غیر واضح سی ہیں، اور ان کا ادراک آسانی سے ہو بھی نہیں سکتا۔ اس لئے ہم نے تقابل کے سلسلہ میں ان کو زیر بحث لانے کی ضرورت بھی نہیں سمجھی۔ صرف انہی صفتوں کا ذکر کیا ہے جو بہت ہی مشہور اور واضح ہیں اور ان کا احساس نسبتاً آسانی سے ہو سکتا ہے۔ مگر اب اس احساس کے پیش نظر کہ ان کا عدم ذکر کسی خلجان اور تشویش کا باعث نہ بنے، یہاں ان کو بھی سامنے رکھ کر مجملاً تقابل کیا جاتا ہے۔ وہ صفات جن کا اوپر ذکر نہیں ہوا یہ ہیں:۔ ① اصمات ② نفخ ③ تفشی

ان میں سے صفتِ اصمات تو ضاد و ظاء اور دال تینوں ہی میں پائی جاتی ہے اور نفخ میں صرف ضاد و ظاء ہی شریک ہیں اور تفشی میں ضاد منفرد ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصمات سے سختی پر استدلال نہیں کیا جا سکتا

لیکن جیسا کہ اہل فن جانتے ہیں کہ اصمات کا تعلق بعض کے نزدیک تو علم تجوید سے ہے ہی نہیں، علم لغت سے ہے۔ اور بعض کے نزدیک ہے تو علم تجوید ہی سے مگر بہت ہی معمولی اور خفی سا ہے۔ اور اتنی بات تو تھوڑا سا تأمل کرنے سے بھی سمجھ میں آسکتی ہے کہ اصمات واذلاق کا تعلق محض سختی اور نرمی سے نہیں بلکہ اس میں محل ادا کو بھی دخل ہے۔ چنانچہ ذال وظاء باوجودیکہ نرم ادا ہوتے ہیں اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ثاء نہایت لطیف اور نرم ادا ہوتی ہے لیکن اس پر بھی اہل فن نے ان تینوں کا شمار حروفِ مصمتہ میں کیا ہے۔ پس اصمات کی وجہ سے ضاد کے سخت ادا ہونے پر استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ ورنہ ذال، ظاء اور ثاء کو بھی سخت ہی ادا کرنا پڑے گا۔ وھذا باطل بالإجماع

نفخ بھی تشابہ ہی کی موجب ہے نہ کہ عدم تشابہ کی

رہی نفخ؟ سو یہ بھی بہت ہی غیر واضح سی صفت ہے۔ چنانچہ اکثر علمائے ادا نے اس کو بیان ہی نہیں کیا، لیکن اگر اس کا کما حقہ ادراک نہ بھی ہو سکے جب بھی اس کی وجہ سے ضاد وظاء کا مشابہ ہونا اور ضاد و دال کا نہ ہونا تو بہر حال سمجھ میں آ ہی سکتا ہے۔ کیوں کہ یہ صفت ضاد وظاء میں تو پائی جاتی ہے لیکن دال میں نہیں پائی جاتی۔ جیسا کہ علامہ رضی رحمہ اللہ شرح شافیہ میں لکھتے ہیں:

وَبَعْضُ الْحُرُوْفِ اِذَا وُقِفَتْ عَلَيْهَا خَرَجَ مَعَهَا مِثْلُ النَّفْخَةِ وَلَمْ تُنْغَطْ ضَغْطُ الْاَوَّلِ، وَهِيَ الظَّآءُ وَالذَّالُ وَالضَّادُ وَالزَّايُ ...... الخ (شرح شافیہ ص: ۳۸۷)

یعنی بعض حروف ایسے ہیں کہ جب ان پر وقف کیا جائے تو ان کے ساتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک ہوا سی نکلتی ہے اور آواز فوراً نہیں رک جاتی اور وہ حروف یہ ہیں:

ظاء، ذال، ضاد، زاء۔

پس اس سے معلوم ہوگیا کہ نفخ میں ضاد وظاء بلکہ ذال وزاء بھی شریک ہیں، مگر دال میں یہ صفت نہیں اور یہ مسلّم ہے کہ صفتی تشارک "تشابہ" کا اور تخالف "تباین" کا موجب ہے لہٰذا نفخ کی وجہ سے بھی ضاد وظاء کا مشابہ ہونا اور ضاد ودال کا نہ ہونا ہی ثابت ہوا۔

استطالت کی طرح تفشی بھی من وجہ تشابہ میں مؤثر ہے

اور گو بعض حضرات نے ضاد میں تفشی کو بھی بیان کیا ہے اور ظاء میں یہ صفت نہیں لیکن تفشی کی حیثیت بھی بالکل استطالت کی سی ہے یعنی یہ کہ اگرچہ ضاد اس میں متفرد ہے لیکن یہ اس کے مشابہ بالظاء ہونے میں حائل نہیں بلکہ اس سے یہ تشابہ اور بھی قوی ہو جاتا ہے، اسلئے کہ تفشی کے معنیٰ اِنْتِشَارُ الرِّيْحِ فِي الْفَمِّ (یعنی منہ میں ہوا کے پھیلنے کے ہیں) اور ظاہر ہے کہ ہوا منہ میں جب ہی پھیل سکتی ہے کہ حرف کو نرم ادا کیا جائے اور آواز میں جریان ہو۔ ورنہ سخت ادا ہونے کی صورت میں تو ہوا کے پھیلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

خلاصہ کلام

خلاصہ یہ کہ تقابل میں اگر تمام صفات کو بھی سامنے رکھ لیا جائے تو اس سے بفضلہ تعالیٰ ہمارے مدعا پر کچھ اثر نہیں پڑتا، بلکہ اس کو کچھ تقویت ہی پہنچتی ہے۔ اس لئے کہ تمام صفات کو پیش نظر رکھنے سے بطور خلاصہ یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ ضاد و ظاء جہر، رخاوت، استعلاء، اطباق، اصمات اور نفخ ان چھ صفتوں میں شریک ہیں البتہ "ضاد" استطالت میں اور بعض کے نزدیک تفشی میں بھی متفرد ہے، لیکن یہ دو صفتیں ادائے رخاوت میں یا بالفاظ دیگر ضاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ظاء کی طرح نرم ادا ہونے میں حائل نہیں، بلکہ اس میں مؤثر ہیں۔ اور دال فقط جہر واصمات ہی میں ضاد کے ساتھ شریک ہے اور اصمات کے متعلق ہم ابھی اوپر عرض کر آئے ہیں کہ اس کا تعلق اولاً تو علم ادا سے ہے ہی نہیں اور اگر ہے بھی تو بہت ہی معمولی اور خفی سا ہے اور پھر یہ کہ اصمات سے سختی پر استدلال کیا بھی نہیں جا سکتا۔ ورنہ ظاء، ذال اور ثاء کو بھی سخت ہی ادا کرنا پڑے گا۔

رہی جہر؟ سو وہ واقعی مشہور بھی ہے اور عند المجودین واضح الاحساس بھی۔ لیکن اہل علم پر مخفی نہیں کہ دو حرفوں کے تنہا ایک ہی صفت میں شریک ہونے کی وجہ سے تلفظ میں جو تھوڑا سا اشتراکِ صوتی پیدا ہو جاتا ہے اس کو تشابہ کا عنوان نہیں دیا جا سکتا ورنہ تشابہ کا استعمال بے معنیٰ ہو کر رہ جائے گا۔

آنی اور زمانی وغیرہ کی تقسیم سے مدعا کا اثبات

اس سب کے علاوہ علمائے ادائے حروف کی آن و زمان کے اعتبار سے جو چار قسمیں کی ہیں اس سے بھی یہی نکلتا ہے کہ ضاد اور ظاء میں تو مناسبت اور مشابہت ہے لیکن ضاد و دال میں اس قسم کا کوئی علاقہ نہیں کیونکہ اس تقسیم کی رو سے :۔

حروفِ مدہ	حروفِ شدیدہ	حرفِ ضاد	بقیہ حروفِ رخوہ
زمانی	آنی	قریب زمانی	قریب آنی

ہیں۔ مقصود اس تقسیم سے یہ بتانا ہے کہ حروفِ مدہ میں صوت کے طبعی امتداد کی وجہ سے کچھ زمانہ پایا جاتا ہے بخلافِ حروفِ شدیدہ کے، کہ ان کے مخرج میں قوتِ شدت کی وجہ سے دفعۃً آواز بند ہو جاتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور گو حروفِ رخوہ بھی اگرچہ قریب قریب آنِ واحد ہی میں ادا ہو جاتے ہیں مگر ان کی آواز دفعتہً بند نہیں ہوتی لیکن ضاد میں بوجہ استطالت، عام حروفِ رخوہ سے زیادہ اور حروفِ مدہ سے کچھ کم زمانہ پایا جاتا ہے، پس یہ صفاتِ اربعہ ادائے حروف کے وقت مخرج میں آواز کے جاری نہ رہنے یا رہنے کی مدت کے کم وبیش ہونے کے اعتبار سے ہیں۔

تو اب قابل غور امر یہ ہے کہ جب دال میں بوجہ قوتِ شدت کے آواز ایک دم اور فوراً بند ہو جاتی ہے اور ضاد میں عام حروفِ رخوہ سے بھی زیادہ دیر تک جاری رہتی ہے تو دال وضاد میں تشابہ کیسے ہو سکتا ہے !!! ان دونوں میں تو ایسا تباین ہے کہ ویسا دال وظاء میں بھی نہیں، البتہ ضاد وظاء چونکہ رخاوت کی وجہ سے جریانِ صوت اور نرمی میں شریک ہیں، اس لئے ان دونوں میں یقیناً مناسبت اور مشابہت ہے اور گو استطالت کی وجہ سے اول میں آواز نسبتاً زیادہ دیر تک جاری رہتی ہے اور ثانی میں یہ بات نہیں۔ لیکن اس فرق سے تشابہ پر کچھ اثر نہیں پڑتا بلکہ جریانِ صوت میں کچھ مدد ہی ملتی ہے جیسا کہ اوپر استطالت کی بحث میں گزرا۔

محض تقاربِ مخرج بلکہ اتحادِ مخرج بھی موجبِ تشابہ نہیں

اس موقعہ پر ایک سوال اٹھایا جا سکتا ہے اور وہ یہ کہ مانا کہ ضاد اشتراک صفاتِ ذاتیہ کی وجہ سے مشابہ بالظاء ہے مشابہ بالدال نہیں، لیکن مخرج کے اعتبار سے تو ضاد کو بہ نسبت ظاء کے دال ہی سے زیادہ قرب ہے۔ کیونکہ ضاد کا مخرج اضراس علیا کی جڑیں اور دال کا مخرج ثنایا علیا کی جڑیں ہیں، مگر ظاء کا مخرج ثنایا علیا کے کنارے ہیں۔ چنانچہ ائمہ ادا نے بیان مخارج میں جو ترتیب اختیار فرمائی ہے اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ظاء کا مخرج بہ نسبت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دال کے ضاد سے ابعد ہے کیوں کہ انہوں نے ضاد کے بعد سب سے پہلے لام، نون، راء کا، پھر طاء، دال، تاء کا اور پھر ظاء، ذال، ثاء کا مخرج بیان فرمایا ہے، تو جب صورت حال یہ ہے کہ دال بہ نسبت ظاء کے ضاد سے از روئے مخرج قریب تر ہے اور حرف کے تحقق میں بہ نسبت صفات کے ذات کو زیادہ دخل ہوتا ہے، تو اگر ضاد و ظاء میں اشتراکِ صفات کی وجہ سے تشابہ ثابت کیا جا سکتا ہے بلکہ محض اسی بناء پر اس کو مشابہ بالظاء کہا جا سکتا ہے تو پھر جو حرف "ضاد" سے مخرج اور ذات کے لحاظ سے قریب تر ہے اس کو اس کا مشابہ کیوں نہیں کہا جا سکتا؟

یہ سوال اگرچہ بظاہر وقیع اور وزنی معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ واقعی صحیح ہے کہ مخرج کی رو سے دال بہ نسبت ظاء کے ضاد سے اقرب ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ حرف کے تحقق میں صفات کی نسبت مخرج کو زیادہ دخل ہوتا ہے لیکن اس سے ہمارے مدعا پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اس سے نہ تو ضاد و ظاء میں تشابہ کی نفی ہی ہوتی ہے اور نہ ضاد و دال میں تشابہ ثابت ہوتا ہے۔ جواب کے شروع میں یہ ضابطہ بیان ہو چکا ہے کہ دو حرفوں میں صوتی تشابہ یا اتحادِ مخرج اور اشتراکِ صفاتِ ذاتیہ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور یا فقط صفاتِ ذاتیہ کے اشتراک کی وجہ سے۔ اور ایسے کوئی دو حرف نہیں جن میں فقط اتحادِ مخرج کی وجہ سے تشابہ پیدا ہوتا ہو۔ پس جب محض اتحادِ مخرج بھی موجب تشابہ نہیں تو پھر مخرج کا قُرب و بُعد تشابہ پر کیا اثر انداز ہو سکتا ہے!! تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اس ضابطہ کی کچھ مزید وضاحت کی جائے تاکہ بحث تشنۂ تکمیل نہ رہ جائے۔

ضابطہ تشابہ کی وضاحت

حروفِ متشابہ الصوت میں غور کرنے سے، یا یوں کہیئے کہ تشابہ کے بارہ میں تتبع اور تلاش سے جو ضابطہ مستفاد ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دو حرفوں میں تشابہ صوتی بالعموم اشتراکِ صفات ہی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ دو حرفوں میں صفاتِ ذاتیہ کی وجہ سے جتنا زیادہ اشتراک ہوگا اتنا ہی ان حرفوں میں تشابہ قوی ہوگا۔

البتہ تشابہ کے لئے ازروئے مخرج اس قدر اشتراک ضروری ہے کہ دونوں حرفوں میں اتحادِ نوعی موجود ہو اور کلی تباین نہ ہو۔ مثلاً:۔

❋ دونوں حلقی ہوں یا حنکی[1]

❋ اسنانی ہوں[2] یا شفوی

یہ ضروری نہیں کہ وہ دونوں بالکل ایک ہی مخرج سے ادا ہوتے ہوں۔

ازروئے مخرج اتحاد نوعی پائے جانے کے بعد تشابہ کے ضعف وقوت یا بالفاظ دیگر کمی وبیشی کا مدار ان حرفوں کے مخارج کے قرب وبعد پر نہیں، اگر اس بارے میں مخرج کے قرب وبعد کا کچھ اثر ہوتا اور اس بناء پر حرفوں میں تشابہ پیدا ہوتا تو پھر ضاد کو سب سے زیادہ مشابہت لام کے ساتھ ہونی چاہیئے تھی، پھر نون کے ساتھ، پھر راء کے ساتھ، پھر طاء کے ساتھ اور پھر کہیں دال کی باری آتی۔

بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ اگر دو حرفوں میں ایک طرف تو ازروئے مخرج اتحادِ حقیقی ہو لیکن تمایزِ صفتی بھی موجود ہو اور دوسری طرف اتحاد حقیقی نہ ہو صرف نوعی اتحاد ہو لیکن تمایزِ صفتی نہ ہو بلکہ کلیۃً اشتراک ہو تو تشابہ ان دو حرفوں میں ظاہر ہوگا جن میں تمایزِ صفتی نہ ہوگا۔ چنانچہ:۔

❋ ہمزہ اور ھاء باوجودیکہ متحد المخرج ہیں لیکن ہمزہ چونکہ مجہورہ شدیدہ ہے اور ھاء

[1] حَنَك بمعنیٰ تالو۔

[2] "اَسْنَان" سِنّ کی جمع ہے اور سِنّ کے معنیٰ دانت کے آتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مہموسہ رخوہ، اس لئے اتحادِ مخرج کے باوجود تمایزِ صفتی کی وجہ سے تشابہ پیدا نہیں ہوا۔

❁ اس کے برعکس ہائے ہوز اور حائے حُطّی میں باوجودیکہ اتحادِ مخرج نہیں صرف تقارب ہی ہے مگر چونکہ ان دونوں میں اتحادِ صفتی ہے اسلئے تشابہ صوتی پایا جارہا ہے۔

ہاں اگر دو حرفوں میں اشتراکِ صفتی تو کامل درجہ کا ہو لیکن از روئے مخرج ان میں کسی قسم کا اتحاد نہ ہو، نہ حقیقی نہ نوعی، تو اس صورت میں محض صفتی اشتراک کی وجہ سے ان میں صوتی تشابہ پیدا نہ ہوگا۔ جیسے کاف و تاء، نون و میم، حاء و ثاء، ھاء و فاء، جیم و دال وغیرہ۔

خلاصہ یہ کہ تشابہ کے پیدا ہونے میں مخرج کا اتنا دخل تو ضرور ہے کہ دو حرف کم از کم وحدتِ نوعی میں شریک ہوں اور بس! اس قدر اشتراک کے بعد تشابہ پر مخرج کا قرب و بعد کوئی اثر انداز نہیں ہوتا اور اگر صفتی اشتراک کو نظر انداز کر کے محض تقارب ہی کی بناء پر تشابہ کے قائل ہوں گے تو پھر دال و طاء میں، ثاء و ظاء میں، زاء و صاد میں، ہمزہ و ھاء میں بھی تشابہ کا قائل ہونا پڑے گا۔ پس اگرچہ دال از روئے مخرج ظاء کی نسبت ضاد سے کچھ قریب ہے لیکن صفتی اشتراک چونکہ ضاد و ظاء میں ہے، ضاد و دال میں نہیں، اس لئے تشابہ بھی ضاد و ظاء ہی میں ہے نہ کہ ضاد و دال میں۔

ادغام کا سبب تشابہ نہیں بلکہ تماثل یا تجانس یا تقارب ہے

سوال: اگر دال و ضاد میں تشابہ صوتی نہیں ہے تو پھر قَدْ ضَلُّوْا اور مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ وغیرہ جیسے کلمات میں دال کا ضاد میں ادغام کیوں کیا جاتا ہے۔ کیا ائمہ قراءات کا ان موقعوں میں ادغام کرنا اس بات کی دلیل نہیں کہ ان دونوں میں تشابہ صوتی موجود ہے؟

جواب: ادغام کا سبب صوتی تشابہ نہیں، بلکہ اس کا سبب تماثل، تجانس اور تقارب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان تین میں سے کوئی ایک ہوتا ہے، جس سے مقصود حصولِ خفت اور رفع ثقالت ہوتی ہے۔یعنی جب دو حرف متحد المخرج یا قریب المخرج اکٹھے آجاتے ہیں تو دونوں کو چونکہ صاف طور پر الگ الگ ادا کرنا کچھ مشکل ہوتا ہے، اس لئے اس دشواری سے بچنے کی خاطر اہل ادا پہلے حرف کا دوسرے حرف میں ادغام کر دیتے ہیں تاکہ دونوں ایک ذات ہو کر اور ایک ہی مخرج سے بلا فصل ادا ہوں اور الگ الگ ادا کرنے میں جو دشواری پیش آتی ہے اس سے دو چار نہ ہونا پڑے۔

پھر یہ کہ تجانس اور تقارب کو تشابہ لازم بھی نہیں بلکہ بعض متجانسین اور بہت سے متقاربین ایسے بھی ہیں جن میں تشابہ نہیں جیسے دال وتاء، ثاء وذال، باء ومیم، نون وواؤ اور نون ویاء وغیرہ، لیکن باوجود تشابہ نہ ہونے کے بھی ان حرفوں کا ادغام ہوتا ہے۔ جیسے قَدْ تَّبَیَّنَ، یَلْهَثْ ذّٰلِكَ، ارْكَب مَّعَنَا، مِنْ وَّلِيٍّ اور مِنْ يَّوْمِهِمْ وغیرہ۔ادغام کی یہ صورتیں تو وہ ہیں جو روایت حفص میں بھی پائی جاتی ہیں۔

بعض دوسری روایتوں میں تو:۔

※ قَدْ کی دال کا علاوہ ضاد کے، جیم، ذال، زاء، سین، شین، صاد اور ظاء میں

※ اِذْ کی ذال کا تاء، جیم، دال، زاء، سین اور صاد میں

※ تاء تانیث کا ثاء، جیم، زاء، سین، صاد اور ظاء میں

※ اور هَلْ و بَلْ کے لام کا تاء، ثاء، ظاء، زاء، سین، نون، طاء اور ضاد میں بھی ادغام ہوتا ہے۔

چنانچہ ان روایتوں کی رو سے وَلَقَدْ جَعَلْنَا، وَلَقَدْ ذَرَأْنَا، وَلَقَدْ زَيَّنَّا، قَدْ سَأَلَهَا، قَدْ شَغَفَهَا، وَلَقَدْ صَرَّفْنَا، لَقَدْ ظَلَمَكَ، اِذْ تَقُوْلُ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِذْ جَعَلْنَا، اِذْ دَخَلُوْا، اِذْ زَيَّنَ، اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ، اِذْ صَرَفْنَا، كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ، نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ، خَبَتْ زِدْنٰهُمْ، اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ، حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ، حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا، هَلْ تَرٰى، هَلْ ثُوِّبَ، بَلْ زُيِّنَ، بَلْ سَوَّلَتْ، بَلْ ضَلُّوْا، بَلْ طَبَعَ، بَلْ ظَنَنْتُمْ اور بَلْ نَتَّبِعُ وغیرہ میں بھی ادغام ہوتا ہے، حالانکہ ان میں سے بعض میں تشابہ کا کچھ بھی اثر نہیں۔

اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ بعض دفعہ ایک حرف کا ایک حالت میں ادغام ہوتا ہے اور اسی حرف کا دوسری حالت میں نہیں ہوتا، چنانچہ:۔

- مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ میں تو دال کا ضاد میں ادغام ہوتا ہے
- لیکن بَعْدَ ضَرَّآءَ میں دال کا ضاد میں ادغام نہیں ہوتا

یہ فرق اسلئے ہے کہ اول میں دال چونکہ مکسور ہے اس لئے ثقل متحقق ہے، اور ثانی میں دال کے مفتوح ہونے کی وجہ سے ثقل متحقق نہیں اس لئے ادغام بھی نہیں ہوتا۔

خلاصہ یہ کہ ادغام کا سبب صوتی تشابہ نہیں بلکہ وہ ثقل ہے جو مثلین، متجانسین اور متقاربین کے جمع ہونے سے پیدا ہوتا ہے اور اس ثقل ہی کے رفع کرنے کی غرض سے ادغام کیا جاتا ہے۔ ہاں یہ بات الگ ہے کہ بعض متجانسین اور بعض متقاربین میں تشابہ صوتی بھی پایا جاتا ہے لیکن اس کو ادغام کا سبب قرار نہیں دیا جا سکتا، ورنہ لازم آئے گا کہ جن متجانسین اور متقاربین میں تشابہ صوتی نہیں ہے ان میں ادغام بھی نہ کیا جائے اور اس سے علاوہ دوسرے موقعوں کے قَدْ تَّبَيَّنَ، اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ، مِنْ وَّلِيٍّ، مِنْ يَّوْمِهِمْ اور مِنْ لَّدُنْهُ جیسے اجماعی ادغام کو بھی ناجائز قرار دینا پڑے گا۔ پس جب یہ بات متحقق ہو گئی کہ ادغام کا سبب صوتی تشابہ نہیں تو پھر قَدْ ضَلُّوْا اور مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ وغیرہ کے ادغام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے دال وضاد کے تشابہ پر استدلال کرنا کسی طرح صحیح نہیں۔

دال وضاد تو پھر بھی ایک صفت میں شریک ہیں لیکن دال وصاد میں تو تشابہ کا کوئی ذرہ بھی موجود نہیں، اس لئے کہ ان دونوں میں بلحاظِ صفات کلی تباین ہے۔ چنانچہ ایک مجہورہ، شدیدہ، مستفلہ، منفتحہ اور مقلقل ہے اور دوسرا مہموسہ، رخوہ، مستعلیہ، مطبقہ اور صفیرہ، لیکن اس پر بھی وَلَقَدْ صَرَّفْنَا میں دال کا صاد میں ادغام ہوتا ہے، تو کیا اس ادغام کی وجہ سے دال وصاد کو بھی متشابہ الصوت کہیں گے !!! ظاہر ہے کہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں!

صلاحیت حرف سے بھی ضاد وظاء ہی میں تشابہ ثابت ہوتا ہے نہ کہ ضاد ودال میں

ہاں اس بحث کی ایک کڑی ابھی اور باقی ہے۔ وہ یہ کہ گو اکثر و بیشتر تو یہی ہے کہ جب دو حرفوں میں صفتی اشتراک اور از روئے مخرج کم سے کم نوعی اتحاد پایا جائے تو ان میں تشابہ متحقق ہو جاتا ہے، لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس قدر اشتراک کے باوجود بھی تشابہ ظاہر نہیں ہوتا۔

اور بعض حضرات نے صلاحیت حرف کا کوئی الگ عنوان قائم نہیں کیا بلکہ صفتی اشتراک کی بحث ہی کو طول دے کر اس شق کو بھی اسی سے نکالا ہے۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا ہے کہ جو حروف دانتوں سے ادا ہوتے ہیں، اگر وہ شدت، جہر اور اطباق میں شریک ہوں تو ان کا تشابہ ان حرفوں کے ساتھ تو ظاہر ہوتا ہے جو اسی نوع سے ادا ہونے والے شدت، ہمس اور انفتاح میں شریک ہوتے ہیں، لیکن ان کے ساتھ ظاہر نہیں ہوتا جو شدت، جہر اور انفتاح میں شریک ہوں۔ اور ان حضرات کو اس دقیقہ سنجی کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ دال وطاء باوجودیکہ جہر، شدت، اصمات اور قلقلہ میں اور دال وتاء شدت، استفال، انفتاح اور اصمات میں شریک ہیں، لیکن اس پر بھی ان میں تشابہ پیدا نہیں ہوا۔ اور اس کے برعکس طاء وتاء صرف شدت واصمات میں شریک ہیں، مگر پھر بھی ان میں تشابہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس لئے اس عُقدہ کے حل کرنے کیلئے ان کے طائرِ فکر نے پرواز کر کے یہ نکتہ تلاش کیا۔ ایسے ہی ان حضرات نے حروفِ لثویہ اور صفیریہ کے باہمی تشابہ وعدم تشابہ کا عقدہ حل کرنے کے لئے یہ موشگافی کی ہے کہ دانتوں سے ادا ہونے والے جو حروف ہمس و رخاوت یا جہر و رخاوت میں شریک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ دال وتاء باوجودیکہ مخرج نیز صفتِ شدت، استفال وانفتاح اور اصمات میں شریک ہیں لیکن اس پر بھی یہ دونوں متباین الصوت ہیں، تو اس سے معلوم ہوا کہ تشابہ کے پیدا ہونے میں اتحادِ مخرج واشتراکِ صفات کے علاوہ کسی تیسری چیز کا بھی دخل ہے اور وہ ہے صلاحیتِ حرف۔ یعنی کسی حرف کی آواز کا قدرتی اور جبلی طور پر دوسرے حرف کی آواز جیسا اور اسکے مشابہ ہونا، پس جب تک دو حرفوں کی آوازوں میں باہم مشابہ ہونے کی صلاحیت نہ ہو

ہوں گے، وہ تو باہم متشابہ الصوت ہوں گے اور جن میں اس نوعیت کا اشتراک نہیں ہوگا ان میں تشابہ بھی ظاہر نہیں ہوگا اور دلیل اس پر یہ قائم کی ہے کہ ذال وثاء باوجودیکہ متحد المخرج ہیں مگر پھر بھی ان میں تشابہ پیدا نہیں ہوا اور ثاء وسین میں مختلف المخرج ہونے کے باوجود پیدا ہوگیا ہے، تو اس کی وجہ یہی ہے کہ موخر الذکر تو ہمس ورخاوت دونوں ہی میں شریک ہیں، لیکن اول الذکر صرف ہمس ہی میں شریک ہیں اور رخاوت میں نہیں ہیں۔ اور ایسے ہی ذال، زاء، ضاد اور ظاء کہ یہ چاروں چونکہ جہر ورخاوت میں شریک ہیں، اس لئے ان میں تو تشابہ پیدا ہوگیا ہے مگر سین وزاء باوجودیکہ متحد المخرج ہیں لیکن چونکہ یہ دونوں نہ جہر ورخاوت میں شریک ہیں اور نہ ہمس ورخاوت میں، بلکہ ان میں سے ایک مجہورہ رخوہ ہے اور دوسرا مہموسہ رخوہ، اس لئے ان میں تشابہ پیدا نہیں ہوا۔

لیکن بندۂ ناچیز کے نزدیک یہ ضابطے تکلف پر مبنی ہیں۔ بس سیدھی سادی اور آسان بات یہی ہے کہ جن دو حرفوں میں صفتی اشتراک اور بلحاظ مخرج کم سے کم نوعی اتحاد ہو اور تشابہ کی صلاحیت بھی موجود ہو تو ان میں تشابہ ظاہر ہو جائے گا اور اگر پہلی دو چیزیں تو ہوں لیکن صلاحیت نہ ہو تو ظاہر نہ ہوگا۔ پس جن دو حرفوں میں نوعی وحدت اور صفتی اشتراک کے باوجود تشابہ ظاہر نہ ہو، جیسے دال وتاء اور ثاء وذال وغیرہ، تو سمجھنا چاہیئے کہ ان میں تشابہ کی صلاحیت نہیں ہے۔ مگر یہ ملحوظ رہے کہ صلاحیت کا مرتبہ تیسرا ہے، لہٰذا اگر دو حرفوں میں سرے سے بلحاظِ مخرج نوعی وحدت یا صفتی اشتراک ہی نہ ہوگا تو صلاحیت کے ہونے اور نہ ہونے کی طرف توجہ نہیں کی جائے گی۔ پس ضاد وظاء میں چونکہ نوعی وحدت کے علاوہ صفتی اشتراک بھی تقریباً کامل درجہ کا ہے اور تیسری شرط یعنی تشابہ کی صلاحیت بھی موجود ہے، اس لئے ان دونوں میں تو تشابہ کا ہونا قطعی ہے۔ اور دال وتاء میں گو پہلی دو چیزیں تو ہیں لیکن تشابہ کی صلاحیت چونکہ نہیں ہے اس لئے ان میں تشابہ نہیں۔

رہے دال وضاد؟ سو ان میں تو چونکہ سرے سے صفتی اشتراک ہی نہیں ہے اسلئے ان کے بارے میں صلاحیت وعدم صلاحیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس وقت تک اتحادِ مخرج اور اشتراکِ صفات سے بھی تشابہ متحقق نہیں ہوتا۔

لیکن اس سے کسی خلجان اور تشویش میں مبتلا نہیں ہونا چاہیئے۔ضاد وظاء میں ازروئے مخرج اتحاد نوع اور اشتراکِ صفات کے علاوہ تشابہ کی صلاحیت بھی ہے، اسلیئے کہ ضاد کا جو مخرج اوپر جواب کے شروع میں بیان کیا جاچکا ہے اگر اس سے اس کی تمام صفات کو ملحوظ رکھ کر ادا کیا جائیگا تو اس سے جو آواز پیدا ہوگی وہ قطعی طور پر ظاء کی آواز کے مشابہ ہی ہوگی۔ اسکے سوا کوئی اور آواز اسکے مخرج سے نکل ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ جس حرف کا مخرج اتنا طویل ہے کہ پانچ ڈاڑھوں پر مشتمل ہے اور پھر اس کے اندر ایک ایسی صفت پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے حرف کی آواز پورے مخرج میں جاری رہتی ہے تو اس سے کسی سخت حرف کے نکلنے کا امکان ہی نہیں اور اگر کسی سے ضاد کی آواز سخت نکلتی ہے تو سمجھنا چاہیئے کہ نہ تو حافہ لسان ہی ڈاڑھوں سے لگا ہے، نہ صفتِ رخاوت ادا ہوئی ہے اور نہ صفتِ استطالت۔

رہے ضاد ودال؟ سو نہ تو ان میں صفتی اشتراک ہے اور نہ ضاد میں دال کے مشابہ ادا ہونے کی صلاحیت۔ اس لئے کہ جو آواز اس قدر طویل مخرج میں شروع سے آخر تک جاری رہے گی، وہ سخت ہو ہی نہیں سکتی۔ ہاں صحتِ مخرج اور رعایتِ صفات کو بالائے طاق رکھ کر اگر ادا کیا جائے تو اس صورت میں دال کی طرح بھی، زاء کی طرح بھی، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ طاء اور لام مفخمہ کی طرح بھی ادا ہوسکتا ہے۔ لیکن یہ سب ادائیں غلط اور نادرست ہی ہوں گی جیسا کہ ائمہ فن کی آئندہ آنے والی عبارتوں سے معلوم ہو جائے گا۔

تشابہ کا ایک مختصر ضابطہ

اور بعض حضرات نے ان لمبی چوڑی تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں سمجھی بلکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہت ہی مختصر لفظوں میں تشابہ کا یہ ضابطہؒ بیان فرمایا ہے کہ:

تشابه نه لازم است نه ممتنع بلکه تابع دلیل است۔ ودلیل تشابه در ضاد وظاء از ماهرین فن منقول است نه در ضاد ودال (امداد الفتاوی، جلد اول، ص:۱۹۳)

یعنی دو مختلف المخرج ومتحد الصفات حرفوں میں تشابہ نہ لازم ہے نہ ممتنع بلکہ دلیل کے تابع ہے اور ماہرین فن سے تشابہ کی دلیل ضاد وظاء میں تو منقول ہے لیکن ضاد ودال میں نہیں۔

یہ ضابطہ ایسا آسان اور عام فہم ہے کہ اس کے سمجھنے کے لئے فنی اصطلاحات ودقائق کی کوئی ضرورت پیش ہی نہیں آتی۔ بہت سیدھی سی بات ہے کہ جن دو حرفوں کو اہل فن یعنی قراء اور مجودین متشابہ الصوت کہتے ہیں ان میں تو تشابہ ہے اور جن کو متشابہ الصوت قرار نہیں دیتے ان میں نہیں ہے۔ یہ بات قطعی اور یقینی ہے کہ اہل فن ضاد وظاء کو تو متشابہ الصوت کہتے ہیں اور ضاد ودال کو نہیں کہتے۔ چنانچہ آئندہ صفحات میں ہم ائمہ فن کی وہ عبارتیں درج کر رہے ہیں جن میں انہوں نے ضاد وظاء کے متشابہ الصوت ہونے اور ضاد ودال کے نہ ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔ وباللہ التوفیق

حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے یہ سوال پوچھا گیا کہ اختلافِ مخرج اور اشتراک بعض صفات کے ہوتے ہوئے دو حرفوں کی آوازوں میں اتحاد یا تشابہ لازم ہے یا نہیں؟ تو آپ نے جواب میں یہ فرمایا کہ: اتحاد باطل ہے اور تشابہ نہ لازم ہے نہ ممتنع ...... الخ۔۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشابہ بین الضاد والظاء کے بارے میں

قراء مجوّدین مفسّرین ومحدّثین، فقہائے امّت اور علمائے عربیّت کی تصریحات

اگرچہ سطورِ بالا میں علم تجوید کے اصول وقواعد کی روشنی میں بفضلہٖ تعالیٰ یہ بات نہایت مدلل طریق سے ثابت کی جاچکی ہے کہ ضاد وظاء میں تو تشابہ صوتی موجود ہے اور ضاد ودال میں نہیں ہے۔ تاہم میں سمجھتا ہوں کہ جب تک اس مقالہ کو:۔

- قراء کرام
- مفسرین ومحدّثین عظام
- فقہائے امت
- اور علمائے عربیت

کے کلام سے مزین نہ کروں اور ان کے ارشادات کو اس کا جز نہ بناؤں اس وقت تک یہ بحث نامکمل ہی متصور ہوگی۔

ان حضرات کے ارشادات درج کرنے کی ضرورت اس لئے بھی ہے کہ زیر بحث مسئلہ سے متعلق استفتاء میں ان حضرات کی تحقیق اور ان کے تعامل کے بارے میں بھی دریافت کیا گیا ہے۔ لہٰذا اب ذیل میں ان حضرات کے زرّیں ارشادات درج کئے جاتے ہیں، بغور ملاحظہ فرمائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس بارے میں علمائے امت کے ارشادات اس کثرت سے پائے جاتے ہیں کہ ان کو دیکھ کر ضاد کو مشابہ بالظاء ہونے میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہ جاتا۔ لیکن نہ ان سب کا احاطہ ممکن ہے اور نہ اس کی ضرورت، اسلئے یہاں ان میں سے مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر صرف چند حوالہ جات کے درج کرنے پر ہی اکتفا کیا جائے گا۔

چونکہ ضاد وظاء کے تشابہ کے مسئلہ دراصل علم تجوید کا مسئلہ ہے کیونکہ اس علم کی وضع ہی اس غرض سے ہوئی ہے کہ حروفِ قرآنیہ کے مخارج وصفات اور ان کی کیفیتِ ادا سے بحث کی جائے، اس لئے سب سے پہلے اسی فن کے علماء کی عبارتیں درج کرنا انسب معلوم ہوا۔

لہٰذا اب پہلے علمائے تجوید کے ارشادات درج کئے جائیں گے اور پھر اس کے بعد مفسرین ومحدثین، فقہائے امت اور دوسرے علمائے عربیت کی عبارتیں پیش کی جائیں گی۔ بغور ملاحظہ فرمائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علمائے تجوید کے ارشادات

۱ علامہ محمد مکی رحمہ اللہ ۳۵۵ھ - ۴۳۷ھ (الرعایہ)

علامہ محمد مکی رحمہ اللہ اپنی کتاب رعایہ کے صفحہ ۴۵ (۱۸۴) میں فرماتے ہیں:

الضاد: تخرج من المخرج الرابع من مخارج الفم، من أول حافة اللسان وما يليه من الأضراس، وهو حرف قوى لأنه مجهور مطبق من حروف الإستعلاء، وفيه استطالة، وله صفات قد تقدَّم ذكرها والضاد يُشْبَه لفظها بلفظ الظاء، لأنها من حروف الإطباق ومن الحروف المستعلية ومن الحروف المجهورة، ولولا اختلاف المخرجين وما فى الضاد من الإستطالة، لكان لفظهما واحدًا، ولم يختلفا فى السمع ......الخ

ترجمہ: منہ کے مخارج میں چوتھے مخرج یعنی شروع کنارۂ زبان اور ڈاڑھوں کی جڑ سے ضاد نکلتا ہے اور وہ قوی حرف ہے کیونکہ وہ مستعلیہ، مجہورہ، مطبقہ ہے اور اس میں صفت استطالت بھی ہے اور اس کی کچھ صفات اور بھی ہیں جو پہلے بیان ہو چکی ہیں اور ضاد کا تلفظ ظاء کے تلفظ کے مشابہ ہے اسلئے کہ ظاء بھی مستعلیہ، مطبقہ، مجہورہ ہے اور اگر ضاد وظاء میں مخرج کا اختلاف نہ ہوتا اور ضاد میں صفت استطالت نہ ہوتی تو دونوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا تلفظ ایک ہی ہوتا اور سننے میں مختلف نہ ہوتے۔

۲ محررِ فن علامہ شمس الدین ابوالخیر محمد ابن الجزری الشافعی المتوفی ۸۳۳ھ

علامہ رحمہ اللہ اپنی معرکۃ الآرا کتاب "النّشر فی القراءات العشر" (جلد اول، ص: ۲۱۹) میں ارقام فرماتے ہیں:

والضاد: انفرد بالاستطالة. وليس فی الحروف ما يعسر على اللسان مثله. فإن ألْسِنَة الناس فيه مختلفة. وقَلَّ من يحسنه فمنهم من يُخْرِجُه ظاء. ومنهم من يَمْزُجُه بالذال ومنهم من يجعله لاما مفخمة، ومنهم من يُشِمُّه الزاي. وكل ذلك لا يجوز.

ترجمہ: ضاد صفت استطالت میں منفرد ہے اور زبان پر کوئی حرف مثل اسکے دشوار نہیں ہے اور لوگ اس حرف کے بارے میں مختلف الادا واقع ہوئے ہیں اور ایسے لوگ کم ہیں جو اس کو اچھی طرح ادا کرتے ہوں۔ چنانچہ بعض تو اس کو ظاء کے مخرج سے ادا کرتے ہیں، بعض ذال کے ساتھ مخلوط کر دیتے ہیں، بعض لام مفخمہ بنا دیتے ہیں اور بعض اس میں زاء کی آمیزش کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ تمام تلفظ غلط اور نادرست ہیں۔

۳ علامہ موصلی حنبلی رحمہ اللہ (شرح شاطبیہ موسوم بہ کنز المعانی)

علامہ موصلی حنبلی رحمہ اللہ شرح شاطبیہ موسوم بہ کنز المعانی میں فرماتے ہیں:

إن هٰذه الثلاث ای الضاد والظاء والذال متشابهة فی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

السمع والضاد لا تفترق عن الظاء إلا باختلاف المخرج و زيادة الاستطالة ولولاهما لكانت إحداهما عين الأخرى

(الحسام الصارم،ص:۱۰)

ترجمہ: ضاد، ظاء اور ذال یہ تینوں سننے میں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں اور ضاد، ظاء سے صرف مخرج کی تفریق اور استطالت کی زیادتی ہی کی وجہ سے ممتاز ہوتا ہے اور اگر یہ دو باتیں بھی نہ ہوتیں تو دونوں بالکل ایک ہی ہوتے۔

۴ علامہ محمد مکی نصر رحمہ اللہ (نہایۃ القول المفید)

علامہ محمد مکی نصر رحمہ اللہ نہایۃ القول المفید مطبوعہ مصر صفحہ: ۶۰ پر رقم طراز ہیں:

[والضاد والظاء المعجمتان] اشتركتا جهرا و رخاوة وإستعلاء وإطباقا، وافترقتا مخرجا، وانفردت الضاد بالاستطالة. وفى المرعشى نقلا عن الرعاية ما مختصره أن هذين الحرفين أعني الضاد والظاء متشابهان فى السمع، ولا تفترق الضاد عن الظاء إلا باختلاف المخرج والاستطالة فى الضـاد، ولولاهما لكانت إحداهما عينَ الأخرى ...... الخ

ترجمہ: ضاد اور ظاء معجمتین جہر، رخاوت، استعلاء، اطباق میں شریک اور مخرج کی رو سے الگ ہیں اور ضاد استطالت میں منفرد ہے اور مرعشی میں رعایا کی عبارت کا خلاصہ اس طرح بیان کیا ہے کہ یہ دونوں حرف یعنی ضاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وظاء سننے میں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں اور "ضاد" ظاء سے صرف مخرج کے اختلاف اور ضاد میں استطالت کے ہونے ہی کی وجہ سے ممتاز ہے اور اگر یہ دو باتیں بھی نہ ہوتیں تو ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کا عین ہوتا (یعنی دونوں بالکل ایک ہی ہوتے)۔

۵ جُهْدُ الْمُقِل میں ہے

الضاد والظاء والذال والزاي المعجمات الكل متشاركة في الجهر والرخاوة ومتشابهة في السمع. (ہدایت الفال ص:۴)

ترجمہ: ضاد، ظاء، ذال اور زاء یہ چاروں جو نقطے والے ہیں، جہر اور رخاوت میں شریک اور سننے میں ایک جیسے ہیں۔

نیز اس میں یہ بھی ہے:

فإن لفظت بالضاد المعجمة بأن جعلت مخرجها من حافة اللسان مع ما يليها من الأضراس بدون اكمال حصر الصوت وأعطيت لها الإطباق والتفخيم الوسطينؔ والرخاوة والجهر والاستطالة والتفشي القليل فهذا هو

اطباق اور تفخیم کے ساتھ "وسطین" کی قید اس لئے لگائی ہے کہ ضاد میں یہ دونوں صفتیں متوسط درجہ کی ہیں چنانچہ سب سے زیادہ اطباق طاء میں ہے اور سب سے کم صاد میں اور ضاد وظاء میں اوسط درجہ کی ہے۔ ایسے ہی تفخیم بھی ضاد وظاء میں بعض حرفوں سے کم ہے اور بعض سے زیادہ۔ چنانچہ لفظ اَللّٰہ کے لام میں تو سب سے زیادہ ہے اور راء میں سب سے کم۔ اسی طرح باقی حرفوں میں بھی مراتب ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ضاد وظاء میں یہ دونوں صفتیں اوسط درجہ کی ہیں کہ بعض حرفوں سے کم ہیں اور بعض سے زیادہ۔ اسی لئے مصنف علام نے الوسطین کی قید لگا دی ہے۔ (افادینہ الشیخ القاری المقری فتح محمد صاحب پانی پتی شارح شاطبی مدظلہ العالی) ۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الحق المؤید بکلمات الأئمة (ای التجوید والتصریف) فی کتبهم ویشبه صوتها حینئذ صوت الظاء المعجمة بالضرورة فماذا بعد الحق إلا الضلال.

ترجمہ: اگر ضاد کا تلفظ اس طرح کریں کہ اس کو حافہ لسان اور اضراس سے آواز کو پوری طرح بند کئے بغیر ادا کریں اور اس کی درمیانی درجہ کی اطباق وتفخیم اور رخاوت، جہر، استطالت اور تفشی قلیل کو ملحوظ رکھیں تو یہ اس کی ایسی صحیح اور درست ادا ہوگی جس کی تائید ائمہ فن (یعنی علمائے تجوید وصرف) کے اس کلام سے ہوتی ہے جو ان کی کتابوں میں ہے اور اس وقت اس کی آواز ظاء معجمہ کی آواز کے ساتھ ضرور مشابہ ہوگی، پس حق کو قبول نہ کرنا سراسر گمراہی ہے۔

٦ شیخ نمر النابلسی رحمہ اللہ

شیخ نمر النابلسی رحمہ اللہ اتحاف العباد فی معرفة النطق بالضاد میں صفات بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

فالضاد رخو مجهورة فلرخاوتها یجری صوتها جریا کاملا ولجهرها لا یجری النفَسُ الکثیر مع صوتها لکن لا یخلوا عن جری النفس. البتة فإن لفظت بالضاد المعجمة بمخرجها وصفاتها فیشبه صوتها صوت الظاء المعجمة بالضرورة. (طبع مصر، الحسام الصارم، ص: ۱۰)

ترجمہ: پس "ضاد" رخوہ، مجہورہ ہے، لہٰذا رخاوت کی وجہ سے تو اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آواز پوری طرح جاری ہو گی اور جہر کی وجہ سے آواز کے ساتھ زیادہ سانس جاری نہ ہوگا، لیکن جریانِ نفس سے کلیۃً خالی بھی نہیں ہوگا۔ پس اگر ضاد کو اس کے مخرج سے تمام صفات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ادا کیا جائے گا تو اس کی آواز ظاء معجمہ کی آواز کے ساتھ ضرور مشابہ ہو گی۔

۷ علامہ مرعشی رحمہ اللہ مصنوعة الضاد میں لکھتے ہیں:

و أما من تلفظ الضاد من حافة اللسان مع ما يليها من الأضراس و أعطى له رخاوته فمد به صوته لرخاوته وجعل إمتداد صوته أزيد من إمتداد صوت الظاء لزيادة الاستطالة و أظهر الصوت و خروج الريح و تفشيها من تفشي الفاء۔ فهذا هو الحق المتيقن بكلمات الأئمة المؤلفين۔ فحينئذ يشبه لفظه فى السمع لفظ الظاء المعجمة وهذا ما لا شك فيه.

ترجمہ: بہرحال جو شخص ضاد کو حافہ لسان اور اضراس سے ادا کرے گا اور اس کی صفت رخاوت کو ملحوظ رکھے گا، پھر وہ اس کی رخاوت کی وجہ سے اس میں آواز کو جاری رکھے گا اور اس کی آواز کو بوجہ استطالت کے ظاء کی آواز کی نسبت زیادہ دراز کرے گا اور آواز صفت نفخ اور اس کی تفشی کو فاء کی تفشی کی نسبت زیادہ ظاہر کرے گا تو یہ ادا ایسی قطعی ہو گی جو ائمہ مصنفین کے کلام سے ثابت ہے اور اس وقت اس کا تلفظ سننے میں ظاء معجمہ کے مشابہ ہوگا اور یہ وہ حقیقت ہے جس میں ذرا بھی شک نہیں۔

www.kitabosunnat.com
" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۸ شرح قصیدۃ نونیّۃ میں ہے:

لأن الظاء تشارك الضاد فى الأوصاف المذكورة غير الاستطالة فلذلك إشتد شبهه به وعسر التمييز واحتاج القارئ فى ذلك إلى الرياضة لإتصال بين مخرجيهما۔

ترجمہ: کیونکہ ظاء استطالت کے سوا باقی تمام صفات میں ضاد کا شریک ہے اس لئے اسکے ساتھ اس کی مشابہت شدید اور دونوں میں فرق کرنا عسیر ہو گیا ہے اور ان دونوں کے مخرجوں کے قریب ہونے کی وجہ سے قاری کو ان کے صاف صاف ادا کرنے کے لئے خصوصی اہتمام کرنا پڑتا ہے۔

۹ رسالہ الصحیحۃ فی اداء الضاد الفصیحۃ میں ہے:

فصحاء العرب يتلفظون بها بحيث يشبه صوتها صوت الظاء۔

ترجمہ: فصحائے عرب ضاد کو اس طرح ادا کرتے ہیں کہ اس کی آواز ظاء کی آواز کے مشابہ ہوتی ہے۔

۱۰ قاضی مدثر رحمہ اللہ (اعلام العباد فی حقیقۃ النطق بالضاد)

قاضی مدثر رحمہ اللہ اپنی کتاب "اعلام العباد فی حقیقۃ النطق بالضاد" کے ص:۱۸ پر جهد المقل وغیرہ کی عبارتیں نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

قد ثبت بالعبارات المذكورة أن الضاد إذا أخرجت من

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخرجها وقرأت بصفاتها يكون صوتها كصوت الظاء المعجمة الصحيحة لا محالة فإذا قرأت بحيث لم يكن صوتها مشابهة بصوت الظاء فليست مقروءة بمخرجها وصفاتها فليست بضاد كما لا يخفى۔

ترجمہ: مذکورہ عبارتوں سے ثابت ہوگیا کہ ضاد کو جب اس کے مخرج سے نکالا جائے گا اور اس کی صفات ادا کی جائیں گی تو اس کی آواز سننے میں ظاء معجمہ صحیحہ کی آواز کے مانند ضرور ہوگی اور جب اس کو اس طرح ادا کیا جائے گا کہ اس کی آواز ظاء کی آواز کے ساتھ مشابہ نہ ہوگی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ اپنے مخرج اور اپنی صفات کے ساتھ ادا نہیں ہوا اور اس صورت میں یہ ضاد نہ ہوگا جیسا کہ ظاہر ہے۔

خلاصۂ عبارات

دیکھئے فن کی مستند ترین کتابوں کی ان عبارات سے یہ بات کس صفائی کے ساتھ ثابت ہو رہی ہے کہ ضاد و ظاء باہم متشابہ الصوت ہیں اور سلف وخلف کے علمائے تجوید بیک زبان اس کی تصریح فرما رہے ہیں۔ چنانچہ:۔

❁ صاحب رعایہ کا: والضاد يشبه لفظها بلفظ الظاء

❁ صاحب کنز المعانی کا: الضاد والظاء والذال متشابهة فی السمع

❁ صاحب نہایۃ القول المفید کا: الضاد والظاء متشابهان فی السمع

❁ صاحب جہد المقل کا: الضاد والظاء والذال والزاي المعجمات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الکل متشارکۃ فی الجھر والرخاوۃ ومتشابھۃ فی السمع۔

※ شیخ نمرالنابلسی کا: فإن لفظت بالضاد المعجمۃ بمخرجھا وصفاتھا فیشبہ صوتھا صوت الظاء المعجمۃ بالضرورۃ

※ علامہ مرعشی کا: فحینئذ یشبہ لفظہ (ای لفظ الضاد) فی السمع لفظ الظاء المعجمۃ

※ شارح قصیدۂ نونیہ کا: الظاء تشارک الضاد فی الأوصاف المذکورۃ غیر الاستطالۃ فلذلک إشتد شبھۃ بہ

※ صاحب رسالۃ الصحیحہ کا: فصحاء العرب یتلفظون بھا بحیث یشبہ صوتھا صوت الظاء

※ اور صاحب اعلام العباد کا: إن الضاد إذا أخرجت من مخرجھا وقرأت بصفاتھا یکون صوتھا کصوت الظاء المعجمۃ الصحیحۃ فی السمع لا محالۃ۔

یہ تمام عبارتیں صاف بتا رہی ہیں کہ جملہ علمائے فن تشابہ بین الضاد والظاء کے قائل ہیں اور دوسری بات انہی حوالہ جات سے یہ بھی ثابت ہوگئی کہ علمائے فن میں سے ضاد و دال میں تشابہ کا کوئی قائل نہیں ورنہ وہ اپنی تصانیف میں اس کا ذکر بھی فرماتے۔ نیز یہ کہ ان حضرات کا ضاد و ظاء میں تشابہ کا قائل ہونا یہ خود اس بات کو مستلزم ہے کہ ان کے نزدیک ضاد و دال میں اصلاً تشابہ نہیں، اسلئے کہ دال و ظاء میں مباینت تامہ ہے پس جو حرف ظاء کا مشابہ ہے وہ دال کا مشابہ ہو ہی نہیں سکتا۔ حتیٰ کہ شرح شاطبیہ میں ان دونوں کیساتھ تشابہ میں ذال کو اور جہد المقل میں ذال اور زاء کو تو شریک کیا ہے، کیونکہ یہ دو صفتوں میں ان کیساتھ شریک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں لیکن دال کا کسی نے نام تک نہیں لیا۔ اسکا صاف مطلب یہی ہے کہ ضاد کو دال کے ساتھ ادنیٰ درجہ کا تشابہ بھی نہیں اور پھر صاحب کنز المعانی نے والضاد لا تفترق ... الخ میں اس حقیقت کو بھی واضح فرمادیا ہے کہ گو ذال بھی ضاد کیساتھ کسی قدر مشابہ ہے لیکن کامل درجہ کی مشابہت صرف ضاد وظاء ہی میں ہے، اس لئے کہ یہ دونوں جہر ورخاوت کے علاوہ استعلاء واطباق میں بھی شریک ہیں اور ممکن تھا کہ کوئی صاحب شرح شاطبیہ کے إن هذه الثلاث اى الضاد والظاء والذال میں "والذال" کی بجائے والدال پڑھ کر ظاء کی طرح دال کو بھی ضاد کا مشابہ قرار دینے کی ناکام کوشش کرتے لیکن خدا بھلا کرے صاحب جہد المقل کا کہ انہوں نے المعجمات الكل کی قید لگا کر اس خدشہ کا بھی خاتمہ فرمادیا۔ فللّٰہ درہ

اب ذیل میں ان شبہات کا ازالہ کیا جاتا ہے جو مندرجہ بالا بعض اقتباسات سے بادی النظر میں مترشح ہوتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شبہات اور ان کا ازالہ

ضاد کا نرم ادا ہونا اسکے قوی ہونے کے معارض نہیں

ہوسکتا ہے کہ رعایہ کی عبارت **وھو حرف قوی ... الخ** سے کسی کے دل میں یہ شبہ گزرے کہ جب ضاد حرفِ قوی ہے تو پھر یہ نرم کیسے ادا ہوسکتا ہے، کیونکہ نرمی قوت کی معارض ہے؟ تو جواب اس کا یہ ہے کہ رخاوت کے سوا ضاد کی باقی تمام صفات یعنی جہر، استعلاء، اطباق اور استطالت یہ سب صفات قویہ میں سے ہیں، اس لئے اہل ادا نے اس کا شمار حروفِ قویہ بلکہ حروفِ اقوئی میں کیا ہے۔ چنانچہ خود اس عبارت میں بھی اس کے بعد اسکے قوی ہونے کی یہی وجہ بیان کی گئی ہے جیساکہ فرماتے ہیں: **لأنه مجهور مطبق من حروف الإستعلاء وفيه استطالة** لیکن اس سے کسی خلجان کا شکار نہیں ہونا چاہیئے اس لئے کہ خود ظاء جو مشبّہ بہ ہے اور جس کے نرم ادا ہونے میں کسی کو کلام نہیں، وہ بھی قویہ بلکہ حروفِ اقوئی میں سے ہی ہے جیساکہ علمائے فن نے تصریح کی ہے۔

لا یجری النفس الکثیر تشابہ کے منافی نہیں

ایسے ہی ممکن ہے کہ اتحاف العباد کی عبارت **ولجهرها لا يجري النفس الكثير مع صوتها** سے بھی کسی کو تشویش ہو، لیکن یہ بھی کوئی تشویش کی چیز نہیں۔ اس لئے کہ حرف کی آواز کے ساتھ سانس خواہ زیادہ جاری ہو اور خواہ کم اس سے آواز کے جریان پر کوئی اثر نہیں پڑتا، کیونکہ سانس خواہ زیادہ جاری ہو خواہ کم، آواز دونوں ہی صورتوں میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاری رہ سکتی ہے۔ ہاں اتنا فرق ضرور ہے کہ حروفِ مہموسہ، رخوہ نہایت ہی لطیف اور نازک ہوتے ہیں اور مجہورہ، رخوہ میں اس درجہ کی لطافت نہیں ہوتی مگر "جہر" آواز کے جاری رہنے میں حائل نہیں۔ پھر یہ کہ اگر ضاد میں سانس تھوڑا جاری ہوتا ہے تو ظاء کا بھی یہی حال ہے کیونکہ وہ بھی مجہورہ، رخوہ ہی ہے۔ پس لا یجری النفس الکثیر تشابہ کے منافی نہیں۔

بدون إکمال حصر الصوت سے بھی تشویش نہیں ہونی چاہیئے

البتہ جہد المقل کی عبارت میں بدون إکمال حصر الصوت سے واقعی ذہن مذبذب ہو جاتا ہے، کیونکہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ ضاد کی ادائیگی میں گو پوری طرح نہ ہی مگر ایک درجہ میں آواز ضرور بند ہو جاتی ہے، لیکن جب فکر و تامل سے کام لیتے ہیں تو یہ تذبذب بھی کافور ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اولاً تو لفظ بدون ہی سے بہت حد تک اطمینان ہو جاتا ہے، اس لئے کہ جو حروف سخت ادا ہوتے ہیں مثل دال اور طاء وغیرہ کے ان میں حصر صوت علی وجہ الکمال ہوتا ہے۔

ثانیاً اسی کتاب میں اور اسی موقعہ پر ایک سطر بعد یہ تصریح موجود ہے: ویشبہ صوتھا حینئذ صوت الظاء المعجمۃ اسلئے ظاہر ہے کہ حصر صوت سے مراد وہ حصر تو ہو نہیں سکتا جو حروفِ غیر رخوہ میں ہوتا ہے ورنہ ظاء کے ساتھ مشابہت پیدا ہو ہی نہ سکے گی، لہٰذا بدون حصر کی بجائے بدون إکمال حصر الصوت فرمانے کی وجہ اس کے سوا کچھ اور معلوم نہیں ہوتی کہ مؤلف کے پیش نظر اس حقیقت کا سمجھانا ہے کہ ضاد میں حروفِ مہموسہ جیسی لطافت نہیں ہوتی، کیونکہ اس میں بوجہ ہمس کے آواز کے ساتھ سانس زیادہ جاری ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کے تلفظ میں اعلیٰ درجہ کی لطافت ہوتی ہے بخلاف ضاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے، کہ اس میں بوجہ جہر کے سانس کم جاری ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کی آواز میں نسبتاً قوت ہوتی ہے اور اس قوت ہی کو یہاں **حصر** سے تعبیر فرمادیا ہے۔ مگر چونکہ یہ حصر حروفِ شدیدہ کے حصر جیسا نہیں ہوتا، اس لئے ''اکمال'' کے ساتھ ''بدون'' کی قید لگا دی۔ اور یہ اسی کی دوسری تعبیر ہے جس کو شیخ نمر النابلسی نے **ولجهرها لا يجرى النفس الكثير مع صوتها** میں بیان فرمایا ہے، تاہم چونکہ اس تعبیر سے بادی النظر میں تشویش ضرور ہوتی ہے، اس لئے اس کی بجائے وہ تعبیر مناسب تر ہے جس کو قاری محمد صدیق صاحب خراسانی نے ''زبدۃ الترتیل'' میں اختیار فرمایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> وحقيقة النطق بالضاد بأن تخرج الصوت والتنفس معا من حافة اللسان أو إحديهما وما يحاذيهما من الأضراس العليا بإكمال جرى صوتها على قدر زمانها تحقيقا أو حدرا أو تدويرا

اس عبارت میں گو اس فرق کو واضح نہیں کیا گیا جو جہر و ہمس کے فرق کی وجہ سے صاد مہملہ اور ضاد معجمہ کے تلفظ میں ظاہر ہوتا ہے لیکن اس سے وہ شبہ بھی تو پیدا نہیں ہوتا جس کا ذکر ابھی اوپر ہوا ہے۔ والله تعالىٰ أعلم وعلمه أتم

نشر کی عبارت سے بھی تشابہ بالظاء کا ثبوت فراہم ہوتا

البتہ نشر کی اس عبارت کے بارے میں جو اوپر نمبر ۲ (صفحہ: ۵۰) کے ذیل میں درج کی گئی ہے، یہ سوال ہوسکتا ہے کہ جب اس عبارت میں تشابہ بین الضاد والظاء کا کوئی ذکر نہیں تو پھر اس کو دلائل کے سلسلہ میں کیوں درج کیا ہے؟

تو جواب اس کا یہ ہے کہ مسئلہ زیر بحث کے دو پہلو ہیں: ایک تشابہ بین الضاد والظاء

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کا اثبات اور دوسرا تشابہ بین الضاد والظاء کا ابطال۔ چنانچہ "نشر" میں جہاں ضاد کو ظاء کے مخرج سے ادا کرنے کو غلَط بتایا گیا ہے وہاں ذال کے ساتھ مخلوط کر دینے، لام مفخمہ بنا دینے اور اس میں زاء کی آمیزش کر دینے کو بھی ناجائز اور غلَط ہی کہا گیا ہے۔ تو اگر ذرا غور وفکر سے کام لیں تو تشابہ بین الضاد والظاء کا ثبوت بھی اس سے نکل رہا ہے، وہ اس طرح کہ ضاد کو غلَط پڑھنے کی جو جو صورتیں صاحب نشر کے زمانہ میں مروّج تھیں ان سب کی انہوں نے اس عبارت میں تردید فرما دی، حتیٰ کہ ضاد کو ظاء کے مخرج سے ادا کرنے کی تغلیط بھی فرمائی ہے، چنانچہ اگر موصوف کے نزدیک ضاد کو مشابہ بالظاء ادا کرنا بھی غلَط اور نا درست ہی ہوتا تو اس کی بھی ضرور تردید فرماتے اور من يمزجه بالذال اور من يشمه الزاي کی طرح من يشبه بالظاء کو بھی ضرور لاتے، حالانکہ ایسا نہیں کیا۔

پھر یہ کہ اسی مقام پر کچھ آگے چل کر موصوف نے ضاد کو ظاء کا مشابہ فرمایا بھی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

فليحذر من قلبه إلى الظاء لا سيما فيما يشتبه بلفظه نحو: ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ يشتبه بقوله: ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا (نشر ص ۲۲۰)

دیکھیے اس عبارت میں موصوف نے ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ کو ظَلَّ وَجْهُهٗ کا تلفظ میں مشابہ فرمایا ہے، حالانکہ پہلا ضاد کے ساتھ ہے اور دوسرا ظاء کے ساتھ۔

من يخرجه ظاءً سے تشابہ کی تغلیط نہیں نکلتی

البتہ حقیقت سے ناواقف لوگوں کو اس عبارت سے یہ شبہ ضرور ہو سکتا ہے کہ صاحب نشر نے جب ضاد کو ظاء کے مخرج سے ادا کرنے کو غلَط اور ناجائز فرمایا ہے تو پھر اس کو ظاء کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشابہ کیسے کہا جاسکتا ہے؟

سو جواب اس کا یہ ہے کہ صاحب نشر نے یہاں ضاد کو ظاء کے مخرج سے ادا کرنے ہی کو نا جائز فرمایا ہے نہ کہ اسکے مشابہ ادا کرنے کو بھی، کیونکہ آپ نے من یخرجه ظاء فرمایا ہے من یشبه بالظاء نہیں فرمایا۔ضاد کو ظاء کے مخرج سے نکالنا اور ہے، اس کے مشابہ ادا کرنا اور۔

❋ ظاء کے مخرج سے ادا کرنے کا مطلب تو یہ ہے کہ ضاد کو حافہ لسان اور اضراس کی بجائے زبان کی نوک اور ثنایا علیا کے کناروں سے ادا کیا جائے۔

❋ مشابہت کا مفہوم یہ ہے کہ ضاد کو ادا تو اس کے اصلی مخرج ہی سے کیا جائے البتہ صفات اس میں وہ ادا کی جائیں جو ظاء میں ادا کی جاتی ہیں، کیونکہ یہ دونوں صفات میں شریک ہیں اور علمائے فن صرف تشابہ ہی کے قائل ہیں عینیت کے نہیں۔اس کی تو سب ہی تغلیط کرتے ہیں اور یہ اسی طرح غلط ہے جس طرح کہ عین دال پڑھنا غلط ہے۔

ولولا اختلاف المخرجين سے تشابہ کی نفی نہیں نکلتی بلکہ عینیت کی نکلتی ہے

www.kitabosunnat.com

ایسے ہی ممکن ہے کہ کسی کے دل میں یہ شبہ گزرے کہ رعایہ کی عبارت: ولولا اختلاف المخرجين... الخ سے ضاد وظاء کے تشابہ کی نفی نکلتی ہے کیونکہ علمائے نحو کی تصریح کی رو سے لَوْلَا کے بعد دو جملے ہوتے ہیں اور ان میں سے پہلے جملے کا وجود دوسرے جملے کی نفی کا سبب بنتا ہے، پس اس ضابطہ کی بناء پر متذکرہ بالا عبارت کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ چونکہ ضاد وظاء میں مخرج کا اختلاف اور ضاد میں استطالت موجود ہے اس لئے ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دونوں کا تلفظ ایک نہیں، یہ دونوں سننے میں بھی مختلف ہیں اور دونوں کے تلفظ کا ایک نہ ہونا اور سماعت میں مختلف ہونا عدم تشابہ کی دلیل ہے؟

لیکن یہ شبہ بھی سطحی ہے، اس لئے کہ تشابہ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مشبّہ اور مشبّہ بہ کے تلفظ میں مطلقاً کوئی فرق ہی نہ ہو اور وہ دونوں سننے میں من کل الوجوہ متحد ہوں۔ اگر تشابہ کو اس حقیقت پر محمول کریں گے تو پھر مشابہت اور عینیت میں کوئی فرق ہی باقی نہ رہے گا۔

تشابہ کا مطلب صرف یہ ہے کہ جن دو حرفوں میں یہ ہوتا ہے ان کی آوازیں ایک جیسی اور باہم ملتی جلتی ہوتی ہیں۔ تشابہ خود تغایر کی دلیل ہے اور اگر دونوں کے تلفظ میں اصلاً کوئی فرق نہ ہو اور سننے میں دونوں بالکل ایک ہی ہوں تو پھر مشبّہ اور مشبّہ بہ کا سوال ہی پیدا نہ ہو۔ نہ کوئی مشبّہ کہلائے اور نہ مشبّہ بہ۔

پس لولا اختلاف ...... الخ کا مطلب یہ ہے کہ اگر ان دونوں کا مخرج مختلف نہ ہوتا تو یہ دونوں ذاتاً بھی شریک ہو جاتے اور ان میں عینیت آجاتی لیکن چونکہ یہ دونوں ذات میں متحد نہیں ہیں صرف صفات ہی میں شریک ہیں، اس لئے ان میں مشابہت ہی ہے عینیت نہیں۔ بلکہ حق یہ ہے کہ منجملہ دوسری عبارتوں کے خود یہ عبارت بھی تشابہ کی مؤید ہے۔ اس لئے کہ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ ضاد وظاء میں بس اتنا ہی فرق ہے کہ ایک تو ان کا مخرج الگ الگ ہے اور دوسرا یہ کہ ضاد میں استطالت ہے اور ظاء میں نہیں ہے اور باقی تمام کیفیات میں یہ دونوں ایک ہیں۔ یہی حقیقت ہے تشابہ کی بھی، کہ مشبّہ اور مشبّہ بہ اکثر کیفیاتِ ادا میں ایک ہوں۔ چنانچہ صاحب رعایہ اس فقرے کو لائے بھی تشابہ ہی کی بحث میں ہیں نہ کہ تمایز کی بحث میں۔ کما رأیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علمائے تفسیر کے ارشادات

زیر بحث موضوع سے متعلق علمائے تجوید وقراءات کے ارشادات ملاحظہ کرنے کے بعد اب اس بارے میں مفسرین، محدثین، فقہاء، علمائے عربیت اور علمائے حرمین شریفین کے ارشادات بھی ملاحظہ فرمائیے :۔

۱۱ ۱ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ (تفسیر کبیر)

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تفسیر کبیر کی جلد اول باب الاستعاذۃ کے دسویں مسئلہ میں رقم طراز ہیں:

المختار عندنا أنّ اشتباه الضاد بالظاء لا يبطل الصلوة ويدل عليه أن المشابهة حاصلة بينهما جدا والتمييز عسير۔

ترجمہ: ہمارے نزدیک پسندیدہ تحقیق یہ ہے کہ ضاد کا مشابہ بالظاء ادا ہونا فسادِ نماز کا موجب نہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ان دونوں میں بہت زیادہ مشابہت ہے اور ایک کو دوسرے سے ممتاز کرنا مشکل ہے۔

پھر اس کے بعد موصوف نے تشابہ کے وہی وجوہ بیان فرمائے ہیں جن کی تفصیل اوپر آچکی ہے اور پھر فرماتے ہیں:

فثبت بما ذكرنا أن المشابهة بين الضاد والظاء شديدة و أن التمييز عسير۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ہمارے اس بیان سے ثابت ہوگیا کہ ضاد وظاء میں قوی مشابہت ہے اوران کوایک دوسرے سے ممتاز کر کے پڑھنا مشکل ہے۔

١٢ ⓶ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی رحمہ اللہ (تفسیر ابن کثیر)

حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی رحمہ اللہ اپنی مشہور تفسیر ابن کثیر میں رقم طراز ہیں:

والصحيح من مذاهب العلماء أنه يغتفر الإخلال بتحرير ما بين الضاد والظاء لقرب مخرجيهما، وذلك أن الضاد مخرجها من أول حافة اللسان وما يليها من الأضراس، ومخرج الظاء من طرف اللسان وأطراف الثنايا العليا، ولأن كلا من الحرفين من الحروف المجهورة ومن الحروف الرخوة ومن الحروف المطبقة فلهذا كله اغتفر استعمال أحدهما مكان الآخر لمن لا يميز ذلك.

ترجمہ: علماء کا صحیح مذہب یہ ہے کہ ضاد وظاء میں جو کماحقہ فرق نہیں ہوسکتا تو وہ معاف ہے اس وجہ سے کہ یہ دونوں قریب المخرج ہیں۔اس طرح کہ ضاد تو زبان کی کروٹ کے ابتدائی حصہ سے نکلتا ہے اور ظاء زبان کی نوک اور ثنایا علیا کے کناروں سے ادا ہوتا ہے۔نیز اس لئے کہ یہ دونوں حروفِ مجہورہ، حروفِ رخوہ اور حروفِ مطبقہ میں سے ہیں، لہٰذا جس شخص سے ان دونوں میں فرق نہ ہو سکے اس کے لئے ان میں سے ہر ایک کے بجائے دوسرے کا استعمال معاف ہے۔ (تفسیر ابن کثیر:سورہ فاتحہ)

١٣ ⓷ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (الاتقان فی علوم القرآن)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ الاتقان فی علوم القرآن میں "بدائع جناس القرآن" کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بحث میں رقم طراز ہیں:

ومنها اللفظي بأن يختلفا بحرف مناسب للآخر مناسبة لفظية كالضاد والظاء كقوله: وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ ... الخ (الاتقان جلد:۲،ص:۹۱ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: اور من جملہ انواعِ تجنیس کے ایک تجنیس لفظی ہے اور وہ یہ ہے کہ دو کلمے ایسے حرف میں مختلف ہوں جن میں لفظی مناسبت موجود ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے: وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ (قیامہ:۲۲،۲۳) کہ ان میں سے پہلا ضاد کے ساتھ ہے اور دوسرا ظاء کے ساتھ۔

۱۴ م مفتی عبدہ رحمہ اللہ (تفسیر المنار)

مفتی عبدہ رحمہ اللہ اپنی تفسیر المنار کی جلد اوّل صفحہ: ۱۰۰ پر تحریر فرماتے ہیں:

وَ إننا نجد أعراب الشام وما حولها ينطقون بالضاد فيحسَبها السامع ظاء لشدة قربها وشَبَهِهَا بها. وهذا هو المحفوظ عن فصحاء العرب الأولين.

ترجمہ: ہم شام اور اس کے گرد و نواح کے عربوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ ضاد کو اس طرح ادا کرتے ہیں کہ سننے والا اس کو ظاء سمجھ لیتا ہے اس وجہ سے کہ وہ اس سے بہت زیادہ قریب اور اس کے مشابہ ہے اور یہ اس کی وہ ادا ہے جو صدرِ اول کے فصحاءِ عرب سے محفوظ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فقہاء رحمہم اللہ کے ارشادات

فقہاء رحمہم اللہ نے ان دونوں حرفوں کی مشابہت کو مختلف طریقوں سے بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ بعض حضرات نے تو اس مشابہت کی صریح لفظوں میں وضاحت فرمائی ہے اور بعض نے ان دونوں میں فرق و امتیاز کے مشکل ہونے کی تصریح کی ہے جو مشابہت پر دال ہے۔ اب ذیل میں حوالہ جات ملاحظہ فرمایئے :-

۱۵ ① فتاویٰ قاضی خان رحمہ اللہ میں ہے :

و إن ذكر حرفا مكان حرف وغيّر المعنى فإن أمكن الفصل بين الحرفين من غير مشقة كالطاء مع الصاد فقرأ: الطّالِحَات مكان "الصَّالِحَات" تفسد صلوته عند الكل و إن كان لا يمكن الفصل بين الحرفين إلا بمشقة كالظاء مع الضاد والصاد مع السين والطاء مع التاء اختلف المشايخ فيه قال أكثرهم لا تفسد صلاته۔

ترجمہ: یعنی اگر نمازی نے ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھا اور معنیٰ بدل گئے تو اگر یہ دو حرف ایسے ہوں کہ ان میں بغیر مشقت کے فرق ہو سکتا ہو جیسا کہ صاد اور طاء، پس اس نے صَالِحَات کی جگہ طَالِحَات پڑھا تو سب کے نزدیک اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر ان میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بغیر مشقت کے فصل نہ ہو سکتا ہو جیسے ضاد وظاء، صاد وسین اور طاء وتاء تو مشائخ کا اس میں اختلاف ہے اور اکثر نے عدم فساد کا فتویٰ دیا ہے۔

اسی قسم کا مضمون الفاظ کے تھوڑے سے ردوبدل کے ساتھ رد المختار میں بھی ہے۔ چنانچہ اس میں ہے:

١٦ ② ردّ المختار

و إن كان الخطأ بإبدال حرف بحرف فإن أمكن الفصل بينهما بلا كلفة كالصاد مع الطاء بأن قرأ: "الطّٰلِحَات" مكان الصّٰلِحَات فاتفقوا على أنه مفسد وإن لم يمكن إلا بمشقة كالظاء مع الضاد والصاد مع السين فأكثرهم على عدم الفساد لعموم البلوٰى.

ترجمہ: اگر غلطی سے ایک حرف دوسرے حرف سے بدل گیا تو اگر ان دو حرفوں میں کسی تکلیف کے بغیر فرق ہو سکتا ہو جیسے صاد وطاء، اس طرح کہ نمازی نے صَالِحَات کی جگہ طَالِحَات پڑھ دیا تو تمام مشائخ کا اس غلطی کے مفسد صلوٰۃ ہونے پر اتفاق ہے۔ اور اگر ان دو حرفوں میں فرق مشقت کے بغیر نہ ہو سکتا ہو جیسا کہ ضاد وظاء اور صاد وسین تو اکثر حضرات نے عموم بلویٰ کی وجہ سے فسادِ نماز کا فتویٰ نہیں دیا۔

پس فقہ کی ان ہر دو عظیم المرتبت کتابوں سے ضاد وظاء میں غایت درجہ کا صوتی قرب ثابت ہوا۔ کیونکہ فصل وامتیاز کا عسیر ہونا ان ہی دو حرفوں میں ہوتا ہے جن کی آوازیں ایک دوسرے کے مشابہ اور باہم ملتی جلتی ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۷ ③ فتاویٰ سعدیہ میں ہے:

ویشم صوت الظاء المعجمة الصحیحة فی الضاد الصحیحة فی الحقیقة ولیست فی صوتها مشابهة بصوت الدال فی الحقیقـــة إلا أن الجهال یعتقدونها ویقرؤونها مشابهة بالدال۔ (ص:٤٣)

ترجمہ: اور ضاد صحیحہ میں فی الواقع ظاء صحیحہ کی آواز کا اثر ہوتا ہے اور اس کی آواز میں دال کی آواز کیساتھ واقعی کوئی مشابہت نہیں ہوتی۔ ہاں جہلا ایسا سمجھتے ہیں اور اس کو مشابہ بالدال ادا کرتے ہیں۔

۱۸ ④ جناب مفتی سعد اللہ صاحب رحمہ اللہ فتاویٰ سعدیہ میں فرماتے ہیں:

پس بہ حقیقت صوت ضاد مشابہت بہ صوت دال نمی دارد مگر ناواقفان آن را مشابہ دال می دانند و می خوانند مخرج ضاد حافۂ زبان است کہ با دندان آسیائی بالا پیوندد و از اتصال مذکور با تفخیم واستعلاء واستطالت واطباق ریحیکہ ظاهر می شود بآن مشابہت با ظاء پیدا می گردد۔ واگر در این امور کوتاهی می شود ضاد ضعیف بلکہ ظاء وذال ادا می شود۔ چنانکہ ابو طالب در رعایہ گفتہ۔

ترجمہ: حقیقت میں ضاد کی آواز دال کی آواز کے ساتھ مشابہت نہیں رکھتی۔ ہاں ناواقف اس کو دال کے مشابہ سمجھتے اور پڑھتے ہیں۔ ضاد کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخرج زبان کا بغلی کنارہ ہے جبکہ اوپر کے طواحن سے ملے اور ان دونوں کے اتصال سے برعایت تفخیم، استعلاء، استطالت اور اطباق جو آواز ظاہر ہوتی ہے، اس کی وجہ سے اس کی ظاء کے ساتھ مشابہت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اگر ان چیزوں میں کوتاہی ہو جائے تو بجائے ضادِ فصیح کے ضادِ ضعیف* بلکہ ظاء اور ذال ادا ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ ابو طالب مکی نے رعایہ میں فرمایا ہے۔

۱۹ ۵ مفتی صدر الدین خان صاحب دہلوی رحمہ اللہ

سلطنتِ مغلیہ کے آخری صدر الصدور جناب مفتی صدر الدین خان صاحب دہلوی رحمہ اللہ نے ۱۲۷۸ھ میں اس بارے میں ایک نہایت مدلل اور مفصل فتویٰ صادر فرمایا تھا جو لفظ بہ لفظ درج ذیل ہے:

از مدتی درمیان مسلمانان این شہر و مضافات آن نزاعی درضاد معجمہ افتادہ است۔ بعضی ضاد معجمہ را مشابہ دال مفخمہ می خوانند، وبعضی مشابہ ظاء معجمہ۔ بلکہ اکثر از عوام ہند ضاد معجمہ را در قرآن بنہجی ادا می کنند کہ مشابہ حرف دال بلکہ عَینِ آن می شود۔ و فرق از دال این قدر می کنند کہ ضاد معجمہ را بصوتِ دال مفخمہ و آواز پُر می برآرند۔ و این خود خطاء وغلطی فاحش است بہ چند وجوہ:

* اس عبارت میں جس ضاد کو ضادِ ضعیف کہا گیا ہے اس سے مراد وہ ضاد ہے جو ضاد و ظاء کے مخرجوں کے درمیان سے ادا ہو۔ اس کی پوری وضاحت آگے ازالۂ مغالطات کے زیر عنوان آئے گی۔ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اول اینکه این حرف جدید است از حروف تهجی در هیچ کتاب دیده نه شد که ضاد معجمه دو قسم است: یکی شبیه به دال ودومی شبیه به ظاء معجمه۔

دوم این که در جمیع کتب قراءات وصرف وفقه بالاتفاق نوشته اند۔ که فرق درمیان ضاد معجمه وظاء معجمه بسیار مشکل است۔ به سبب تشارك در صفات سوای استطالت که در ضاد است ودر ظاء نیست و با مخرج اصلی که برای هر یک علیحده است۔ اما ادای هر واحد از مخرج اصلی آن بنهجی که ضاد معجمه از ظاء معجمه ممتاز شود دشوار است۔ واین اشکال نیست مگر به سبب تشارك باهمدیگر در صفات۔ پس از این صاف ظاهر وهویدا گردید که ضاد معجمه همان است که با ظاء معجمه مشابهت دارد نه آن ضاد معجمه که مخرج آن قریب مخرج دال باشد۔ چنانکه عوام مردم هندوستان بلکه بعضی از خواص هم می خوانند۔ چه دال با ضاد معجمه تخالف وتباین تمام دارد و در صفات وفرق درمیان این هر دو آسان وسهل است مشکل ودشوار نیست بخلاف ظاء معجمه۔ که امتیاز وفصل میان آن وضاد معجمه عسیر ومشکل است۔

سوم آنکه اگر بسبب دشواری در ادائی ضاد معجمه از مخرج اصلی آن مماثلت با ظاء معجمه در نماز افتد نماز

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بروایت صحیحہ کتب فقہ تباہ نمی شود بخلاف آنکہ مشابہ باحرف دال گردد۔ واللہ اعلم بالصواب (ملتقط از قلمی مضمون جناب مولانا قاری محمد اظہر صاحب امروہی مدفیوضہم)

ترجمہ: عرصہ سے دہلی اور اس کے مضافات کے مسلمانوں میں ضاد معجمہ کے بارے میں بحث چل رہی ہے :۔ بعض اس کو دال مفخمہ کے مشابہ پڑھتے ہیں، بعض ظاء معجمہ کے مشابہ۔ بلکہ اکثر ہندوستانی ضاد کو قرآن میں اس طرح ادا کرتے ہیں کہ وہ دال کے مشابہ بلکہ عین دال ہو جاتا ہے اور دال سے صرف اتنا فرق کرتے ہیں کہ ضاد کو دال مفخمہ کی آواز میں اور پُر ادا کرتے ہیں اور یہ بجائے خود نادرست اور فاحش غلطی ہے جس کی چند وجوہ ہیں :۔

ایک یہ کہ یہ حروفِ تہجی میں ایک نیا حرف ہے کیونکہ کسی کتاب میں نہیں دیکھا گیا کہ ضاد معجمہ کی دو قسمیں ہیں ۔ ایک مشابہ بالدال اور دوسرا مشابہ بالظاء۔

دوسری یہ کہ قراءات، فقہ اور صرف کی تمام کتابوں میں بالاتفاق لکھا ہے کہ ضاد وظاء میں فرق کرنا بہت مشکل ہے۔ اس لئے کہ یہ دونوں استطالت کے سوا باقی تمام صفتوں میں شریک ہیں۔ کیونکہ وہ ضاد میں تو ہے اور ظاء میں نہیں ہے اور مخرج دونوں کا الگ الگ ہے لیکن ان میں سے ہر ایک کو اس کے صحیح مخرج سے اس طرح ادا کرنا کہ "ضاد" ظاء سے ممتاز اور جدا ادا ہو مشکل ہے اور اسکے مشکل ہونے کی وجہ اس کے سوا اور کوئی نہیں کہ یہ دونوں صفات میں ایک دوسرے کیساتھ شریک ہیں۔ پس اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بالکل عیاں اور واضح ہوگیا کہ ضاد معجمہ وہ ہے جو ظاء معجمہ کے مشابہ ہو، نہ کہ وہ جو دال کے مخرج سے قریب (یعنی) اسکے مشابہ ادا ہو جیسا کہ ہندوستان کے اکثر عوام بلکہ بعض خواص بھی پڑھتے ہیں۔ اس لئے کہ دال "ضاد معجمہ" سے تمام صفات میں کلیۃً متخالف ہے اور ان دونوں میں فرق کرنا آسان ہے مشکل نہیں بخلاف ظاء معجمہ کے کہ اس میں اور ضاد میں فرق کرنا مشکل اور دشوار ہے۔

تیسری یہ کہ اگر ضاد اپنے اصلی مخرج سے ادا ہونے کے مشکل ہونے کی وجہ سے نماز میں ظاء کے مخرج سے ادا ہو جائے تو کتب فقہ کی صحیح روایت کے موجب نماز فاسد نہ ہوگی بخلاف اس کے کہ دال کے مشابہ ادا ہو۔ واللہ أعلم بالصواب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علماء صرف کے کلام سے استشہاد

۲۰ ۱ رضی شرح شافیہ میں لکھتے ہیں:

وبعض الحروف إذا وقفت عليها خرج معها مثل النفخة ولم تنغضط ضغط الأول، وهى الظاء والذال والضاد والزاى فإن الضاد تجد المنفذ بين الأضراس، والظاء والذال والزاى تجد منفذا من بين الثنايا۔

یعنی بعض حروف ایسے ہیں کہ جب ان پر وقف کیا جائے تو ان کے ساتھ ایک ہوا سی نکلتی ہے اور آواز فوراً رک نہیں جاتی اور وہ حروف یہ ہیں: ظاء، ذال، ضاد، زاء۔ پھر ضاد کی آواز تو ڈاڑھوں سے پیدا ہوتی ہے اور ظاء، ذال، زاء کی آواز اگلے دانتوں سے نکلتی ہے۔

مندرجہ بالا اقتباسات پر پھر ایک نظر

ان حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ علمائے قراءات کی طرح ائمہ تفسیر، فقہائے امت اور علمائے صَرف بھی اسی بات کے قائل ہیں کہ ضاد و ظاء باہم متشابہ الصوت ہیں اور ضاد و دال ایک دوسرے سے متباین اور متخالف ہیں۔ چنانچہ تفسیر کبیر، تفسیر المنار، فتاویٰ سعیدیہ، فتاویٰ سعدیہ اور مفتی صدر الدین صاحب رحمہ اللہ کے کلام میں تو تشابہ کے صریح الفاظ موجود ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں، اس لئے ان اقتباسات کے بارے میں تو کسی وضاحت کی ضرورت نہیں، خصوصاً مفتی صدر الدین صاحب رحمہ اللہ نے تو مسئلہ کو نہایت ہی واضح اور مدلل طریق سے بیان فرما دیا ہے چنانچہ اگر یہ تینوں باتیں تسلیم ہیں اور یقیناً تسلیم ہیں کہ :-

① ضاد وظاء استطالت کے سوا باقی تمام صفات میں شریک ہیں

② حروفِ تہجی میں دالِ مفخمہ کے نام کا کوئی حرف نہیں

③ ان دونوں میں فرق کرنا چونکہ بہت دشوار ہے، اس لئے اگر بحالت مجبوری ضاد کی جگہ ظاء ادا ہو جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی

تو پھر ان دونوں کا باہم متشابہ الصوت ہونا اور ضاد و دال کا نہ ہونا بھی ماننا پڑے گا۔

البتہ تفسیر ابن کثیر، اتقان، فتاویٰ قاضی خان، ردّ المختار اور شرح شافیہ کے اقتباسات میں مشابہت کے صریح الفاظ نہیں ہیں، لیکن ادنیٰ سا غور کرنے سے ان حوالہ جات سے بھی ضاد وظاء کے متشابہ الصوت ہونے کا ثبوت حاصل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ :-

❋ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کا یہ فرمانا کہ [چونکہ یہ دونوں از روئے مخرج متقارب اور از روئے صفات متحد ہیں، اس لئے جس سے ان دونوں میں فرق نہ ہو سکے، اس کے لئے ایک کے بجائے دوسرے کا استعمال معاف ہے] یہ اسی بات کا ثبوت ہے کہ ان دونوں میں صوتی تشابہ موجود ہے، اس لئے کہ فرق انہی دو حرفوں میں مشکل ہوتا ہے جو صوت وتلفظ میں باہم متشابہ ہوتے ہیں۔

❋ ایسے ہی صاحب اتقان کا تجنیس لفظی کی مثال میں نَاضِرَۃٌ اور نَاظِرَۃٌ کو ذکر کرنا اور ان میں سے ہر ایک کو دوسرے کا مناسب فرمانا یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ صاحب اتقان کے نزدیک ضاد وظاء میں لفظی مشابہت ہے ورنہ وہ تجنیس لفظی کی مثال میں اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آیت کو نہ لاتے۔ کیونکہ دو حرفوں کے از روئے تلفظ مناسب ہونے کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ ان کی آوازیں باہم متشابہ اور ملتی جلتی ہیں۔

❁ ایسے ہی فتاویٰ قاضی خان اور رد المختار میں صاد و سین اور طاء و تاء کی طرح ان دونوں کو بھی انہی حرفوں میں شامل کیا ہے جن میں بغیر مشقت کے فرق نہیں ہو سکتا اور یہ بات بدیہی ہے کہ فرق کرنا انہی دو حرفوں میں مشکل ہوتا ہے جن میں صوتی تشابہ ہوتا ہے ورنہ متباین الصوت حرفوں میں فرق کے دشوار ہونے کے تو کوئی معنیٰ ہی نہیں۔ پھر یہ کہ اگر طاء و تاء اور صاد وسین میں مشابہت ہے اور یقیناً ہے اور اس کا کوئی منکر نہیں تو اس کی کوئی وجہ نہیں کہ ضاد و ظاء میں مشابہت کو تسلیم نہ کیا جائے۔ جبکہ صاحب قاضی خان اور رد المختار مثال میں ان تینوں جوڑوں کو لائے ہیں۔ بلکہ حق یہ ہے کہ ضاد و ظاء میں اتنی قوی مشابہت ہے کہ ویسی مشابہت نہ صاد وسین میں ہے، نہ طاء و تاء میں، نہ اور کوئی سے دو حرفوں میں جیسا کہ ہم آگے چل کر اس کو ثابت کریں گے، انشاء اللہ۔

❁ رہی رضی کی عبارت **وَبَعْضُ الحروف** ...... الخ سو اس سے تشابہ کا ثبوت اس طرح فراہم ہوتا ہے کہ ایک تو اس میں جس صفت کا ذکر ہے یعنی صفتِ نفخ وہ ضاد اور ظاء دونوں میں ہی پائی جاتی ہے۔ پس صفتی تشارک صوتی تشابہ کی دلیل ہے اور دوسرے اس لئے کہ احتباسِ صوت کی صورت میں نفخ ادا ہو ہی نہیں سکتی، لہٰذا ضاد کے منفوخہ ادا ہونے کے لئے جریانِ صوت ضروری ہے اور اگر دال کی طرح آواز مخرج میں رک جائے گی تو ضاد منفوخہ نہ رہے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اردو کتابوں کے اقتباسات

اوپر تشابہ بین الضاد والظاء کے بارے میں علمائے تجوید، مفسرین، فقہائے امت اور علمائے صرف کے ارشادات درج کیے جا چکے ہیں۔اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسی سلسلہ میں اردو کتابوں کے بھی کچھ اقتباسات ہدیۂ ناظرین کیے جائیں۔تاکہ قارئین کے لئے مزید تشفی اور اطمینان کا باعث ہو۔

۲۱ ۱ جناب مولانا مفتی عنایت احمد صاحب

جناب مولانا مفتی عنایت احمد صاحب "البیان الجزیل" میں تحریر فرماتے ہیں:

ایک بلائے عام اس زمانہ میں یہ ہوگئی ہے کہ ضاد کو بصوتِ دال پڑھتے ہیں۔مشتبہ الصوت دال کا اسے کر دیا ہے کہ دال پُر نہیں وہ پُر ہے!!! سو یہ بات جملہ کتب قراءات وتفسیر وفقہ کے خلاف ہے۔سب کتابوں میں ضاد کا مشتبہ الصوت ہونا ظاء سے ثابت ہوتا ہے نہ کہ دال سے۔

۲۲ ۲ جناب مولانا حکیم رحیم اللہ صاحب بجنوری رحمہ اللہ

جناب مولانا حکیم رحیم اللہ صاحب بجنوری رحمہ اللہ "الاقتصاد فی الضاد" میں فرماتے ہیں:

ضاد کا تلفظ نہ دالِ مفخم ہے اور نہ ہو سکتا ہے بلکہ یہ ظاء معجمہ کے اس قدر صوت وسمع میں مشابہ ہے کہ قاری کو بھی ان میں فرق کرنا دشوار ہے اور سامع کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی اس فرق کو سمجھنا آسان نہیں (اور پھر اسی رسالہ میں ختم کے قریب فرماتے ہیں کہ): ضاد کو اگر اس طرح پر ادا کیا جائے کہ ظاء کیساتھ اس کی مشابہت بالکلیہ زائل ہو جائے کہ صوت وسمع میں اسکے ساتھ کچھ بھی مناسبت نہ پائی جائے تو سرے سے یہ حرف باقی ہی نہ رہے گا، اس لئے کہ یہ مشابہت اس حرف کی ذاتی صفت ہے جس کے زوال سے اس کی ذات ہی جاتی رہے گی جیسا کہ جملہ صفات ذاتیہ کا خاصہ ہوتا ہے کہ ان کے اِنتفاء سے ذات کا انتفاء ہو جاتا ہے۔ (الاقتصاد، ص:۲۳)

۲۳ ۳ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ "جمال القرآن" میں ارقام فرماتے ہیں:

اگر ضاد کو اس کے مخرج سے صحیح طور پر نرمی کے ساتھ آواز کو جاری رکھ کر اور تمام صفات کا لحاظ کر کے ادا کیا جاوے تو اس کی آواز سننے میں ظاء کی آواز کے ساتھ بہت زیادہ مشابہ ہوتی ہے، دال کے مشابہ بالکل نہیں ہوتی۔ علم تجوید وقراءات کی کتابوں میں اسی طرح لکھا ہے۔

۲۴ ۴ حضرت مولانا قاری ضیاء الدین صاحب الٰہ آبادی رحمہ اللہ

حضرت مولانا قاری ضیاء الدین صاحب الٰہ آبادی رحمہ اللہ حرفِ ضاد کے بارے میں ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

جب حرفِ ضاد اپنے مخرجِ صحیح (حافہ لسان مع الاضراس) اور جملہ صفات سے صحیح طور پر ادا ہوگا تو لا محالہ اپنی اصلی صوت سے ادا ہوگا جو مشابہ ظاء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسموع ہوگا اور یہی اس کی صحیح ادا ہوگی، مگر حاشا وہ دالِ مفخمہ یا عین ظاء معجمہ نہیں اور نہ ان دونوں کے مخرج سے اس کو کچھ تعلق ہے۔ ہاں چونکہ اکثر صفات میں ظاء کے ساتھ شریک ہے اس لئے محققین قراء اس کو مشابہ ظاء کہتے ہیں۔ (ضیاء الارشاد ص ۳۱)

۲۵ ۵ حضرت مولانا عبدالحیٔ صاحب لکھنوی رحمہ اللہ

حضرت مولانا عبدالحیٔ صاحب لکھنوی رحمہ اللہ اسی سلسلہ کے ایک استفسار کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

حاصل تقریر مذکورہ بالا کا یہ ہے کہ ضاد کا مشتبہ الصوت ہونا ساتھ ظاء کے بلا نزاع ثابت ہے اور جس شخص سے مخرج ضاد کا نہ آوے وہ ظاء پڑھے اور اس سے نماز اکثر کے نزدیک فاسد نہیں ہوتی۔ وھذا ھو الحق والصواب اور ضاد کو مشابہ دال کے پڑھنے پر کوئی دلیل صرف وتجوید وفقہ وتفسیر سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ یہ سب علوم اس کی غلطی ہونے پر دال ہیں اور ایک حرف دوسرے حرف سے بدلنا اُسی سے ہوتا ہے کہ وہ اُس کے مشابہ ہو اور ظاہر ہے کہ ضاد اور دال میں کچھ مناسبت بھی نہیں ہے، نہ مخرج میں نہ صفات میں، بلکہ ضاد اور دال سے سات صفتوں میں اختلاف ہے جیسا کہ اوپر گزرا۔ جب یہ مسئلہ کتابوں سے ثابت ہوا تو مسلمانوں کو چاہیئے کہ بہت جلد اس کے عامل ہو جاویں، نہ یہ کہ آپس میں جنگ وجدل وزدوکوب جو بالاتفاق حرام ہے، کریں۔ واللہ أعلم بالصواب

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحیٔ (مجموعہ فتاویٰ جلد اول ص ۱۹۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٦ ٦ حضرۃ مولانا فخر الدین صاحب مراد آبادی (شیخ الحدیث دار العلوم دیو بند)

حضرت مولانا فخر الدین صاحب مراد آبادی حال شیخ الحدیث دار العلوم دیو بند اسی موضوع سے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

احقر کے نزدیک تحریراتِ حضراتِ اکابر وارشاداتِ فحول علماء ونیز اپنی ناچیز تحقیق سے جو امر محقق اور ثابت ہوا ہے وہ یہ ہے کہ ضاد معجمہ جبکہ اپنے مخرج سے صحیح طور پر برعایت صفات ادا کیا جائے تو اس کی آواز میں ظاء معجمہ کا تشابہ لابدی اور ضروری امر ہے، جس کو اگر فن مخارج سے ناواقف ظاء معجمہ سمجھ بیٹھے تو کچھ تعجب نہیں۔ اسلئے کہ ضاد اور ظاء میں بجز صفت استطالت باقی صفات کا کلی اشتراک ہے حتیٰ کہ بعض عرب ہر موقعہ پر ضاد کی جگہ ظاء معجمہ ہی کا استعمال کرتے ہیں۔ حضرات فقہائے رضوان اللہ علیہم اجمعین نے "زلۃ القاری" میں جہاں یہ مسائل بیان فرمائے ہیں کہ در صورت تبدل حروف کہاں نماز ہوتی ہے اور کہاں نہیں، صاف تحریر فرمایا ہے کہ جن دو حرفوں میں قوی تشابہ اور تمیز دشوار ہو وہاں تبدل حروف کی صورت میں نماز ہو جائے گی اور مثال میں ضاد اور ظاء پیش فرمائے ہیں۔

بعض محققین ائمہ لغت سے منقول ہے کہ ضاد کو ظاء معجمہ سے بدلنا درست ہے، باوجود تتبع کے اس وقت تک کوئی ایسی نقل نہیں ملی جس سے ضاد معجمہ کا غیر مشتبہ الصوت بالظاء ہونا معلوم ہوتا ہو، بلکہ جن جن علوم سے اس مسئلہ کا تعلق ہے مثل صرف، ادب، لغت، بیان، معانی، تفسیر، قراءات وغیرہ، وہ بہ نقل تواتر اس امر پر متفق ہیں کہ ضاد معجمہ مشتبہ الصوت بالظاء ہے۔

کما لا یخفی علیٰ من تتبع الکتب وتدبر فی کلماتھم۔ (ہدایۃ الضال ص:٩)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علمائے حرمین شریفین
بھی تشابہ بین الضاد والظاء ہی کے قائل ہیں

زیر بحث مسئلہ سے متعلق اس قدر توضیح و تفصیل اور تحقیق و تنقیح کے بعد مزید حوالہ جات درج کرنے کی اگرچہ کوئی ضرورت تو باقی نہیں رہتی، لیکن چونکہ استفتاء میں علمائے حرمین شریفین کے مسلک کے بارے میں خصوصیت کیساتھ سوال کیا گیا ہے اور ان کا تعامل بھی دریافت کیا گیا ہے، اسلئے اب ذیل میں کتاب هداية العباد الى حقيقة النطق بالضاد سے اردو ترجمہ کے اضافہ کیساتھ ان حضرات کے فتاویٰ درج کئے جاتے ہیں۔ اس سے یہ بات بخوبی واضح ہو جائے گی کہ ان حضرات کا مسلک کیا ہے۔

استفتاء من علماء الحرمين الشريفين

ما قول العلماء والقراء فی أداء الضاد المعجمة القرآنية هل هی شبيهة فی الصوت والسمع بأحد من الظاء المعجمة والدال المهملة والغين المعجمة أم لا ؟ فإن الناس فی ديارنا تفرقوا فی قراءتها على ثلٰثة فرق :۔

أحدها ينطق بها بصوت يكون كصوت الدال المهملة فی السمع۔ فيقولـون: غَيْرِ الْمَغْدُوبِ۔ أو نحوهٗ مكـان غَيْرِ الْمَغْضُوبِ۔

وثانيها يقرءها بحيث يُسمع الغين والدال كلاهما فی أداءها فيقولون: وَلَغْدَالِّيْنَ أو شبهه مكان وَلَا الضَّالِّيْنَ۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وثالثها يتلفظ بها بصوت يكون شبيها بصوت الظاء المعجمة الصحيحة فى السمع فقراءة أى فرقة من الفرق الثلٰثة المذكورة موافقة للحق والصواب.

بينوا حق أداء الضاد الفصيحة بالتفصيل. لعل الله يرفع الخلاف ببيانكم.

الجواب من شيخ القراء بالمدينة المنورة

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده. أما بعد. فإن المؤمن إذا قال صَدَقَ وإذا قيل له صَدَّقَ واختلاف أهل الفضل بغير دليل قطعى من كتب المحققين زيغ وباطل والجدال بغير حق عاقبة الخسرة والندامة فأقول و أنا الفقير إلىٰ رحمة ربه القدير. حسن بن إبراهيم المدرس بالحرم النبوى ﷺ إن نهاية القول فى الضاد هو أنها أقرب إلى الظاء فقط كما فى الرعاية وجهد المقل وغيرهما. فقراءة الفرقة الثالثة المذكورة فى الإستفتاء صحيحة وأما كون الضاد شبيهة بالدال أو الغين فما سمعنا به قط ولا وُجِد فى كتاب فمن صلّٰى خلف إمام يعتقد ذلك فصلوٰتهما باطلة. والله على مانقول وكيل.

كتبه بيده وقرأ بلسانه حسن بن إبراهيم المدرس بالحرم النبوى ﷺ بالمدينة المنورة.

راجى عفو ربه القادر حسن بن إبراهيم الشاعر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الجواب من علماء مكة المكرمة

بسم الله الرحمن الرحيم قل إن الهدٰى هدى اللّٰــه، يهدي من يشاء إلى صراط مستقيم. وما كنا لنهتدى لولا أن هدٰنا اللــه. فنقول: إن الذى استقر عليه رأىُ جميع أهل الأداء فى كتبهم أن الضاد والظاء اتفقتا فى الإستعلاء والإطباق والتفخيم والجهر والرخاوة واختلفتا فى المخرج وانفردت الضاد بالاستطالة فإذا أعطيت للضـاد حقها من مخرجهـا وصفاتها فقد أتيت بالصواب الذى لا محيص عنه عند علماء القراءة المتقنين وحينئذ يكون بها أثر شبه الظاء فى التلفظ كما فى "نهاية القول المفيد" وغيرها وأما كون الضاد قريبة من الدال أو الغين فى التلفظ فبعيد عن الحق. والله أعلم

كَتَبَهُ: أحمد حامد عبد الرزاق أحد القراء بمدرسة الفلاح بمكة المكرمة

٢٥ ذى القعدة ١٣٥١ھ (مدرسة الفلاح أسست ١٣٣٠ هجرية بمكة المكرمة)

محمد طيب المراكشى
مدير مدرسة الفلاح
بمكة المكرمة

أحمد حامد
أحد القراء بمدرسة الفلاح
بمكة المكرمة

أبو بكر بن أحمد الجيشى
المعاون الأول لمدير
مدرسة الفلاح بمكة المكرمة

مدرسين بمدرسة الفلاح بمكة المكرمة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اردو ترجمہ

علماء حرمین شریفین سے استفتاء

حرفِ ضاد کی ادا کے بارے میں علماء اور قراء کا کیا ارشاد ہے۔ کیا یہ صوت وسمع میں ظاء معجمہ، دال مہملہ اور غین معجمہ میں سے کسی ایک کا مشابہ ہے یا نہیں۔ کیونکہ ہمارے ملک کے لوگ اس کی قراءۃ کے بارے میں تین گروہوں میں منقسم ہیں:۔

❁ ان میں سے ایک اس کو اس طرح ادا کرتا ہے کہ اس کی آواز سننے میں دال مہملہ کی آواز کے مشابہ ہوتی ہے۔ پس یہ لوگ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ وغیرہ کو غَيْرِ الْمَغْدُوْبِ پڑھتے ہیں۔

❁ دوسرا اس طرح پڑھتا ہے کہ اس کے تلفظ میں غین اور دال دونوں سنے جاتے ہیں پس یہ لوگ وَلَا الضَّآلِّيْنَ○ کے بجائے وَلَا الغْدَآلِّيْنَ پڑھتے ہیں

❁ اور تیسرا گروہ اس کا تلفظ اس طرح کرتا ہے کہ اس کی آواز سننے میں ظاء معجمہ صحیحہ کی آواز کے مشابہ ہوتی ہے۔

پس ان ہر سہ فرقوں میں کون سے فرقہ کی قراءۃ حق و درست ہے۔

(از راہ نوازش) ضاد فصیحہ کی صحیح ادا کو بالتفصیل واضح فرمائیے۔ شاید کہ حق تعالیٰ شانہ آپ کی وضاحت کی بدولت اس نزاع کو ختم فرما دیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مدینہ منورہ کے شیخ القراء کا جواب

سب تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جو تنہا اور اکیلا ہے اور صلوٰۃ وسلام ہو اس ذات گرامی پر جس کے بعد کوئی نبی نہیں اور بعد حمد وصلوٰۃ کے۔ مؤمن کی شان یہ ہے کہ جب بات کرتا ہے تو سچ بولتا ہے اور جب اسکے سامنے سچ آتا ہے تو وہ اسکی تصدیق کرتا ہے اور اہل فضل کا وہ اختلاف جس کو محققین کی کتابوں سے قطعی دلیل کی تائید حاصل نہ ہو، سراسر نادرست اور خلافِ حق ہے اور ناحق جھگڑا کا انجام ندامت اور خسران ہے۔

پس میں کہتا ہوں: میں اپنے قدرت والے پروردگار کی رحمت کا محتاج حسن بن ابراہیم ہوں جو حرم نبوی ﷺ میں مدرس ہوں کہ ضاد کے بارے میں قولِ فیصل صرف یہ ہے کہ وہ ظاء سے بہت زیادہ قریب ہے جیساکہ رعایہ اور جہد المقل وغیرہما میں ہے۔ پس تیسرا گروہ جس کا استفتاء میں ذکر ہے اس کی قراءۃ صحیح ہے۔

رہا ضاد کا غین یا دال کے ساتھ مشابہ ہونا؟ سو ہم نے نہ تو کبھی سنا ہے اور نہ کسی کتاب میں موجود ہے۔ پس جس شخص نے کسی ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھی جو ضاد کو غین یا دال کے مشابہ سمجھتا ہو تو اس کی نماز باطل ہے اور جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں اس پر اللہ گواہ ہے۔

اس فتویٰ کو حسن بن ابراہیم نے جو مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں مدرس ہے اپنے ہاتھ سے لکھا اور اپنی زبان سے پڑھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علماء مکہ مکرمہ کا جواب

آپ کہہ دیجیئے کہ ہدایت اللہ کی ہدایت ہے جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت کی راہ نہ دکھاتے تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے۔

پس ہم کہتے ہیں کہ وہ بات جو تمام اہل نظر وفکر کی کتابوں میں محقق ہے، یہ ہے کہ ضاد وظاء استعلاء، اطباق، تفخیم اور جہر ورخاوت میں متحد اور مخرج میں مختلف ہیں اور ضاد استطالت میں منفرد ہے۔ پس جب ضاد کو اس کا حق دیا جائے گا یعنی اس کو اس کے مخرج سے صفات کی رعایت کے ساتھ ادا کیا جائے گا تو یہ اس کی ایسی درست اور صحیح ادا ہوگی جس سے علمائے قراءات کے نزدیک مفر نہیں اور اس وقت ضاد کے تلفظ میں ظاء کی مشابہت کا اثر ہوگا۔ جیسا کہ "نہایۃ القول المفید" وغیرہ میں ہے۔

رہا ضاد کا دال یا غین سے قریب ہونا، سو یہ حق کے سراسر خلاف ہے۔ واللہ اعلم

اس فتویٰ کو احمد حامد عبد الرزاق نے جو مکہ مکرمہ
کے مدرسۃ الفلاح کے قراء میں سے ایک ہے
بتاریخ ۲۵ ذی قعدہ ۱۳۵۱ ہجری کو لکھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان فتووں سے کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے

مندرجہ بالا فتووں سے یہ حقیقت پوری طرح عیاں ہوگئی کہ علمائے مکہ و مدینہ زادھم اللہ شرفاً و تکریماً کا مسلک بھی وہی ہے جو دوسرے شہروں کے علمائے محققین کا ہے۔ یعنی یہ کہ ضاد صوت و سمع میں ظاء کے مشابہ ہے، دال وغیرہ سے اس کو کوئی علاقہ نہیں۔ اس کے بعد اب یہ سمجھنا کچھ مشکل ہی نہیں رہا کہ استفتاء میں متذکرہ ہر دو فریق میں سے کون سا فریق حق پر ہے اور کس کا تلفظ صحیح اور درست ہے۔ کیونکہ یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ حق پر وہی فریق ہوسکتا ہے جو حق کا ساتھ دے اور حق کی اتباع کرے اور حق کیا ہے اس کی تحقیق بڑی تفصیل کے ساتھ اوپر پیش کی جاچکی ہے۔

علمائے تجوید نے ضاد و ظاء کے تشابہ کو اتنی اہمیت کیوں دی ہے

البتہ یہاں پہنچ کر ایک اور سوال سامنے آتا ہے اور وہ یہ کہ جب متشابہ الصوت حروف اور بھی بہت سے ہیں۔ جیسے سین و صاد، طاء و تاء اور ذال و زاء وغیرہ، تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ علمائے تجوید نے ان کے تشابہ کو تو کوئی اہمیت نہیں دی اور اپنی تصنیفات میں اسکا بالتصریح ذکر نہیں کیا بخلاف ضاد و ظاء کے تشابہ کے، کہ اس کو اہمیت دی ہے اور خصوصیت کے ساتھ اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ یہ دونوں صوت و تلفظ میں باہم متشابہ ہیں؟

تخصیصِ ذکری کا سبب مخرج کا اختلاف ہے

تو جواب اس کا یہ ہے کہ سین و صاد کا اور ایسے ہی طاء و تاء وغیرہ کا مخرج چونکہ ایک ہی ہے بخلاف ضاد و ظاء کے کہ وہ مختلف المخرج ہیں، اس لئے اول الذکر کا تشابہ بدیہی تھا کیونکہ جب دونوں کے نکلنے کی جگہ بھی ایک ہی ہے اور بعض صفات میں بھی اشتراک ہے تو دونوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرفوں کی آوازوں کا باہم متشابہ ہونا بھی ایک کھلی ہوئی بات ہے اس لئے علمائے ادا نے ان کے تشابہ کی تشریح کی چنداں ضرورت نہیں سمجھی بخلاف ضاد وظاء کے، کہ یہ دونوں مختلف المخرج ہیں اور ان میں جو تشابہ پایا جاتا ہے وہ صرف اشتراک صفات ہی کی وجہ سے پایا جاتا ہے۔ اس لئے ان کے تشابہ کو صراحۃً بیان کرنے کی ضرورت تھی۔ ورنہ اگر بیان نہ کرتے تو بہت ممکن تھا کہ مخرج کے اختلاف کی وجہ سے ان کے تشابہ کی طرف توجہ ہی نہ ہوتی۔ پس ائمہ ادا رحمہم اللہ نے اس تشابہ کی تصریح فرما کر یہ بات سمجھا دی کہ گو یہ دونوں متحد المخرج نہیں ہیں لیکن چونکہ صفتی اشتراک ان میں کامل درجہ کا ہے اور تشابہ کا مدار صفتی اشتراک پر ہی ہے اس لئے ان میں تشابہ پایا جاتا ہے۔ فللّٰہ درھم

مخرج کے اختلاف سے کسی خلجان میں مبتلا نہیں ہونا چاہیئے

لیکن اس فرق سے کسی خلجان میں مبتلا نہیں ہونا چاہیئے، اس لئے کہ گو ضاد وظاء متحد المخرج نہیں ہیں لیکن اس پر بھی ان کا تشابہ دوسرے تمام متشابہ الصوت حرفوں کی بہ نسبت کامل اور اقویٰ ہے کیونکہ تشابہ کا مدار زیادہ تر صفتی اشتراک پر ہے اور صفتی اشتراک جس درجہ کا ان دونوں میں ہے اور کوئی سے دو متشابہ الصوت حرفوں میں نہیں۔ چنانچہ صاد وسین میں اگر ہمس ورخاوت اور صفیر کی وجہ سے تشابہ پایا جاتا ہے تو بعض دوسری صفات کی وجہ سے ان میں تمایز بھی ہے۔ چنانچہ صاد تو بوجہ استعلاء واطباق کے خوب پُر ادا ہوتا ہے اور سین استفال وانفتاح کی وجہ سے بالکل باریک پڑھا جاتا ہے۔ ایسے ہی باقی حروف کی صفات میں غور کرنے سے بھی یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ ان میں اگر بعض صفات کے اشتراک کی وجہ سے تھوڑی بہت مشابہت پائی جاتی ہے تو دوسری صفات کی وجہ سے امتیاز بھی موجود ہے لیکن ضاد وظاء کا معاملہ ان سب سے مختلف ہے کیونکہ ان دونوں میں وجوہ مشابہت بہت زیادہ ہے اور امتیاز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف مخرج ہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ دونوں بلحاظِ کیفیاتِ ادا یعنی آواز کے بلند ہونے، جاری رہنے، نرم ادا ہونے اور خوب پُر پڑھے جانے کے اعتبار سے یکساں ہیں اور ایسا نہیں ہے کہ ان میں سے ایک تو ایک کیفیت کے ساتھ ادا ہوتا ہو اور دوسرا اس کے مقابل دوسری کیفیت کے ساتھ۔ اور گو ضاد میں استطالت ہے اور ظاء میں یہ صفت نہیں ہے، اس بناء پر ان دونوں میں اتنا فرق ضرور ہے کہ ظاء کی آواز تو قصیر ہوتی ہے اور ضاد کی طویل۔ لیکن جیسا کہ ہم اوپر وضاحت کر آئے ہیں کہ استطالت جریانِ صوت میں حائل نہیں بلکہ اس میں مؤثر ہے۔

نیز تشابہ مدارِ صحت بھی ہے

نیز اس تشابہ کی تصریح کرنا اس لئے بھی ضروری تھا کہ ضاد کا صحیح ادا ہونا اسی امر پر موقوف ہے کیونکہ ضاد کا مخرج تمام مخرجوں سے ایک جانب واقع ہوا ہے، پھر وہ ہے بھی سب سے لمبا، تو اگر کسی سے "ضاد" ظاء کے مشابہ ادا نہیں ہوتا بلکہ سخت ادا ہوتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ تو اس کی زبان پورے مخرج پر لگتی ہے اور نہ اس سے صفت استطالت ہی ادا ہوتی ہے، کیونکہ اگر زبان پورے مخرج پر لگ جاتی ہے اور استطالت کی وجہ سے شروعِ مخرج سے آخر مخرج تک آواز جاری بھی رہتی ہے تو پھر ضاد کا تلفظ حتمی طور پر ظاء ہی کے مشابہ ہوتا ہے۔ اس تلفظ کے سوا کوئی اور تلفظ ادا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے نہ صرف یہ کہ ان حضرات نے اس تشابہ کی تصریح ہی فرمائی ہے بلکہ ضاد کی صحت ادا کیلئے اس کو معیار بھی قرار دیا ہے، تاکہ قاری اس معیار کو سامنے رکھ کر مشق کرے۔ پس اگر ضاد اس طرح ادا ہو کہ اسکا تلفظ صفات و کیفیات کی رو سے ظاء کے مشابہ ہو تو سمجھیں گے کہ قاری سے ضاد فصیح ادا ہوا ہے۔ بشرطیکہ اپنے ہی مخرج یعنی حافہ لسان اور اَضراس سے صفت استطالت کی رعایت کیساتھ ادا ہوا ہو۔ اگر اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کچھ سختی ہو اور آواز مخرج کے شروع سے آخر تک جاری نہ رہے تو سمجھا جائیگا کہ ضاد غیر صحیح اور غیر فصیح ادا ہوا ہے۔ وھذا ھو الحق المبین

ایک نہایت ضروری اصلاح

البتہ یہاں پہنچ کر میں ایک نہایت ضروری اصلاح کی طرف توجہ دلانا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں ضاد تو درکنار بہت سے لوگوں سے خود ظاء بھی صحیح طور سے ادا نہیں ہوتا۔ عام طور پر مشاہدہ میں آیا ہے کہ پڑھنے والے اس میں زاء کی آمیزش کر دیتے ہیں جس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ ظاء کے ادا کرتے وقت ان کے اوپر نیچے کے دانت غیر شعوری طور پر مل جاتے ہیں، جس سے اسکے تلفظ میں صفیر کا اثر آجاتا ہے اور یہ سراسر غلط ہے، اس لئے پہلے ظاء کے صحیح تلفظ کی مشق کرنی چاہیئے اور پھر ضاد کے تلفظ کو پرکھنا چاہیئے۔ کیونکہ جب مشبہ بہ کا تلفظ ہی درست نہ ہوگا تو مشبہ کے تلفظ کو اس پر کیسے جانچا جاسکے گا۔

تشابہ کے معنیٰ

ہاں اس حقیقت کو پیش نظر رکھنا بھی ضروری ہے کہ تشابہ کا مفہوم یہ ہے کہ ضاد کو صرف بلحاظِ صفات ہی ظاء کے مشابہ ادا کیا جائے۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس کو نکالا بھی ظاء ہی کے مخرج سے جائے۔ مقصد یہ ہے کہ ضاد کو نکالنا تو خود اسی کے مخرج سے چاہیئے، البتہ صفات اس میں وہی ادا کرنی چاہئیں جو ظاء میں ادا کی جاتی ہیں، کیونکہ یہ دونوں صفات میں شریک ہیں۔ پھر ضاد کے اندر ظاء کے مشابہ ادا ہونے کی صلاحیت بھی ہے۔ اس لئے ان دونوں کا آواز اور تلفظ میں باہم متشابہ ہونا بھی ناگزیر ہے۔ لیکن یہ ہرگز جائز نہیں کہ ضاد کو ادا بھی ظاء ہی کے مخرج سے کیا جائے۔ کیونکہ اس طرح ادا کرنے سے ضاد کی ذات ہی معدوم ہو جاتی ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور وہ ظاء کا عین ہو جاتا ہے اور یہ اسی طرح غلط ہے جس طرح کہ ضاد کو کسی اور حرف سے بدل کر پڑھنا غلط ہے۔

تشابہ صفتی اور تشابہ ذاتی

البتہ بعض حضرات نے تشابہ کی دو قسمیں کی ہیں :- ① تشابہ صفتی ② تشابہ ذاتی۔

پھر تشابہ صفتی کا مطلب تو وہی بیان کیا ہے جس کی وضاحت ابھی اوپر ہو چکی ہے اور تشابہ ذاتی اس کو کہا ہے کہ ضاد کو ادا بھی ظاء ہی کے مخرج سے کیا جائے۔ پھر ان حضرات نے تشابہ صفتی کو تو جائز بتایا ہے اور تشابہ ذاتی کو ناجائز۔

یا یوں سمجھئے کہ بعض حضرات نے مشابہت کو تو تشابہ صفتی سے تعبیر فرمایا ہے اور ابدال کو تشابہ ذاتی سے۔ بہر حال خواہ اس کو صرف تشابہ کا نام دیں یا تشابہ صفتی کا، یہ صرف یہی نہیں کہ جائز ہے بلکہ ضروری ہے اور اس کے بغیر ضاد، ضاد ہی نہیں رہتا۔

رہا ابدال یا بالفاظ دیگر تشابہ ذاتی؟ سو یہ قطعاً ناجائز ہے اور بالقصد ہو تو حرام، کیونکہ اس سے کلام اللہ کا ایک حرف ہی معدوم ہو جاتا ہے۔ اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کیوں کہ آئندہ بھی متعدد موقعوں پر یہ بحث آئے گی۔ گو اسی کتاب میں یہ بات اس سے پہلے بھی بیان ہو چکی ہے لیکن چونکہ مضمون کے بعض حصوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہوتی ہے اس لئے اگر ایسی چیزیں ایک سے زیادہ مرتبہ بھی کسی کتاب میں بیان ہو جائیں تو اسے تکرارِ بے معنی سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلاصۃ الجواب

الحمد للہ! کہ گزشتہ صفحات میں حرفِ ضاد کی ادا اور اس کے تلفظ سے متعلقہ سوال کا جواب بڑی شرح وبسط اور تفصیل کیساتھ معروض ہو چکا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ضاد معجمہ صوت وتلفظ میں ظاء معجمہ کا مشابہ ہے اور دال کا مشابہ نہیں۔ یہ فیصلہ علم تجوید کے اصول وقواعد، اس فن کے ائمہ اجلہ کے ارشادات، محدثین ومفسرین کے فرمودات، علمائے عربیت کے کلام اور فقہائے امت وعلمائے حرمین شریفین کے فتاویٰ کی روشنی میں کیا گیا ہے۔

چنانچہ جواب کے شروع میں سب سے پہلے تو تشابہ کا ضابطہ بیان کیا گیا ہے کہ دو حرفوں میں صوتی تشابہ یا تو اتحادِ مخرج اور اشتراک صفاتِ ذاتیہ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور یا صرف صفاتِ ذاتیہ کے اشتراک کی وجہ سے۔ اور پھر یہ بتایا گیا ہے کہ چونکہ مخرج میں ضاد کیساتھ کوئی حرف شریک نہیں اسلئے یہ اگر کسی حرف کا مشابہ ہوسکتا ہے تو صرف صفات ہی کی وجہ سے ہوسکتا ہے اور پھر جن حرفوں کے ساتھ یہ مشابہ سمجھا جاتا ہے، اس کا ان کیساتھ صفات کی روشنی میں تقابل کر کے واضح کیا گیا ہے کہ اس کو سب سے زیادہ مشابہت "ظاء" ہی کے ساتھ حاصل ہے۔ اسلئے کہ یہ دونوں تو اکثر صفات میں شریک ہیں بخلاف ضاد و دال کے، کہ یہ جہر کے سوا باقی تمام صفات میں مختلف ہیں۔ پھر ضاد میں استطالت کے ہونے اور ظاء میں نہ ہونے، نیز اس کی رخاوت کے قدرے ضعیف ہونے سے جو تشویش ہوتی ہے اس کو دور کیا گیا ہے۔ ایسے ہی اصمات، نفخ اور تفشی کی وجہ سے جو تردّد ہوسکتا ہے اس کو بھی رفع کیا گیا ہے۔ پھر آنی اور زمانی وغیرہ کی تقسیم سے دونوں کے تشابہ پر استدلال کیا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر اس شبہ کا جواب دیا گیا ہے کہ جب دال بہ نسبت ظاء کے از روئے مخرج ضاد سے اقرب ہے تو ان میں تشابہ صوتی کیوں پیدا نہیں ہوا۔ پھر قَدْ ضَلُّوْا وغیرہ کے ادغام سے بعض لوگوں کو تشابہ کا جو شبہ ہو جاتا ہے اس کا ازالہ کیا گیا ہے اور پھر اس کی وجہ بتائی گئی ہے کہ دال و تاء میں باوجود متحد المخرج اور مشترک الصفات ہونے کے تشابہ کیوں پیدا نہیں ہوا۔

پھر اس کے بعد تجوید و قراءات، تفسیر و فقہ اور صرف کی نہایت معتبر کتابوں کے چھبیس[۲۶] اقتباسات اور پھر علمائے حرمین شریفین کے فتاویٰ درج کیے گئے ہیں۔ جن میں سے اکثر میں تو تشابہ بین الضاد والظاء کے الفاظ صراحۃً موجود ہیں۔ بعض میں گو صریح الفاظ تو مذکور نہیں لیکن ثابت ان سے بھی یہی ہوتا ہے کہ یہ دونوں متشابہ الصوت ہیں۔ کیونکہ ان عبارتوں میں ان دونوں میں فرق کرنے کو مشکل اور دشوار کہا گیا ہے اور دو حرفوں میں فرق کا مشکل ہونا اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان دونوں میں تشابہ صوتی موجود ہے، ورنہ متباین الصوت حرفوں میں فرق کے دشوار ہونے کے تو کوئی معنیٰ ہی نہیں بخلاف ضاد و دال کے، کہ ان دونوں کے تشابہ کی نہ تو کسی نے تصریح کی ہے اور نہ ان دونوں کے فرق کو کسی نے مشکل ہی کہا ہے، بلکہ اسکے برعکس بہت سے محققین نے اپنی عبارتوں میں ان دونوں کو متباین الصوت ہونے کو صراحۃً بیان کیا ہے۔ چنانچہ:۔

فتاویٰ سعیدیہ میں ولیست فی صوتها مشابهة بصوت الدال فی الحقیقة

فتاویٰ سعدیہ میں پس بہ حقیقت صوت ضاد مشابہت بہ صوت دال نمی دارد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت مفتی صدر الدین صاحب رحمہ اللہ کے کلام میں ضاد معجمہ همان است که با ظاء معجمه مشابهت دارد نه آن ضاد معجمه که مخرج آن قریب مخرج دال باشد

مدینہ منورہ کے شیخ القراء کے فتویٰ میں وأما کون الضاد شبیهة بالدال أو الغین فما سمعنا به قط ولا وُجِد فی کتاب

اور مکہ مکرمہ کے شیخ القراء کے فتویٰ میں وأما کون الضاد قریبة من الدال أو الغین فی التلفظ فبعید عن الحق۔

یہ وہ عبارتیں ہیں جن میں ضاد کا دال کے ساتھ مشابہ نہ ہونا بلکہ اس کا غلط محض ہونا صراحۃً مذکور ہے۔ ایسے ہی البیان الجزیل، الاقتصاد فی الضاد، جمال القرآن، ضیاء الارشاد اور فتاویٰ مولانا عبدالحئی صاحب رحمہ اللہ میں ان دونوں کا متباین الصوت ہونا بالتصریح مذکور ہے۔ وھٰذا ھو الحق

ضاد کے تلفظ کا اختلاف خیر القرون کے بعد کی پیداوار ہے

باقی رہا یہ سوال کہ اس حرف کے تلفظ کے بارے میں یہ اختلافی جھگڑا کب سے اور کن لوگوں سے واقع ہوا ہے؟

سو جواب اسکا یہ ہے کہ ابتدائے اختلاف کی تاریخ، مہینہ اور سن تو معلوم نہیں البتہ یہ بات یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ یہ اختلاف خیر القرون یعنی عہد رسالت ﷺ، عہد صحابہ رضی اللہ عنہم اور عہد تابعین رحمہم اللہ کے بہت بعد کی پیداوار ہے کیونکہ اگر اس مبارک زمانہ میں اس اختلاف کا وجود ہوتا تو لا محالہ ائمہ ادا یعنی خلیل، سیبویہ اور فراء رحمہم اللہ وغیرہم سے یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختلاف ضرور منقول ہوتا۔ لیکن جہاں تک ہمیں معلوم ہے ان حضرات کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں تھا۔

قارئین کو اس انکشاف سے اطمینان ہو گا کہ لام، نون اور راء کے بارے میں باعتبارِ مخرج کے ائمہ ادا کے درمیان اختلاف کی ایک سطحی سی جھلک تو نظر آتی بھی ہے کہ خلیل اور سیبویہ رحمہ اللہ نے تینوں کا مخرج الگ الگ بیان فرمایا ہے اور فراء رحمہ اللہ نے اس بناء پر کہ ان میں سے ہر ایک کے مخرج کو غایت قرب کی وجہ سے الگ الگ بیان کرنا دشوار ہے، تینوں کا مخرج ایک ہی بیان کر دیا ہے۔

ایسے ہی حروفِ مدہ کے بارے میں بلحاظِ صفات تو ائمہ ادا کے درمیان معمولی سا اختلاف پایا بھی جاتا ہے کہ اکثر ان کو حروفِ رخوہ میں شمار کرتے ہیں اور بعض حضرات کی رائے میں یہ حروفِ متوسطہ میں سے ہیں، لیکن ضاد کے بارے میں ہمیں اس درجہ کا بھی کوئی اختلاف نہیں ملتا، بلکہ سب کا اسی مخرج سے نکلنے اور انہی صفات سے متصف ہونے پر اجماع ہے جس کی وضاحت جواب کے شروع میں کی جا چکی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالی أعلم وعلمہ أحکم وأتم

للّٰہ الحمد ولہ المنّ

کہ یہاں پہنچ کر قاسم پور ضلع سلہٹ (مشرقی پاکستان) سے آئے ہوئے استفسار کا جواب تمام ہوا۔ اب آئندہ صفحات میں اسی موضوع سے متعلق دوسرے مباحث ملاحظہ فرمائیں اور دراصل وہ مباحث بھی اسی کا تکملہ اور تتمہ ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حصہ اوّل

التکملة

فی رفع الشبہات و إزالة المغالطات

یعنی ان دلائل وخیالات پر تبصرہ جن کی بناء پر ضاد کا مشابہ بالظاء نہ ہونا یا مشابہ بالدال ہونا سمجھا جاتا ہے

تحقیقِ حق کا حق

اگرچہ گزشتہ صفحات میں حرفِ ضاد کی ادا پر بفضلہٖ تعالیٰ بڑی شرح وبسط اور تفصیل کے ساتھ کلام کیا جاچکا ہے اور دلائل واضحہ وبراہین قاطعہ کی روشنی میں یہ بات ثابت کی جاچکی ہے کہ ضاد کا تلفظ ظاء معجمہ کے مشابہ ہے، دال کے مشابہ قطعاً نہیں، مگر اس سلسلہ کی ابھی ایک اہم کڑی باقی ہے۔ وہ یہ کہ فریق ثانی جن دلائل اور جن مزعومات کی بناء پر ضاد کا مشابہ بالدال ہونا یا مشابہ بالظاء نہ ہونا سمجھتا ہے ان کو بھی زیر بحث لایا جائے اور فکر وتحقیق کی روشنی میں ان کا جائزہ لیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک موضوع کے اس حصہ پر خامہ فرسائی نہ ہوگی اس وقت تک یہ بحث تشنۂ تکمیل ہی سمجھی جائے گی، کیونکہ اپنی کہنا تو آسان ہے مگر جب تک دوسرے کی سن کر اس کا اطمینان نہ کیا جائے اور اس کی غلط فہمی کو دور نہ کیا جائے، حق یہ ہے کہ اس وقت تک تحقیق کے ''حق'' کا حق ادا نہیں ہوتا۔

اسی حقیقت کو پیش نظر رکھ کر میں نے جناب مولانا عبدالغنی صاحب کو لکھا کہ فریق ثانی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جن دلائل کی بناء پر ضاد کو مشابہ بالدال سمجھتا ہے، یا تشابہ بین الضاد والظاء کا انکار کرتا ہے، آپ وہ دلائل بھی مجھے لکھ کر بھیج دیں۔ میں انشاء اللہ العزیز اپنے مضمون میں ان کو بھی زیر بحث لانے کی کوشش کروں گا۔

چنانچہ میرے لکھنے پر مولوی صاحب موصوف نے چند عبارتیں اور حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کا ایک فتویٰ لکھ بھیجا اور یہ بھی لکھا کہ ان کے علاوہ یہ لوگ حضرت گنگوھی رحمہ اللہ کے دو تین فتوے بھی پیش کرتے ہیں۔

ان عبارتوں کا صحیح مفہوم کیا ہے اور یہ کہ مسئلہ زیر بحث کے ساتھ ان کا کیا تعلق ہے اور کیا واقعی ان عبارتوں سے ان کا مسلک ثابت ہوتا ہے، یہ سب کچھ تو آپ انشاء اللہ آئندہ صفحات میں پڑھ ہی لیں گے، البتہ اتنا عرض کر دینا میں یہاں ضروری سمجھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کی وساطت سے مجھے فریق ثانی کے صرف دلائل ہی موصول ہوئے اور بس۔ یعنی انہوں نے دلائل تو لکھ کر بھیج دیئے لیکن اس کی وضاحت نہیں کی کہ ان لوگوں کے پاس ان عبارتوں کا مفہوم کیا ہے اور وہ ان سے اپنا مدعا کیسے ثابت کرتے ہیں۔ اور یہ چیز بجائے خود ان کے مسلک کے غلط اور خلافِ حق ہونے کی بیّن دلیل ہے۔ کیونکہ وضاحت تو وہ جب کرتے کہ کوئی حقیقت ہوتی بھی، لیکن جب ان عبارتوں کا اس مسلک سے کوئی تعلق تھا ہی نہیں تو وضاحت کرتے بھی تو آخر کیا کرتے !!!

ان کے علاوہ بعض عبارتیں حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ کی اور بعض حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب رحمہ اللہ محدث پانی پتی کی بھی مطالعہ سے گزریں جن کے متعلق بادی النظر میں شبہ ہو سکتا تھا، نیز اسی سلسلہ کی بعض غلط فہمیوں پر بھی اطلاع ہوئی، اس لئے میں نے یہاں تکمیلاً للموضوع ان سب ہی کو زیر بحث لانا ضروری سمجھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بحث کے دو حصے

پس اس بحث کے دو حصے ہیں :۔

❁ پہلے حصے میں فریق ثانی کے وہ دلائل جو بعض کتابوں کے اقتباسات یا بعض اکابر کی عبارتوں سے ماخوذ ہیں، نقل کر کے ان کے جوابات عرض کیے ہیں اور ان عبارتوں کا صحیح مطلب بیان کیا ہے۔

❁ دوسرے حصہ میں ان لوگوں کی ان غلط فہمیوں کا ذکر کر کے جن کی وجہ سے وہ اس غلط مسئلہ کے قائل ہو گئے ہیں، یا دوسروں کو مغالطہ دیتے ہیں، ازالہ کی امکانی کوشش کی گئی ہے۔ تاکہ مسئلہ کے تمام گوشے اجاگر ہو جائیں اور طالبین حق کے لئے اس بارے میں مزید کسی تحقیق کی ضرورت باقی نہ رہے۔

اسی مناسبت سے میں نے موضوع کے اس حصہ کو **التکملة فی رفع الشبهات وإزالة المغالطات** کے عنوان سے معنون کیا ہے۔ اس مختصر سی تمہید کے بعد اب ذیل میں فریق ثانی کے پیش کردہ دلائل اور ان پر تبصرہ ملاحظہ فرمائیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلی دلیل اور اس پر تبصرہ

أما الضاد الضعیفة فمستھجنة میں ضعیفۃ سے وہ "ضاد" مراد نہیں جو اصلی مخرج سے "ظاء" کے مشابہ ادا ہوتا ہے، بلکہ اس سے مراد وہ "ضاد" ہے جو ضاد و ظاء کے مخرجوں کے درمیان سے ادا ہوتا ہے۔ لہٰذا اس عبارت سے تشابہ بالظاء کی نفی ہرگز نہیں نکلتی

اس سلسلہ میں سب سے پہلے شافیہ، جاربردی اور رضی وغیرہ کی یہ عبارت پیش کی گئی ہے: أما الضاد الضعیفة فمستھجنة حالانکہ اس عبارت میں تشابہ کا کوئی ذکر نہیں۔ نہ تشابہ بالظاء کا اور نہ تشابہ بالدال کا، کہ کسی کا اثبات یا اس کی نفی اس سے نکل سکے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے شافیہ کی اس عبارت میں ضعیفہ کو قویہ کا مقابل سمجھ لیا ہے۔ پھر یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ضاد کی دو قسمیں ہیں، ضاد قویہ اور ضاد ضعیفہ۔ پھر خود ہی اپنے خیالِ نارسا میں یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ جو ضاد سخت اور مشابہ بالدال ادا ہو وہ تو قویہ ہے اور جو نرم اور مشابہ بالظاء ادا ہو وہ ضعیفہ ہے۔ پھر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ضعیفہ کو چونکہ صاحب شافیہ نے مستھجنہ (ردی اور ناقص) بتایا ہے، لہٰذا صحیح ضاد وہ ہے جو قویہ ہے، اور "قویہ" وہ ہے جو سخت اور مشابہ بالدال ادا ہو، حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے۔

نہ تو یہاں "ضعیفہ" قویہ کا مقابل ہے اور نہ یہ بات ہی ہے کہ قویہ اس ضاد کو کہتے ہیں جو سخت یا بقول ان کے مشابہ بالدال ادا ہو، بلکہ یہاں "ضعیفہ" صحیحہ کا مقابل ہے اور "صحیحہ" وہ ضاد ہے جو اپنے اصلی مخرج سے بلحاظِ صفات ظاء کے مشابہ ادا ہو۔ اور اس کے مقابلہ میں ضعیفہ اس ضاد کو کہتے ہیں جو ظاء یا ضاد و ظاء کے مخرجوں کے درمیان سے ادا ہو۔ پس یہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مستہجنہ اس ضاد کو کہا گیا ہے جو اصلی مخرج سے ادا ہونے کی بجائے غلط مخرج سے ادا ہو۔ نہ کہ اس کو جو مخرج اصلی سے بلحاظِ صفات ظاء کے مشابہ ادا ہو۔ چنانچہ ہم ذیل میں شافیہ کی پیش کردہ عبارت کی وضاحت کرتے ہیں۔ اس سے انشاء اللہ ہمارے دعویٰ کی بخوبی تصدیق ہو جائے گی۔ بغور ملاحظہ فرمائیں۔

الضاد الضعیفة فمستهجنة کا صحیح مطلب

عربی حروف دو طرح کے ہیں :۔

۱ صحیحہ فصیحہ

۲ مستہجنہ (یعنی ردی اور غیر فصیحہ)

حروفِ صحیحہ تو وہ ہیں جو اپنے اصلی مخرجوں سے فصیح عربی لغت کے موافق ادا ہوتے ہیں۔ چنانچہ الف سے لے کر یاء تک کے انتیس[۲۹] حروف، ایسے ہی نونِ مخفاۃ، الف ممالہ، ہمزہ مسہّلہ، الف ولام مفخمہ اور صاد مشمّہ، یہ سب تو فصیحہ ہیں۔ اور مستہجنہ وہ حروف ہیں جو غیر فصحاء کے کلام میں پائے جاتے ہیں اور قرآن میں ان کا پڑھنا جائز نہیں۔ چنانچہ صاحب شافیہ نے پہلے تو حروفِ صحیحہ کے مخارج بیان فرمائے اور پھر بحث کے آخر میں فرمایا:

و أما الصاد كالسين والطاء كالتاء والظاء كالثاء والفاء كالباء والضاد الضعيفة والكاف كالجيم فمستهجنة.

یعنی یہ چھ حروف جن میں سے ایک ضاد ضعیفہ بھی ہے "مستہجنہ" ہیں۔

اب سمجھئے کہ ضاد صحیحہ فصیحہ وہ ہے جو اپنے اصلی مخرج یعنی حافہ لسان اور اضراس سے ادا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو۔ جیسا کہ خود صاحبِ شافیہ لکھتے ہیں:

وللضاد أول إحدى حافتيه ومايليها من الأضراس

اور ضاد ضعیفہ وہ ہے جو مخرج اصلی کے بجائے غلط مخرج یعنی قریب نوکِ زبان اور رباعی، انیاب، ضواحک سے ادا ہو۔

چنانچہ علامہ رضی نے شافیہ کی اس عبارت کی شرح کرتے ہوئے سیرافی کے حوالہ سے ضعیفہ کی یہی تعریف لکھی ہے کہ اگر ضاد اپنے اصلی مخرج سے ادا نہ ہو بلکہ مخرج ظاء سے یا ضاد صحیحہ اور ظاء کے مخرجوں کے درمیان سے ادا ہو تو یہ ضاد ضعیفہ اور مستہجنہ ہے۔ سیرافی کی وہ عبارت جو رضی نے نقل کی ہے، یہ ہے:

إنها لغة قوم ليس في لغتهم ضاد، فإذا احتاجوا إلى التكلم بها في العربية اعتضلت عليهم، فربما أخرجوها ظاء، لإخراجهم إياها من طرف اللسان وأطراف الثنايا، وربما تكلفوا إخراجها من مخرج الضاد فلم يتأت لهم فخرجت بين الضاد والظاء۔ (رضی، ص:۳۸۳)

یعنی ضاد ضعیفہ ان لوگوں کے کلام میں پایا جاتا ہے جن کی زبان میں ضاد نہیں ہے تو جب ایسے لوگوں کو عربی الفاظ میں اس کے ادا کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے تو انہیں اس کا ادا کرنا دشوار معلوم ہوتا ہے۔ پھر کبھی تو وہ اس کو زبان کی نوک اور ثنایا علیا کے کناروں سے ادا کرتے ہیں جس سے خالص ظاء ادا ہو جاتا ہے اور کبھی خود ضاد ہی کے مخرج سے بہ تکلف ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ان سے بن نہیں پڑتا، اس لئے وہ ضاد صحیحہ اور ظاء کے مخرجوں کے درمیان یعنی رباعی، انیاب اور ضواحک سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادا ہو جاتا ہے۔

پس اس سے واضح ہوگیا کہ سیرافی اس ضاد کو ضعیفہ کہہ رہے ہیں جو مخرج اصلی کے بجائے مخرج ظاء یا ضاد وظاء کے مخرجوں کے درمیان سے ادا ہو، نہ کہ اس ضاد کو جو بلحاظ صفات ظاء کے مشابہ اور نرم ادا ہو۔ چنانچہ ان کی عبارت میں أخرجوها کا لفظ صاف بتا رہا ہے کہ ضاد کا استہجان غلط مخرج سے ادا ہونے کی وجہ سے ہے، نہ کہ بلحاظِ صفات نرم ادا ہونے کی وجہ سے۔ صفات کا تو اس عبارت میں ذکر تک نہیں اور پھر سیرافی نے ضاد ضعیفہ کے ادا ہونے کی جو وجہ بیان کی ہے اس سے بھی یہی نکلتا ہے کہ "ضاد" کا استہجان غلط مخرج سے ادا ہونے کی وجہ سے ہے، نہ کہ بلحاظ صفات ظاء کے مشابہ ادا ہونے کی وجہ سے۔ کیونکہ سیرافی نے اس کا سبب تلفظ کی دشواری کو قرار دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا کہ اعاجم ومؤلدین کو جب عربی الفاظ میں ضاد کو ادا کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے تو ان پر اس کا تلفظ دشوار ہوتا ہے، اس لئے ان سے بجائے ضاد صحیحہ کے ضاد ضعیفہ ادا ہو جاتا ہے۔

تو اب مقام غور ہے کہ اگر ضعیفہ "قویہ" کا مقابل ہو اور قویہ وہ ہو جو دال کے مشابہ ادا ہو تو پھر اس کے تلفظ میں آخر کون سی دشواری ہے کہ وہ خود تو ادا نہ ہو اور اس کے بجائے ضعیفہ ادا ہو جائے !!! یہ تلفظ تو اور بھی آسان ہے۔ البتہ ضاد صحیحہ کا ادا کرنا بلا شبہ دشوار ہے کیونکہ اس کا مخرج ایک جانب میں واقع ہوا ہے، اور ہے بھی تمام مخرجوں سے لمبا، تو اس سارے مخرج پر زبان کا لگانا اور اس سے منطبق کرنا یہ واقعی ایک مشکل کام ہے اور اس دشواری ہی کی وجہ سے زبان اصلی مخرج پر لگنے کی بجائے غلط مخرج پر لگ جاتی ہے، جس سے بجائے ضاد صحیحہ کے ضاد ضعیفہ ادا ہو جاتا ہے۔ پھر یہ کہ اگر ضعیفہ کا اطلاق اس ضاد پر کیا جائے جو ظاء کی طرح نرم ادا ہو تو اس سے یہ تو لازم آئے گا کہ تمام قرائے محققین اور ائمہ ادا "ضاد ضعیفہ" ہی ادا کرتے ہیں اور اسی کا حکم فرماتے رہے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قارئین اوپر ائمہ تجوید وقراءات کے ارشادات ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ وہ سب حضرات ضاد وظاء میں تشابہ کے قائل ہیں، جب صورتحال یہ ہے تو صاحب شافیہ اور علامہ رضی جیسے محققین بھلا اس کے خلاف کیسے لکھ سکتے تھے! خود ہماری سمجھ ہی کا قصور ہے کہ ہم ان حضرات کے کلام کو سمجھ نہیں سکتے، ورنہ ان کے کلام میں تضاد نہیں۔ بس نقل اور درایت دونوں ہی کی رو سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ زیر بحث عبارت میں "ضعیفہ" قویہ کا مقابل نہیں بلکہ صحیحہ اور فصیحہ کا مقابل ہے۔ اور "صحیحہ" وہ ہے جو اپنے اصلی مخرج سے بلحاظِ صفات ظاء کے مشابہ ادا ہو اور اسکے مقابلہ میں ضعیفہ وہ ہے جو اصلی مخرج سے ادا ہونے کی بجائے غلط مخرج سے ادا ہو۔ لہٰذا اس عبارت سے تشابہ بالدال کا اثبات، یا تشابہ بالظاء کی نفی ثابت کرنا اور اس سلسلہ میں اس کو پیش کرنا حقیقت سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

ضعیفہ کے مقابل کو قویہ کا نام دینے سے بھی ان کا مدعا ثابت نہیں ہوتا

سوال: علماء تجوید نے ضاد کو حروفِ قویہ بلکہ حروفِ اقویٰ میں سے شمار کیا ہے۔ جیساکہ حروف کی اُس تقسیم سے ظاہر ہے جس کی رو سے باعتبارِ قوت وضعف کے ان کی پانچ قسمیں کی گئی ہیں، تو پھر یہ کہنا کیسے صحیح ہے کہ أما الضاد الضعیفة میں "ضعیفہ" قویہ کا مقابل نہیں، کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ وہاں "اقویٰ" ضاد صحیحہ فصیحہ کو کہا گیا ہے اور یہاں "ضعیفہ" ناقص اور غیر فصیحہ کو۔ اور یہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل ہی تو ہیں؟

جواب: وہاں ضاد کو جو حروفِ اقویٰ میں شمار کیا گیا ہے تو وہ باعتبارِ صفات کے کیا گیا ہے، کیونکہ اس میں بجز رخاوت کے باقی تمام صفات "صفاتِ قویہ" میں سے پائی جاتی ہیں اور اس اعتبار سے اس کا کوئی مقابل نہیں۔ یعنی ایسا حرف کوئی نہیں جس میں بجائے جہر کے ہمس، بجائے رخاوت کے شدت، بجائے استعلاء کے استفال اور بجائے اطباق کے انفتاح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پائی جاتی ہو اور پھر بھی وہ ضاد ہی کہلائے۔ یہاں اس کو جو ضعیفہ کہا گیا ہے تو وہ غلط مخرج سے ادا ہونے کی وجہ سے کہا گیا ہے اور اس اعتبار سے اس کا مقابل "صحیحہ" ہی ہے نہ کہ قویہ۔ یعنی ضاد اگر اپنے اصلی مخرج سے ادا ہوتا ہے تب تو وہ "صحیحہ" ہے اور اگر غلط مخرج سے ادا ہوتا ہے تو ضعیفہ ہے۔ اور یہاں تقابل اسی بناء پر ہے۔ چنانچہ زیر بحث عبارت کی شرح کے ضمن میں رضی نے سیرافی کا یہ قول نقل کیا ہے:

و إخراج الضعيفة من موضع اعتاد الصحيحة أصعب من إخراجها من موضع لم يعتد الصحيحة۔

پس اس عبارت سے بالکل واضح ہو گیا کہ یہاں "ضعیفہ" صحیحہ کا مقابل ہے نہ کہ قویہ کا۔ اگر بالفرض یہاں ضعیفہ کو قویہ ہی کا مقابل مان لیں جب بھی اس عبارت سے تشابہ بالظاء کی نفی ہرگز نہیں نکلتی۔ کیونکہ یہاں ضعیفہ اس ضاد کو تو نہیں کہا گیا جو اپنے اصلی مخرج سے ظاء کے مشابہ ادا ہو بلکہ اس کو کہا گیا ہے جو ضاد و ظاء کے مخرجوں کے درمیان سے ادا ہو اور اس کے مستہجنہ ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔ لہٰذا اگر اس کے مقابل کو بجائے صحیحہ کے قویہ کا نام بھی دے دیں تب بھی ان کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ سمجھنا کہ قویہ وہ ضاد ہے جو دال کے مشابہ اور سخت ادا ہو قطعاً غلط ہے۔ اس لئے کہ اہل ادا نے قویہ "صحیحہ" ہی کو کہا ہے اور صحیحہ وہ ہے جو اپنے ہی مخرج سے بلحاظ صفات ظاء کے مشابہ ادا ہو۔

رہا ان کا مزعومہ قویہ یعنی وہ جو دال کے مشابہ ادا ہو؟ سو اس کا تو وجود ہی نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری دلیل اور اس پر تبصرہ

الضاد الضعیفة ای التی تکون بین الضاد والظاء میں بینیت سے مراد بینیت از روئے مخرج ہے نہ کہ بلحاظِ صفات

دوسری دلیل کے ضمن میں نظامیہ اور کفایہ وغیرہ کی یہ عبارت پیش کی گئی ہے:

الضاد الضعیفة ای التی تکون بین الضاد والظاء

مگر اس عبارت کے سمجھنے میں بھی انہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ کیونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے اس عبارت کا مطلب یہ سمجھا ہے کہ جو ضاد نرمی اور سختی میں ضاد وظاء کے درمیان ادا ہو وہ ضعیف ہے، حالانکہ اس عبارت کا یہ مطلب ہرگز نہیں بلکہ اس میں بھی اسی ضاد کو ضعیف کہا گیا ہے جو ضاد وظاء کے مخرجوں کے درمیان سے ادا ہو۔ چنانچہ خود نظامیہ ہی میں ضاد ضعیفہ کی تعریف ان لفظوں میں بیان کی گئی ہے: الضاد الضعیفة التی مخرجها بین الضاد والظاء۔ پس اس سے بھی وہی ثابت ہوتا ہے جس کی وضاحت ہم ابھی اوپر دلیل نمبر ایک پر تبصرہ کے ضمن میں کر آئے ہیں۔ یعنی ضاد ضعیفہ وہ ضاد ہے جو ضاد وظاء کے مخرجوں کے درمیان سے ادا ہو، نہ کہ وہ جو از روئے صفات یعنی سختی اور نرمی کے لحاظ سے ضاد وظاء کے درمیان سے ادا ہو۔

مجھے حیرت ہے کہ آخر وہ ایسا کون سا قرینہ ہے جس سے ان لوگوں نے بین الضاد والظاء سے یہ سمجھ لیا ہے کہ جو ضاد سختی اور نرمی میں ان دو صحیح حرفوں کے درمیان ادا ہو وہ مستہجن اور ردی ہے۔ یہ تو بناء فاسد علی الفاسد والی بات ہوئی۔ پہلے تو یہ قضیہ ہی غلط ہے کہ ضاد وظاء کے تلفظ میں بلحاظِ صفات تضاد ہے اور پھر اس بناء فاسد پر دوسرا خیالِ فاسد یہ قائم کر لیا گیا ہے کہ جو ان دونوں کے درمیان ادا ہو وہ مستہجن ہے۔ فیا للعجب ویا للأسف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسری دلیل اور اس پر تبصرہ

مفصل کی عبارت الضاد الضعیفة هی التی تقرب بالظاء والذال میں قرب سے مراد قرب از روئے مخرج ہے نہ کہ باعتبار صفات

تیسری دلیل کے ضمن میں مفصل کی یہ عبارت پیش کی گئی ہے: والضاد الضعیفة هی التی تقرب بالظاء والذال اور اس عبارت کے سمجھنے میں بھی ان بیچاروں کو دھوکہ لگا ہے۔ وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ یہاں قرب سے مراد وہ قرب ہے جو از روئے صفات ہو۔ پھر یہ سمجھ لیا ہے کہ ایسے ضاد کو جس کا تلفظ صفات کی رو سے ذال وظاء سے قریب ہو، صاحب مفصل نے ضادِ ضعیفہ کہا ہے!!!

حالانکہ یہ سراسر نادرست، خلافِ واقع اور صاحب مفصل کی عبارت کا غلط محمل ہے۔ جس پر علم تجوید کے وہ تمام اصول وقواعد، نیز اس فن کے وہ جلیل القدر ائمہ جن کے ارشادات کی روشنی میں ہم اوپر ضاد کا مشابہ بالظاء ہونا بڑی تفصیل اور وضاحت کے ساتھ بیان کر آئے ہیں، شاہد وعادل ہیں کیونکہ ان کی رُو سے ضاد کا صحیح تلفظ ہے ہی یہ کہ وہ بلحاظِ صفات ظاء سے قریب ہو۔ لہٰذا مفصل کی عبارت میں جس قرب کا ذکر ہے اس سے وہ قرب قطعاً مراد نہیں جو اشتراکِ صفات کی وجہ سے ضاد وظاء کی آوازوں میں متحقق ہے۔ بلکہ اس قرب سے وہ قرب مراد ہے جو از روئے مخرج ہو اور صاحب مفصل ایسے ہی ضاد کو ضعیفہ کہہ رہے ہیں جو ذال وظاء کے مخرج کے قریب سے ادا ہوا اور یہ بعینہٖ وہ صورت ہے جس کو سیرافی نے فخرجت بین الضاد والظاء سے تعبیر کیا ہے۔ لہٰذا اس عبارت سے بھی ان لوگوں کو کوئی سہارا نہیں ملتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چوتھی دلیل اور اس پر تبصرہ

نوادر الاصول کی عبارت ضاد ضعیفہ گاھی مشابہ صوت بالظاء معجمہ وگاھی مخلوط التلفظ بین الضاد والظاء باشد سے بھی ان کو قطعاً کوئی سہارا نہیں ملتا

چوتھی دلیل کے ضمن میں نوادر الاصول شرح فصول اکبری کی یہ عبارت پیش کی گئی ہے: ضاد ضعیفہ گاھی مشابہ صوت بالظاء معجمہ وگاھی مخلوط التلفظ بین الضاد والظاء باشد۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس عبارت سے بھی ان کا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس عبارت میں مخلوط التلفظ بین الضاد والظاء کا مفہوم تو بعینہٖ وہی ہے جو سیرافی کی عبارت میں خرجت بین الضاد والظاء کا، نظامیہ اور کفایہ کی عبارت میں تکون بین الضاد والظاء کا اور مفصل کی عبارت میں تقرب بالظاء والذال کا ہے۔ کیونکہ یہاں خلط سے مراد خلط از روئے مخرج ہے کہ نہ تو ضاد کے مخرج سے ادا ہو اور نہ ظاء کے مخرج سے بلکہ دونوں مخرجوں کے درمیان سے ادا ہو۔ اس لئے کہ از روئے صفات مخلوط کے تو کوئی معنیٰ ہی نہیں، کیونکہ صفات کی رو سے تو دونوں میں تغایر ہے ہی نہیں کہ خلط ملط کرنے کا سوال پیدا ہو۔ پس مفتی سعد اللہ صاحب بھی وہی فرما رہے ہیں جو ابن حاجب، سیرافی، علامہ رضی اور صاحب مفصل فرما چکے ہیں کہ جو "ضاد" ضاد و ظاء کے مخرجوں کے درمیان سے ادا ہو وہ ضعیفہ اور مستہجنہ ہے۔ یہ ہمارے فہم کا قصور ہے کہ ہم ان عبارتوں کا صحیح مفہوم سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں ورنہ ائمہ فن کی عبارتوں میں منافات نہیں۔ بات ایک ہی ہے، کہنے کے انداز مختلف ہیں:۔ کسی نے خرجت بین الضاد والظاء سے تعبیر کر دیا، کسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے تکون بین الضاد والظاء سے، کسی نے تقرب بالظاء والذال سے اور کسی نے مخلوط التلفظ بین الضاد والظاء سے۔

البتہ گاھی مشابه صوت بالظاء کے ظاہر الفاظ سے واقعی یہی مفہوم ہوتا ہے کہ صاحب نوادر الاصول اس ضاد کو جو مشابہ بالظاء ادا ہو، ضاد ضعیفہ فرما رہے ہیں، لیکن حقیقت یہ نہیں بلکہ یہاں مشابہ صوت بالظاء سے مراد مثل ظاء اور عین ظاء ہے اور غور سے کام لینے والا اسی نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ کیونکہ اگر یہاں مشابہت سے صفتی اور صوتی مشابہت مراد لیتے ہیں تو اس سے تو پھر یہ لازم آتا ہے کہ جناب مفتی سعد اللہ صاحب اسی ضاد کو صحیحہ فصیحہ سمجھتے ہیں جو ظاء کے مخرج سے ادا ہو، اس لئے کہ ادائے ضاد کی تین ہی صورتیں ہو سکتی ہیں :۔

❋ ایک یہ کہ وہ اپنے مخرج سے بلحاظ صفات ظاء کے مشابہ ادا ہو جو کہ مسلک ہے قراء محققین کا

❋ دوسری یہ کہ ضاد وظاء کے مخرجوں کے درمیان سے ادا ہو جس کو یہاں مفتی صاحب نے مخلوط التلفظ بین الضاد والظاء سے تعبیر فرمایا ہے

❋ تیسری یہ کہ بالکل ظاء ہی کے مخرج سے ادا ہو

تو اگر یہاں مشابہت کو صفتی مشابہت پر محمول کرتے ہیں تو اس سے پھر یہ نکلتا ہے کہ حضرت مفتی سعد اللہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنے مخرج سے بلحاظ صفات ظاء کے مشابہ ادا ہونے والے اور ضاد وظاء کے مخرجوں کے درمیان سے ادا ہونے والے دونوں طرح کے ضاد کو ضعیفہ فرمایا ہے اور پھر اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ضاد صحیحہ وہ ہے جو ظاء کے مخرج سے ادا ہو۔ کیونکہ جب پہلی دو صورتوں کی تغلیط ہوگئی اور صاحب نوادر الاصول نے دونوں ہی پر ضعیفہ ہونے کا حکم لگا دیا تو تیسری خود بخود لازم آگئی۔ وهذا بديه البطلان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا یہی ماننا پڑے گا کہ نوادر الاصول کی اس عبارت میں "مشابہ صوت" سے مراد مثل ظاء اور عین ظاء ہے اور یہ واقعی غلط ہے جیسا کہ رضی بھی اس کی تغلیط کر چکے ہیں اور اس ضاد کو جو ظاء کے مخرج سے ادا ہو ضعیفہ کہہ چکے ہیں۔ چنانچہ اس عبارت کے بعد ہی نوادر الاصول میں یہ بھی ہے:

کما لا یخفی علی من طالع "الرضی" وغیر من کتب الفن۔

پس اس فقرہ نے اس بات کو بالکل صاف کر دیا کہ صاحب نوادر الاصول کی گاھی مشابہ صوت بالظاء میں "مشابہت" سے مراد "صفتی مشابہت" نہیں بلکہ "ذاتی مشابہت" ہے۔ جس کو رضی نے أخرجوها ظاء سے تعبیر کیا ہے۔ لہٰذا اس عبارت سے بھی ان لوگوں کو کوئی سہارا نہیں مل سکتا۔

اور یہ ہم اوپر لکھ ہی آئے ہیں کہ بعض حضرات نے اپنے کلام میں مشابہت کو ذاتی مشابہت کے معنیٰ میں بھی استعمال کیا ہے لہٰذا اس توجیہ سے کسی تشویش میں مبتلا نہیں ہونا چاہیئے۔ جبکہ یہاں مشابہت کو ذاتی مشابہت پر محمول کرنا ناگزیر بھی ہے، کیونکہ اگر یہاں "مشابہت" سے صفتی مشابہت مراد لیتے ہیں تو اس سے مطلب بالکل مختل ہو جاتا ہے جس کی وضاحت ابھی اوپر ہو چکی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانچویں دلیل اور اس پر تبصرہ

لولا الإطباق لکان ... الضاد دالا سے ضاد کا مشابہ بالدال ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ قضیہ ہی غلط ہے

پانچویں دلیل کے ضمن میں مفتاح الرحمانی کی یہ عبارت پیش کی گئی ہے:

لولا الإطباق فیها لکان الصاد سینا والطاء تاء والظاء ذالا والضاد دالا اور اس سے غالباً انہوں نے یہ سمجھا ہے کہ جس طرح صاد وسین، طاء وتاء اور ظاء وذال میں باوجودیکہ اطباق وغیرہ بعض صفات مُمیز ہیں لیکن اس پر ان میں تشابہ موجود ہے، اسی طرح ضاد ودال میں بھی گو اسی نوعیت کی بعض صفات مُمیز ہیں۔ مگر یہ تمایز تشابہ پر اثر انداز نہیں بلکہ اس کے ہوتے ہوئے بھی یہ دونوں باہم مشابہ ہیں۔ لیکن ان کا یہ قیاس ''قیاس مع الفارق'' کے قبیل سے ہے۔ اس لئے کہ پہلے تین جوڑوں کے حرف تو مخرج میں بھی شریک ہیں اور ضاد ودال میں یہ بات نہیں۔ پس صاد، ظاء اور طاء میں اگر اطباق ادا نہ کی جائے اور ان کو پُر نہ پڑھا جائے تو واقعی ''صاد'' سین، ''ظاء'' ذال اور ''طاء'' تاء ہو جائے گا۔ کیونکہ ان میں جو فرق ہے وہ صرف پُر اور باریک ہونے کا ہی ہے لیکن اگر ضاد کو پُر نہ پڑھا جائے تو یہ سرے سے کوئی حرف ہی نہیں رہتا کیونکہ اس کے مخرج سے اس کے سوا کوئی اور حرف ادا ہی نہیں ہوتا کہ صفاتِ مُمیزہ کے ادا نہ ہونے سے اس کا مجانس ادا ہو جائے۔ مطلب یہ ہے کہ پہلے تین جوڑوں میں تو امتیاز صرف بعض صفات ہی کی وجہ سے ہے اور ضاد ودال میں صفتی امتیاز کے علاوہ مخرج کا اختلاف بھی ہے، اس لیے لکان الصاد سینا، والظاء ذالا، والطاء تاء تو صحیح ہے لیکن والضاد دالا صحیح نہیں اور یہ بلا فکر وتامل صادر ہوا ہے کیونکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اطباق کے زائل ہونے سے "ضاد" دال تو کیا کوئی حرف بھی نہیں بنتا! چنانچہ رضی رحمہ اللہ نے امام العربیہ "سیبویہ رحمہ اللہ" کا یہ قول نقل کیا ہے:

لولا الإطباق فی الصاد لکان سینا، وفی الظاء کان ذالا، وفی الطاء کان دالا، ولخرجت الضاد من الکلام لأنه لیس شئ من الحروف من موضعها غیرها...الخ (رضی، ص: ۳۸۷)

سیبویہ رحمہ اللہ کا یہ فیصلہ نہایت عمدہ اور تحقیق انیق پر مبنی ہے۔ واقعہ یہی ہے کہ اگر ضاد میں اطباق نہ ہوتی تو وہ سرے سے کوئی حرف ہی نہ رہتا، نہ یہ کہ دال بن جاتا۔

پھر یہ کہ صفات کی رو سے بھی یہ قضیہ محل بحث ہے۔ اس لئے کہ ضاد و دال میں صرف یہی ایک فرق تو نہیں کہ اول مطبقہ ہے اور ثانی منفتحہ، بلکہ جیسا کہ معلوم ہی ہے کہ ضاد اگر مستعلیہ ہے تو دال مستفلہ ہے، نیز ضاد اگر رخوہ ہے تو دال شدیدہ ہے، پھر ضاد میں استطالت، نفخ اور تفشی بھی ہے اور دال میں یہ تینوں صفتیں نہیں ہیں، اس لئے اگر اس بارے میں کوئی قضیہ صادق آسکتا ہے تو وہ یہ کہ: لولا اختلاف المخرجین وما فی الضاد من الإطباق والإستعلاء والرخاوة والاستطالة والنفخ والتفشی القلیل لکان الضاد دالا اور یہ قضیہ ہمیں بھی تسلیم ہے لیکن کیا یہ انصاف کُشی نہ ہوگی کہ لولا الاستطالة واختلاف المخرجین لکان الضاد ظاء سے تو تشابہ کا ثبوت حاصل کیا نہ جائے اور ایک ایسے قضیہ سے تشابہ کو خواہ مخواہ درآمد کرنے کی نامشکور کوشش کی جائے جو بجائے تشابہ کے تباین پر دلالت کرتا ہو۔

إن هذا من أعاجیب الزمن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھٹی دلیل اور اس پر تبصرہ

رعایہ کی عبارت متی فرط فی ذلك أتی بلفظ الظاء أو بلفظ الذال سے بھی ضاد وظاء میں تشابہ کی نفی نہیں نکلتی بلکہ اسکا ثبوت مترشح ہوتا ہے

چھٹی دلیل کے ضمن میں رعایہ کی یہ عبارت پیش کی گئی ہے :

وَلا بُدَّ له من التحفظ بلفظ الضاد حيث وقعت فهو أمر يُقَصِّرُ فيه أكثر مَن رأيتُ من القراء والأئمة، لصعوبته على مَن لم يدرُب فيه. فلا بُدَّ للقارئ المجود أن يلفظ بالضاد المفخمة مستعلية مطبقة مستطيلة، فيظهر صوت خروج الريح عند ضغط حافة اللسان بما يليه من الأضراس عند اللفظ بها، ومتى فرَّط في ذلك أتى بلفظ الظاء أو بلفظ الذال ...

حالانکہ اس عبارت میں ایسا کوئی لفظ نہیں جس سے ضاد کے مشابہ بالظاء نہ ہونے پر استدلال کیا جا سکے۔ اس میں پہلے تو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ قاری کو حرفِ ضاد کی صحیح ادا کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ پھر یہ کہا گیا ہے کہ اگر قاری سے ضاد کی ادائیگی میں کوتاہی ہو جاتی ہے تو اس سے بجائے ضاد کے ظاء یا ذال ادا ہو جاتا ہے۔

اب ناظرین خود ہی غور فرمائیں کہ اس عبارت سے آخر ضاد وظاء میں تشابہ کی نفی کہاں سے نکلتی ہے بلکہ اس فقرہ سے تو خود تشابہ ہی کا ثبوت مترشح ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ایک حرف کی بجائے دوسرے حرف کے ادا ہونے کا احتمال انہی دو حرفوں میں ہوتا ہے جن میں صوتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشابہت اور لفظی مناسبت ہوتی ہے۔ ورنہ مباینہ کی صورت میں تو التباس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

پس ومتی فرط فی ذلك...الخ کا مطلب یہ ہے کہ ضاد چونکہ ظاء کیساتھ اکثر صفات میں شریک ہونے کے باوجود مستطیل بھی ہے تو اگر قاری استطالت کے ادا کرنے اور مخرج سے نکالنے کا اہتمام نہ کرے گا تو اس صورت میں بجائے ضاد کے ظاء ادا ہو جائیگا اور اگر استعلاء اور اطباق کے ادا کرنے میں بھی اس سے کوتاہی ہوگی تو بجائے ضاد کے ذال ہو جائے گا۔ اور یہ گزر ہی چکا ہے کہ من وجہ ضاد و ذال میں بھی مشابہت ہے، لہٰذا ومتی فرط...الخ سے بھی ضاد و ظاء میں تشابہ کی نفی نہیں نکلتی بلکہ اس کا ثبوت ہی مترشح ہوتا ہے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ رعایا میں جہاں یہ پیش کردہ عبارت درج ہے اس سے کچھ ہی پہلے خود صاحب رعایہ ہی کی یہ تصریح بھی موجود ہے:

يُشَبَّهُ لفظها بلفظ الظاء، لأنها من حروف الإطباق...الخ

لیکن اس واضح تصریح کو تو نظر انداز کر دیا گیا ہے اور ایک دوسرے فقرہ سے خواہ مخواہ کھینچ تان کر کے اپنی مطلب برآری کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔

فيا لهم من قصور الفهم وقلت الفكر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتویں دلیل اور اس پر تبصرہ

"شافیہ" وغیرہ میں "دال" کے مخرج کا ظاء کے مخرج سے پہلے مذکور ہونا تشابہ کا متقاضی نہیں

ساتویں دلیل کے طور پر شافیہ کی یہ عبارت پیش کی گئی ہے:

وللضاد أول أحدى حافتيه وما يليهما من الأضراس وللام ما دون طرف اللسان إلى منتهاه وما فوق ذلك وللراء منهما ما يليهما وللنون منهما ما يليهما وللطاء والدال والتاء طرف اللسان وأصول الثنايا وللصاد والزاي والسين طرف اللسان والثنايا وللظاء والذال والثاء طرف اللسان وطرف الثنايا... الخ (شافیہ ص ۱۴۶/ ۱۴۷)

اس سے ان لوگوں نے اپنے مسلک پر بایں وجہ استدلال کیا ہے کہ چونکہ دال کا مخرج ضاد کے مخرج سے اقرب اور اس کے مقابلہ میں ظاء کا مخرج اس سے ابعد ہے، لہٰذا ضاد کو دال کے ساتھ مشابہت ہے نہ کہ ظاء کے ساتھ۔

اس شبہ کا جواب ہم اوپر زیر عنوان "محض تقاربِ مخرج بلکہ اتحادِ مخرج بھی موجب تشابہ نہیں" بڑی تفصیل کے ساتھ عرض کر آئے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دو حرفوں میں تشابہ صوتی بالعموم اشتراک صفات ہی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ البتہ تشابہ کیلئے از روئے مخرج اس قدر اشتراک ضروری ہے کہ دونوں حرفوں میں اتحاد نوعی موجود ہو اور کلی تباین نہ ہو۔ از روئے مخرج اتحاد نوعی پائے جانے کے بعد تشابہ کی کمی بیشی کا مدار ان حرفوں کے مخارج کے قرب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وبعد پر نہیں بلکہ صفتی اشتراک پر ہے اور اگر اس بارے میں مخرج کے قرب وبعد کا کچھ اثر ہوتا تو پھر تو ضاد کو سب سے زیادہ مشابہت لام کے ساتھ ہونی چاہیئے تھی حالانکہ ان دونوں کی آوازوں میں غایت درجہ کا تباین ہے۔

پس جب تشابہ کا مدار صفتی اشتراک پر ہے اور صفتی اشتراک ضاد وظاء میں ہے، ضاد ودال میں نہیں تو مشابہت بھی ضاد وظاء میں ہونی چاہیئے نہ کہ ضاد ودال میں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آٹھویں دلیل اور اس پر تبصرہ

نشر کی عبارت فلیحذر من قلبه إلى الظاء کو اپنے دعویٰ کی دلیل میں پیش کرنا کوتاہ فہمی ہے

آٹھویں دلیل کے ضمن میں نشر کی یہ عبارت پیش کی گئی ہے:

فلیحذر من قَلَبَه إلى الظاء ...... والیعمل الریاضة ....

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس عبارت سے تشابہ بین الضاد والظاء کی نفی نکالنا سراسر کوتاہ فہمی ہے۔ کیونکہ اس میں تو صاحب نشر نے یہ ہدایت فرمائی ہے کہ ضاد کو ظاء سے بدلنے سے پرہیز کرنا چاہیئے اور اس کو خود اسی کے مخرج سے صحیح طور پر ادا کرنے کی پوری پوری کوشش کرنی چاہیئے اور یہ بات واقعی حق اور درست ہے کہ ضاد کا ظاء سے ابدال غلط اور ناجائز ہے۔ چنانچہ اسی مقالہ میں آگے یہ بحث پوری تفصیل شرح وبسط کے ساتھ آرہی ہے کہ جس طرح ضاد کو مشابہ بالدال پڑھنا ناجائز ہے، اسی طرح اس کو ظاء سے بدل کر اور اسکے مخرج سے ادا کرنا بھی بالکل غلط اور نادرست ہے۔ لہٰذا نشر کی اس عبارت سے بھی اس فریق کو کوئی سہارا نہیں ملتا۔ کیونکہ اس میں ضاد کو ظاء سے بدلنے سے روکا گیا ہے، اس کے مشابہ ادا کرنے سے منع نہیں کیا گیا جیسا کہ لفظ "قلبٗ" سے ظاہر ہے۔ کیونکہ قلب کے معنیٰ مشابہ ادا کرنے کے نہیں بلکہ "ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف لے آنے اور اس سے بدلنے" کے ہیں۔ جیسا کہ علمائے تجوید نے کہا ہے: القلب هو جعل حرف مكان حرف آخر اور مشابہت کا مفہوم جیسا کہ اس سے پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے، قراء کے نزدیک یہ ہے کہ ضاد کو ادا تو اس کے اپنے ہی مخرج سے کیا جائے مگر صفات اس میں ظاء والی ملحوظ رکھی جائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نویں دلیل اور اس پر تبصرہ

غایۃ البیان وغیرہ کی عبارت لئلا تکون مشابھة بالظاء میں مشابہت سے صفتی مشابہت مراد نہیں بلکہ ذاتی مشابہت مراد ہے

نویں دلیل کے ضمن میں غایۃ البیان وغیرہ کی یہ عبارت پیش کی گئی ہے:

إن الضاد أعسر الحروف على اللسان فليحسن رعايتها لئلا تكون مشابهة بالظاء أو الذال أو الزاي.

یعنی ضاد چونکہ از روئے ادا مشکل ترین حرف ہے اس لئے اس کو اچھی طرح ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ یہ ظاء، ذال یا زاء کے مشابہ نہ ہو جائے۔

اس اقتباس کو دیکھ کر اگرچہ ذہن اسی طرف متبادر ہوتا ہے کہ لئلا تکون مشابھة بالظاء میں "مشابہت" سے مراد صفتی اور صوتی مشابہت ہے اور اس عبارت میں ضاد کو بلحاظِ صفات ظاء کے مشابہ ادا کرنے سے روکا گیا ہے۔ اس لئے کہ مشابہت کا اطلاق بالعموم صفتی مشابہت پر ہی ہوتا ہے، لیکن حقیقت یہ نہیں، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ نوادر الاصول کی عبارت کی طرح یہاں بھی مشابہ بالظاء سے مراد مثل ظاء اور عین ظاء ہی ہے اور اس عبارت میں بھی ضاد کو ظاء وغیرہ کے مخرج سے ادا کرنے ہی سے روکا گیا ہے، بلحاظ صفات ظاء کے مشابہ ادا کرنے سے نہیں روکا گیا۔ کیونکہ صاحب غایہ نے یہاں ضاد کے از روئے ادا مشکل ترین حرف ہونے کی وجہ سے اس کی صحت ادا کا پورا پورا اہتمام کرنے کی ہدایت کی ہے اور خدشہ ظاہر کیا ہے کہ اگر اس کو کماحقہ ادا نہیں کیا جائے گا تو یہ ظاء اور ذال وغیرہ کے مشابہ ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے گا۔

اب سمجھئے کہ ضاد کے صحیح تلفظ کی رعایت نہ رکھنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں :۔

❁ ایک یہ کہ اس کو از روئے صفات کما حقہ ادا نہ کیا جائے

❁ دوسری یہ کہ مخرج اصلی سے نکالنے کا اہتمام نہ کیا جائے

اس لئے اس کی صحت ادا کی تاکید کرنے کی بھی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں :۔

❁ ایک مخرج اصلی سے نکالنے کی

❁ دوسری صفات کو ملحوظ رکھنے کی

اور یہ ظاہر ہے کہ از روئے صفات اس کی ادائیگی کوئی مشکل نہیں۔ کیونکہ اگر اس کا تلفظ صفات کی رو سے مشکل ہوتا تو پھر رعایت نہ رکھنے کی صورت میں یہ ظاء وغیرہ کے مشابہ ادا نہ ہوتا۔ اس لئے کہ صفات میں تو یہ بھی اس کے ساتھ شریک ہیں۔ پھر عدم اہتمام کی صورت میں ان کے مشابہ ادا ہونے کے کیا معنیٰ۔ پس جب یہ بلحاظ صفات مشکل الادا نہیں تو صفات کی رو سے اس کی صحت ادا کی تاکید کرنے کے بھی کوئی معنیٰ نہیں۔ البتہ مخرج کی رو سے اس کو صحیح ادا کرنا یہ واقعی دشوار ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا مخرج ایک جانب میں واقعہ ہوا ہے اور ہے بھی تمام مخرجوں سے لمبا، اس لئے اس کو اصلی مخرج سے نکالنے کی ہدایت کرنا واقعی ضروری تھا اور صاحب غایہ نے اسی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے یہاں اس کی تاکید فرمائی ہے تو جب واقعہ یہ ہے کہ رعایت رکھنے کی تاکید کا سبب اس کا "اعسر" ہونا ہے اور اس میں جو "اعسریت" ہے وہ مخرج اصلی سے نکالنے میں ہے بلحاظ صفات ظاء کے مشابہ ادا کرنے میں نہیں، تو پھر ماننا پڑے گا کہ جس بات کا خدشہ ظاہر کیا گیا ہے وہ بھی یہی ہے کہ ضاد اصلی مخرج سے تو ادا نہ ہو اور ظاء وغیرہ کے مخرج سے ادا ہو جائے۔ اور ایسا ہی ہو جانے کے اندیشہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے فلیحسن رعایۃ کی ہدایت کی گئی ہے۔ لہٰذا اس عبارت میں ضاد کو بلحاظ صفات ظاء کے مشابہ ادا کرنے سے نہیں روکا گیا بلکہ ظاء اور ذال وغیرہ کے مخرج سے ادا کرنے سے روکا گیا ہے۔

اور میں کہتا ہوں کہ اگر بالفرض یہاں مشابھۃ کو اس کے عام معنیٰ ہی میں لیں اور اس عبارت کا مطلب اس طرح بیان کریں کہ ضاد مشکل ترین حرف ہے، اس لئے اس کو اچھی طرح ادا کرنے کا اہتمام کرنا چاہیئے تاکہ وہ بلحاظِ صوت وصفات ظاء کے مشابہ ادا نہ ہو تو اس سے دو خرابیاں لازم آئیں گی:۔ ایک یہ کہ جو لوگ ضاد کو مشابہ بالظاء ادا کرتے ہیں وہ اس کے صحیح تلفظ کی رعایت نہیں رکھتے اور اس سے ان تمام علماء کی تغلیط اور ان پر طعن لازم آئے گا جن کے اقوال وارشادات اوپر تشابہ بین الضاد والظاء کے ثبوت میں پیش کئے جا چکے ہیں اور دوسری یہ کہ اس عبارت سے یہ نکلے گا کہ ضاد کا صحیح تلفظ یہ ہے کہ اس کو ظاء وغیرہ کے مخرج سے ادا کیا جائے۔ کیونکہ جب بلحاظِ صفات ظاء کے مشابہ ادا کرنے سے روک دیا گیا تو پھر ظاء سے بدل کر اور اس کے مخرج سے ادا کرنے کی ہدایت اور اس تلفظ کی صحت خود بخود متحقق ہوگئی۔ اب ناظرین خواہ زیر بحث عبارت میں مشابہت کو ذاتی مشابہت پر محمول کر کے مذکورہ بالا وضاحت کو تسلیم کر لیں اور اس بات کو مان لیں کہ صاحب غایہ نے ضاد کو بلحاظِ صفات ظاء کے مشابہ ادا کرنے سے نہیں روکا بلکہ اس کے مخرج سے ادا کرنے سے منع کیا ہے اور خواہ صفتی اور صوتی مشابہت مراد لے کر روایت اور درایت دونوں ہی کی رو سے غلط مسلک کے قائل ہو جائیں۔

روایت کی رو سے تو اس لئے کہ یہ معنیٰ ان نقولِ متواترہ کے خلاف ہے جو تشابہ بین الضاد والظاء کے مثبت ہیں اور درایت کی رو سے اس لئے کہ یہ مطلب لینے سے نتیجہ یہ نکلے گا کہ اعسریت اور دشواری جس کو صاحب نہایہ نے بناء ٹھہرایا ہے، صحت ادا کا اہتمام کرنے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ ظاء وغیرہ کے مخرج سے نکالنے میں تو ہے اور اصلی مخرج سے نکالنے میں نہیں اور اس کا خلاف واقع ہونا ظاہر ہے۔ فافهم وتأمل

اس عبارت سے تشابہ بالدال کا جواز ثابت کرنا بالکل بے معنیٰ ہے

رہا یہ شبہ کہ فليحسن رعايتها... الخ کا مطلب یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ضاد کو ظاء اور ذال وغیرہ کے مشابہ ادا کرنے سے بچو اور دال کے مشابہ ادا کرو۔

سو جواب یہ ہے کہ اس مطلب کی صحت کا قلع وقمع بھی زیر بحث عبارت کے پہلے ہی فقرہ سے ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں صحت ادا کا اہتمام کرنے کی بناء "ضاد" کے مشکل ہونے کو قرار دیا گیا ہے اور یہ اوپر معلوم ہو ہی چکا ہے کہ اس میں جو دشواری ہے وہ خود اسی کے مخرج سے نکالنے میں ہے کسی دوسرے حرف کے مخرج سے نکالنے میں نہیں۔ لہٰذا صحت ادا کی تاکید کرنے سے مقصود بھی مخرج اصلی سے نکالنے ہی کی ہدایت کرنا ہے نہ کہ مشابہ بالدال ادا کرنے کی۔ کیونکہ دال کے تلفظ میں تو اصلاً کوئی دشواری ہے ہی نہیں کہ اسکے مشابہ ادا کرنے کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت پیش آئے۔ چنانچہ فاضل قندھاری رحمہ اللہ اپنی کتاب "دلیل القاری" میں لکھتے ہیں:

لو فرضنا أن حق أداء الضاد ما هو كالدال المفخمة كما هو شائع فى بلادنا يقدر عليه المبتدى فى أول بدءِهٖ بلا كلفة ولا يصعب ...الخ۔ (ص:۱۵، مطبوعہ حیدرآباد، دکن)

اور صاحب کشف الغطاء رحمہ اللہ "شعلہ" سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لوكان حق أداء الضاد المعجمة كالدال المهملة المطبقة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أو الدال الخالصة كما هو الرائج بين أكثر الناس من الخواص والعوام في زماننا۔ هذا يقدر عليه الشارع في أول الشروع ولا يتعسر على أحد۔ (ص:۱۵، مطبوعہ لاہور)

یعنی اگر بالفرض ضاد کا تلفظ دال مفخمہ مطبقہ یا دال مرققہ کے مانند ہو جیسا کہ ہمارے اس زمانہ میں بہت سے خاص و عام میں رائج ہو گیا ہے تو پھر اس تلفظ پر تو مبتدی پہلے ہی دن قادر ہو سکتا ہے اور اس میں قطعاً کوئی دشواری نہیں۔

خلاصہ یہ کہ نہایۃ البیان کی زیر بحث عبارت میں ضاد کو اسکے مخرج کے مشکل ہونے کی وجہ سے اصلی مخرج سے نکالنے کی اور ظاء، ذال اور زاء وغیرہ کے مخرجوں سے ادا ہو جانے سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے، نہ تو اس سے تشابہ بالظاء کی نفی نکلتی ہے اور نہ تشابہ بالدال کا ثبوت ہی فراہم ہوتا ہے۔ یہ بعینہٖ وہی صورت ہے جس کو صاحب نشر نے ان لفظوں میں بیان فرمایا ہے: فليحذر من قَلْبِهِ إلى الظاء ... واليعمل الرياضة یعنی قاری کو چاہیئے کہ وہ ضاد کو ظاء سے بدل کر پڑھنے سے پرہیز کرے اور اس کی صحت ادا کا پورا پورا اہتمام کرے۔ لہٰذا لئلا تكون مشابهة بالظاء سے یہاں مراد لئلا تكون مماثلة بالظاء یا مقلوبة إلى الظاء ہے۔

سابقہ عبارتوں میں "تشابہ" سے "صفتی تشابہ" اور یہاں اس سے "ذاتی تشابہ" مراد کیوں لی گئی ہے؟

سوال: اگر غایۃ البیان اور نوادر الاصول وغیرہ کی عبارتوں میں مشابہت سے مراد مثلیت اور عینیت لے سکتے ہیں بلکہ یہی مطلب لینا ضروری ہے، تو پھر ان عبارتوں کو جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اوپر اثباتِ تشابہ کے سلسلہ میں درج ہوئی ہیں اس معنیٰ میں کیوں نہیں لے سکتے؟

جواب: ان عبارتوں میں تو تشابہ بالظاء کی تصریح کی گئی ہے اور یہاں ضاد مشابہ بالظاء کو "ضادِ ضعیفہ" بتایا گیا ہے اور اس کے ادا ہو جانے کے اندیشہ سے اس کے صحیح تلفظ کی پوری پوری رعایت رکھنے کی تاکید کی گئی ہے تو اگر وہاں تشابہ کو ذاتی تشابہ پر محمول کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ علماء "ضاد" کو ظاء کے مخرج سے ادا کرنے کے قائل ہیں اور اسی تلفظ کو صحیح سمجھتے ہیں اور اگر یہاں ذاتی تشابہ پر محمول نہیں کرتے اور اس سے صفتی تشابہ مراد لیتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ جس تلفظ کی وہاں تصریح کی ہے یہاں اسی کو ضعیفہ اور مستہجنہ (ردی اور ناقص) بتایا ہے اور اس کے ادا ہو جانے کا اندیشہ ظاہر کیا ہے۔ اور یہ علماء کے اقوال میں ایک نہایت مذموم تضاد ہوگا۔ پس بالکل صاف اور بے غبار بات یہی ہے کہ جن عبارتوں میں تشابہ کی تصریح کی گئی ہے، اس سے مراد تو صفتی اور صوتی تشابہ ہے اور وہ مامور بہ ہے اور نوادر الأصول اور غایۃ البیان کی عبارتوں میں جس تشابہ کا ذکر ہے اس سے مراد ذاتی اور مخرجی تشابہ ہے اور وہ منہیٰ عنہ ہے۔ وَھٰذَا ھُوَ الْحق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دسویں دلیل اور اس پر تبصرہ

کشاف کی عبارت وإتقان الفصل بین الضاد والظاء واجب میں فصل سے مراد فصل از روئے مخرج ہے کہ نہ از روئے صفات

دسویں دلیل کے ضمن میں کشاف کی یہ عبارت پیش کی گئی ہے:

وإتقان الفصل بین الضاد والظاء: واجب. ومعرفة مخرجیهما مما لا بد منه للقارئ فإنّ أكثر العجم یفرّقون بین الحرفین وإن فرقوا ففرقا غیر صواب ... الخ

یعنی ضاد وظاء میں اچھی طرح جدائی کرنا اور ایک کو دوسرے سے ممتاز کر کے پڑھنا ضروری ہے اور ان دونوں کے مخرجوں کی معرفت ان امور میں سے ہے جن کا جاننا قاری کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ اکثر اعجام ان دو حرفوں میں فرق نہیں کرتے اور اگر کرتے بھی ہیں تو صحیح طور پر نہیں کرتے۔

اس سے انہوں نے بزعم خود یہ سمجھ لیا ہے کہ اس عبارت میں فصل سے مراد فصل از روئے صفات ہے اور صاحب کشاف نے ضاد کو بلحاظِ صفات ظاء کے مشابہ ادا کرنے سے روکا ہے، کیونکہ جب دو حرفوں میں بلحاظ صفات فصل ہوگا تو تشابہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا!!!

حالانکہ ایسا نہیں اور انہیں اس عبارت کا صحیح مفہوم سمجھنے میں بھی ٹھوکر لگی ہے، کیونکہ یہاں ”فصل“ سے مراد ”فصل از روئے مخرج“ ہے، از روئے صفات نہیں۔ چنانچہ خود اس عبارت میں بھی اس پر نہایت واضح قرینہ موجود ہے۔ اس لئے کہ صاحب کشاف نے ان دونوں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حرفوں میں پوری طرح فصل کرنے کو ضروری قرار دینے کے بعد ان کے مخرجوں کی معرفت کو بھی ضروری قرار دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ومعرفة مخرجيهما مما لا بد منه للقارئ پس اس فقرہ کے ہوتے ہوئے کسی بھی منصف مزاج کو یہ کہنے کا حق نہیں پہنچتا کہ اس عبارت میں "فصل" سے مراد فصل از روئے صفات ہے۔

فصل از روئے مخرج کے ہم بھی قائل ہیں اور نہ صرف قائل بلکہ مؤکد ہیں۔ چنانچہ ہم نے اسی مقالہ میں آگے چل کر اس چیز کو بڑی شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے کہ جس طرح ضاد کو بلحاظ صفات ظاء کے مشابہ ادا کرنا ضروری ہے، اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ ان دونوں میں سے ہر ایک کو خود اسی کے مخرج سے ادا کیا جائے اور ایک کو دوسرے کے مخرج سے ادا کرنا جائز نہیں۔ پس علامہ زمخشری نے یہاں مسئلہ کے اسی پہلو کو لیا ہے اور پھر اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ آگے اس بات کو تفصیل کے ساتھ بھی بیان فرما دیا ہے۔ جیسا کہ لکھتے ہیں:

... وهي أحد الأحرف الشجرية أخت الجيم والشين وأما الظاء فمخرجها من طرف اللسان وأصول الثنايا العليا، وهى أحد الأحرف اللثوية أخت الذال والثاء۔ (کشاف: ج ۳)

پس ضاد کو حروفِ شجریہ میں سے اور ظاء کو حروفِ لثویہ میں سے بتانا اس پر صراحۃً دلالت کرتا ہے کہ علامہ زمخشری نے اوپر جس فصل کی تاکید کی ہے اس سے مراد "فصل از روئے مخرج" ہی ہے، از روئے صفات نہیں۔ کیونکہ شجریہ اور لثویہ وغیرہ حروف کے یہ القاب مخرج ہی کے اعتبار سے ہیں، صفات کے اعتبار سے نہیں۔ اور اگر اس فصل سے مراد فصل بلحاظِ صفات ہوتا تو پھر صاحب کشاف ان دونوں حرفوں کا مخرج بیان نہ کرتے۔

فافهم وتأمل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیارھویں دلیل اور اس پر تبصرہ

شرح فقہ اکبر کی عبارت من یقرأ مکان الضاد ظاء میں ضاد کی جگہ خالص ظاء پڑھنے کا ذکر ہے، نہ کہ مشابہ بالظاء پڑھنے کا

گیارہویں دلیل کے ضمن میں شرح فقہ اکبر کی یہ عبارت پیش کی گئی ہے:

وفی المحیط سئل الإمام الفضلي عن من یقرأ الظاء المعجمة مکان الضاد المعجمة ... أو علی العکس فقال: لا یجوز إمامته، ولو تعمد یکفر۔

ترجمہ: "محیط" میں ہے کہ امام فضلی رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ جو شخص ضاد کی جگہ ظاء یا اس کے برعکس یعنی ظاء کی جگہ ضاد پڑھے، اس کا کیا حکم ہے تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ: ایسے شخص کی امامت جائز نہیں اور اگر وہ ایسا اعتقاداً کرے گا تو کافر ہو جائے گا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیچارے تشابہ کی حقیقت ہی نہیں سمجھے۔ انہوں نے تشابہ اور ابدال دونوں کو ایک ہی سمجھا ہے۔ حالانکہ ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ "ابدال" تو یہ ہے کہ ضاد کو ذاتاً وصفتاً یعنی بالکل ہی ظاء سے بدل دیا جائے اور "تشابہ" (جیسا کہ اس سے پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے) اس حقیقت کا نام ہے کہ ضاد کو صرف بلحاظِ صفاتؐ ہی ظاء کی طرح ادا کیا

اگرچہ یہ بات اس سے پہلے بھی اس کتاب میں متعدد بار بیان ہو چکی ہے لیکن چونکہ یہی وہ غلط فہمی ہے جس کی وجہ سے بہت سے لوگ مسئلہ زیر بحث کے سمجھنے اور اس کی حقیقت تک پہنچنے سے قاصر رہتے ہیں، اس لئے بار بار وضاحت کرنے کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے۔یعنی جس طرح ظاء پُر اور نرم ادا ہوتا ہے اسی طرح اس کو بھی پُر اور نرم ہی ادا کیا جائے، مگر نکالا جائے اس کو اپنے ہی مخرج (حافہ لسان اور اَضراس) سے۔

اب ناظرین خود ہی سوچیں اور غور فرمائیں کہ کیا اس عبارت میں کہیں تشابہ کا ذکر ہے اور کیا امام فضلی سے واقعی ان دونوں کے تشابہ ہی کے بارے میں سوال کیا گیا ہے؟

نہیں اور ہرگز نہیں! اس عبارت میں نہ تو تشابہ کا کہیں ذکر ہے اور نہ امام فضلی رحمہ اللہ سے یہ بات ہی دریافت کی گئی ہے۔ سائل تو ان سے یہ پوچھ رہا ہے کہ ضاد کو ظاء کی جگہ، یا ظاء کو ضاد کی جگہ پڑھنے کا کیا حکم ہے۔ یہاں سوال مشابہت کے بارے میں نہیں پوچھا جارہا بلکہ "عینیت اور ابدال" کے بارے میں پوچھا جارہا ہے۔ جیسا کہ پیش کردہ عبارت کے الفاظ سے ظاہر ہے کیونکہ اس میں من یقرأ الظاء مکان الضاد کے الفاظ ہیں نہ کہ من یقرأ الضاد شبه الظاء کے، اور لفظ "مکان" کو تشابہ کے معنیٰ میں لینا لغت کے ساتھ سراسر ناانصافی ہے اور ابدال کے ناجائز ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔ یہ بلاشبہ اسی طرح ناجائز ہے جس طرح ضاد کو دال وغیرہ سے بدل کر پڑھنا ناجائز ہے اور جو شخص بالقصد ایسا کرے اس کی امامت کے ناجائز ہونے میں بھی کوئی تردّد نہیں اور اگر کوئی شخص اعتقاداً ہی ضاد وظاء میں فرق کا قائل نہیں اور اس کا خیال یہ ہے کہ یہ دو حرف نہیں ہیں بلکہ ایک ہی حرف ہے اور ضاد معجمہ کے وجود ہی کا انکار کرتا ہے تو ایسے شخص کی تکفیر ضروری ہوگی کیونکہ وہ قرآن کے ایک حرف کا منکر ہوگا اور یہ یقیناً مستوجب کفر ہے۔

حضرت علامہ انور شاہ صاحب کاشمیری رحمہ اللہ کا فیصلہ

چنانچہ حضرت مولانا میرک شاہ صاحب (سابق معین مفتی دارالعلوم دیوبند واستاذ الحدیث اورینٹل کالج لاہور) نے شرح فقہ اکبر کی اسی عبارت کے متعلق اپنے ایک قلمی مضمون میں مندرجہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اگر نہ ہو سکے تو بحالت معذوری دال پُر کی صورت سے بھی نماز ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(منقول از فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ دہلی حصہ دوم صفحہ ۱۱۲ و ۱۱۳)

اس فتویٰ سے مشابہ بالظاء کی نفی یا بالقصد مشابہ بالدال پڑھنے کا جواز ثابت کرنا کوتاہ فہمی ہے

تفصیلی تبصرہ: ناظرین باتمکین غور فرمائیں اور سوچیں کہ کیا اس فتویٰ سے واقعی یہی نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ حضرت رحمہ اللہ نے ضاد کو ظاء کے مشابہ ادا کرنے کو غلط اور دال کے مشابہ پڑھنے کو صحیح فرمایا ہے، یا یہ نتیجہ اخذ کرنا اس فتویٰ سے استدلال کرنے والوں کے فہم کا قصور ہے۔ اگر واقعی حضرت رحمہ اللہ کا مسلک اور آپ کی تحقیق یہی ہوتی کہ "ضاد" ظاء کے مشابہ نہیں بلکہ دال کے مشابہ ہے تو پھر جواب کے الفاظ یہ نہ ہوتے جو اَب ہیں، بلکہ اس طرح ارشاد فرماتے کہ: گو اردو گفتگو میں وضو اور ضیاء الدین ہی بولے جاتے ہیں لیکن قرآن مجید میں اَلْمَغْضُوْبِ کو اَلْمَغْدُوْبِ اور وَلَا الضَّآلِّيْنَ کو وَلَا الدَّوَالِّيْنَ ہی پڑھنا چاہیئے کیونکہ عربی ادا میں ضاد کا صحیح تلفظ دال پُر کی طرح ہے !!!

مگر یہاں معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے کہ پہلے تو آپ نے حرف کی صحیح حقیقت بیان فرمائی، پھر اس کو اصلی مخرج سے ادا کرنے کو واجب قرار دیا اور پھر آخر میں مجبوری کی حالت کا حکم بتایا کہ اگر ضاد اپنے مخرج سے ادا نہ ہو سکے تو بحالت معذوری دال پُر کی صورت سے بھی نماز ہو جائے گی۔

کیا یہ ناسمجھی بلکہ ناانصافی نہیں کہ جس ادا کو حضرت رحمہ اللہ نے واجب فرمایا ہے یعنی "ضاد کو اس کے اصلی مخرج سے ادا کرنا" اس کو تو اہمیت دی نہ جائے اور جس تلفظ پر آپ نے

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجبوری اور معذوری کی حالت میں صحت نماز کا حکم لگایا ہے اس کو حرف کی صحیح ادا سمجھ لیا جائے، اگر حضرت رحمہ اللہ کے نزدیک ضاد کا صحیح تلفظ مشابہ بالدال ہی ہوتا تو پھر اس کے جواز کو آپ معذوری کی حالت کے ساتھ مختص نہ فرماتے۔ کسی ادا اور تلفظ کو صرف بحالت عذر جائز بتانا یہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس حرف کا اصلی اور حقیقی تلفظ نہیں، ورنہ صرف معذوری کی حالت میں اجازت دینے کے کیا معنیٰ۔

اگر کوئی مفتی کسی ایسے بیمار کے حق میں جو بوجہ شدتِ مرض کے قیام پر قادر نہ ہو، یہ فتویٰ دے کہ اس شخص کے لئے بوجہ معذوری بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے تو کیا اس سے یہ نتیجہ نکالنا صحیح ہوگا کہ "قیام" نماز کا رکن ہی نہیں اور قعود ہی ضروری ہے۔ ظاہر ہے کہ کوئی عاقل بھی اس کو صحیح نہیں کہے گا۔ بس یہاں بھی بالکل یہی صورت حال ہے کہ اگر باوجود سعی و بلیغ کے بھی کسی سے ضاد اپنے مخرج سے ادا نہیں ہوتا اور دال پُر کی طرح ادا ہوتا ہے تو چونکہ وہ معذور ہے اس لئے خاص اسکے لئے اسی تلفظ پر صحت نماز کا حکم کر دیا جائے گا۔ جیسا کہ حضرت رحمہ اللہ کے فتویٰ سے ظاہر ہے۔ مگر قصداً اور عمداً اس طرح ادا کرنا یہ صرف ناجائز ہی نہیں بلکہ گستاخی اور بے ادبی بھی ہے۔ جیسا کہ خود حضرت رحمہ اللہ نے بھی اپنے دوسرے فتویٰ میں فرمایا ہے اور پھر جیسا کہ جواب سے ظاہر ہے کہ حضرت رحمہ اللہ نے یہ فتویٰ صرف صحت نماز ہی کے بارے میں صادر فرمایا ہے، صحت تلفظ کے بارے میں ارشاد نہیں فرمایا، اس لئے اس سے تلفظ کی صحت پر استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص سے بوجہ معذوری ضاد اپنے اصلی مخرج سے ادا نہیں ہو پاتا اور اس کے بجائے دال پُر کی طرح ادا ہوتا ہے تو اس کی نماز کو تو صحیح کہا جا سکتا ہے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس حرف کا تلفظ ہی یہی ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص سے قاف اپنے اصلی مخرج سے ادا نہیں ہوتا بلکہ سعی بلیغ کے بعد بھی اس سے بجائے قاف کے کاف ہی ادا ہوتا ہے تو مفتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس عذر کی وجہ سے اس کی نماز پر تو صحت کا حکم لگا دے گا لیکن یہ فتویٰ ہرگز صادر نہیں کرے گا کہ قاف کا تلفظ ہی یہ ہے کہ اس کو کاف کی طرح ادا کیا جائے۔ خوب سمجھ لیجئے!

پھر یہ کہ صحت نماز کا جو حکم کیا ہے تو اس کی وجہ بھی عموم بلویٰ ہے۔ کیونکہ عوام جو ضاد کے صحیح تلفظ پر قادر نہیں، اگر اس غلط تلفظ کی وجہ سے ان کی نمازوں پر عدم صحت کا حکم لگایا جائے گا تو اس سے ان کیلئے بہت مشکل ہو جائے گی۔ کیونکہ اس غلطی میں اکثر عوام مبتلا ہیں۔ پس حضرت رحمہ اللہ کا یہ فتویٰ صرف نماز ہی کے بارے میں ہے اور وہ بھی معذورین کے لئے، صحیح خواں کے لئے ہرگز نہیں، اس کے لئے ضاد کو خود اسی کے مخرج سے ادا کرنا واجب ہے جیسا کہ حضرت رحمہ اللہ نے خود بھی اپنے فتویٰ میں یہ فرمایا ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ اگر ضاد کو اس کے اصلی مخرج سے تمام صفات کی رعایت رکھتے ہوئے ادا کیا جائے گا تو اس کا تلفظ دال پُر کے مشابہ ہو ہی نہیں سکتا بلکہ لازماً ظاء کے مشابہ ہی ہوگا۔ لہٰذا اس فتویٰ سے مشابہ بالظاء کی نفی یا بالقصد مشابہ بالدال پڑھنے کا جواز ثابت کرنا کوتاہ فہمی ہے۔

پھر یہ کہ ان فتووں میں جس دال کا ذکر ہے اس سے مراد وہ دال ہے بھی نہیں جو اگلے دانتوں سے واؤ کی آمیزش سے ادا ہوتی ہے بلکہ اس سے مراد "ضاد ضعیفہ" ہے جیسا کہ دوسرے فتویٰ کی شرح کے ضمن میں اس کی وضاحت آ رہی ہے۔

دوسرا استفتاء اور اس کا جواب

سوال: گزارش یہ ہے کہ میں تجوید سے واقف ہوں اور قراءۃ سیکھی ہے تو جو لوگ معذور بھی نہیں ہیں اور قراءۃ کے مخارجِ حروف کی جانب ان کا خیال ہی نہیں تو ایسے شخصوں کے پیچھے نماز ہوگی یا نہ۔ اور میری نماز یا قاری کامل کی نماز ایسے شخصوں کے پیچھے ہو جاوے گی یا نہیں۔ یا ترک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جماعت کی جاوے اور اعادۂ نماز ہر وقت نہایت مشکل ہے۔ کیونکہ عام طور سے ضاد کو مشابہ بالدال ہی پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دال نہیں پڑھی بلکہ ایک مخرج علیحدہ ادا کیا ہے۔ دیگر حرفوں کا فرق کرنا اس سے آسان ہے۔

الجواب: دال، ظاء، ضاد کے حرف جداگانہ اور مخارج جداگانہ ہونے میں تو شک نہیں ہے اور اس میں بھی شک نہیں ہے کہ قصداً کسی حرف کو دوسرے مخارج سے ادا کرنا سخت بے ادبی اور بسا اوقات باعث فسادِ نماز ہے۔ مگر جو لوگ معذور ہیں اور ان سے یہ لفظ اپنے مخرج سے ادا نہیں ہوتا اور وہ حتی الوسع کوشش کرتے رہتے ہیں ان کی نماز بھی درست ہے اور دال پُر ظاہر ہے کہ خود کوئی حرف نہیں بلکہ ضاد ہی ہے (جو) اپنے مخرج سے پورے طور پر ادا نہیں ہوا تو جو شخص دالِ خالص یا ظاء خالص عمداً پڑھے، اسکے پیچھے تو نماز نہ پڑھیں مگر جو شخص دال پُر کی آواز میں پڑھتا ہے آپ اسکے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۰۷)

اس فتویٰ میں تقابل خالص ظاء اور ضاد ضعیفہ کا ہے نہ کہ مشابہ بالظاء اور دال مخلوط بالواؤ کا

اس فتویٰ کے ابتدائی حصہ کی وضاحت کی توچنداں ضرورت نہیں، وہ بالکل واضح اور عیاں ہے۔ اس لئے کہ ضاد، ظاء اور دال تینوں کا الگ الگ اور مستقل حرف ہونا، بالقصد کسی حرف کو دوسرے حرف کے مخرج سے ادا کرنے کا غلط ہونا اور ایسے ہی وہ معذور جو حرف کو صحیح ادا کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اس کی نماز کا درست ہونا، یہ تینوں باتیں مسلّمات میں سے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس عذر کی وجہ سے اس کی نماز پر تو صحت کا حکم لگا دے گا لیکن یہ فتویٰ ہرگز صادر نہیں کرے گا کہ قاف کا تلفظ ہی یہ ہے کہ اس کو کاف کی طرح ادا کیا جائے۔ خوب سمجھ لیجئے!

پھر یہ کہ صحت نماز کا جو حکم کیا ہے تو اس کی وجہ بھی عموم بلوئی ہے۔ کیونکہ عوام جو ضاد کے صحیح تلفظ پر قادر نہیں، اگر اس غلط تلفظ کی وجہ سے ان کی نمازوں پر عدم صحت کا حکم لگایا جائے گا تو اس سے ان کیلئے بہت مشکل ہو جائے گی۔ کیونکہ اس غلطی میں اکثر عوام مبتلا ہیں۔ پس حضرت رحمہ اللہ کا یہ فتویٰ صرف نماز ہی کے بارے میں ہے اور وہ بھی معذورین کے لئے، صحیح خواں کے لئے ہرگز نہیں، اس کے لئے ضاد کو خود اسی کے مخرج سے ادا کرنا واجب ہے جیسا کہ حضرت رحمہ اللہ نے خود بھی اپنے فتویٰ میں یہ فرمایا ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ اگر ضاد کو اس کے اصلی مخرج سے تمام صفات کی رعایت رکھتے ہوئے ادا کیا جائے گا تو اس کا تلفظ دال پُر کے مشابہ ہو ہی نہیں سکتا بلکہ لازماً ظاء کے مشابہ ہی ہوگا۔ لہٰذا اس فتویٰ سے مشابہ بالظاء کی نفی یا بالقصد مشابہ بالدال پڑھنے کا جواز ثابت کرنا کوتاہ فہمی ہے۔

پھر یہ کہ ان فتووں میں جس دال کا ذکر ہے اس سے مراد وہ دال ہے بھی نہیں جو اگلے دانتوں سے واؤ کی آمیزش سے ادا ہوتی ہے بلکہ اس سے مراد "ضاد ضعیفہ" ہے جیسا کہ دوسرے فتویٰ کی شرح کے ضمن میں اس کی وضاحت آرہی ہے۔

دوسرا استفتاء اور اس کا جواب

سوال: گزارش یہ ہے کہ میں تجوید سے واقف ہوں اور قراءۃ سیکھی ہے تو جو لوگ معذور بھی نہیں ہیں اور قراءۃ کے مخارجِ حروف کی جانب ان کا خیال ہی نہیں تو ایسے شخصوں کے پیچھے نماز ہوگی یا نہ۔ اور میری نماز یا قاری کامل کی نماز ایسے شخصوں کے پیچھے ہو جاوے گی یا نہیں۔ یا ترک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جماعت کی جاوے اور اعادۂ نماز ہر وقت نہایت مشکل ہے۔ کیونکہ عام طور سے ضاد کو مشابہ بالدال ہی پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دال نہیں پڑھی بلکہ ایک مخرج علیحدہ ادا کیا ہے۔ دیگر حرفوں کا فرق کرنا اس سے آسان ہے۔

الجواب: دال، ظاء، ضاد کے حرف جداگانہ اور مخارج جداگانہ ہونے میں تو شک نہیں ہے اور اس میں بھی شک نہیں ہے کہ قصداً کسی حرف کو دوسرے مخارج سے ادا کرنا سخت بے ادبی اور بسا اوقات باعث فسادِ نماز ہے۔ مگر جو لوگ معذور ہیں اور ان سے یہ لفظ اپنے مخرج سے ادا نہیں ہوتا اور وہ حتی الوسع کوشش کرتے رہتے ہیں ان کی نماز بھی درست ہے اور دال پُر ظاہر ہے کہ خود کوئی حرف نہیں بلکہ ضاد ہی ہے (جو) اپنے مخرج سے پورے طور پر ادا نہیں ہوا تو جو شخص دالِ خالص یا ظاء خالص عمداً پڑھے، اسکے پیچھے تو نماز نہ پڑھیں مگر جو شخص دال پُر کی آواز میں پڑھتا ہے آپ اسکے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۰۷)

اس فتویٰ میں تقابل خالص ظاء اور ضاد ضعیفہ کا ہے نہ کہ مشابہ بالظاء اور دال مخلوط بالواؤ کا

اس فتویٰ کے ابتدائی حصہ کی وضاحت کی توچنداں ضرورت نہیں، وہ بالکل واضح اور عیاں ہے۔ اس لئے کہ ضاد، ظاء اور دال تینوں کا الگ الگ اور مستقل حرف ہونا، بالقصد کسی حرف کو دوسرے حرف کے مخرج سے ادا کرنے کا غلط ہونا اور ایسے ہی وہ معذور جو حرف کو صحیح ادا کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اس کی نماز کا درست ہونا، یہ تینوں باتیں مسلّمات میں سے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البتہ اس فتویٰ کا آخری حصہ یعنی یہ کہ : [جو شخص دالِ خالص یا ظاء خالص عمداً پڑھے اسکے پیچھے تو نماز نہ پڑھیں، مگر جو شخص دال پُر کی آواز میں پڑھتا ہے آپ اس کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں] یہ ضرور قابل وضاحت ہے، کیونکہ یہی وہ فقرہ ہے جس سے ان لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ حضرت رحمہ اللہ نے ضاد کے مشابہ بالظاء ادا کرنے کو غلط اور مشابہ بالدال پڑھنے کو صحیح فرمایا ہے۔ حالانکہ ایسا سمجھنا خود انہیں کی کوتاہ فہمی ہے۔ ورنہ حضرت رحمہ اللہ کے کلام سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا۔ اس فقرہ کو بار بار پڑھیئے اور سوچیے کہ کیا اس میں کہیں مشابہ بالظاء کے الفاظ ہیں ؟ نہیں اور ہرگز نہیں ! یہاں تو تقابل خالص ظاء اور مشابہ بالدال کا ہے۔ اور خالص ظاء اور مشابہ ظاء میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ خالص ظاء تو یہ ہے کہ ''ضاد کو ظاء ہی کے مخرج سے ادا کیا جائے اور اس سے بدل کر پڑھا جائے'' یہ یقیناً غلط اور نادرست ہے اور مشابہ بالظاء کا مطلب یہ ہے کہ ''ضاد کو ادا تو خود ضاد ہی کے مخرج سے کیا جائے البتہ اس میں صفات وہی ادا کی جائیں جو ظاء میں ادا کی جاتی ہیں جس کی وجہ سے اس کا تلفظ ظاء کے تلفظ کے مشابہ ہو جائے گا'' علمائے تجوید اسی کے قائل ہیں اور اسی کو ضروری قرار دیتے ہیں۔

پھر یہ کہ یہاں جس تلفظ کو حضرت اقدس رحمہ اللہ نے مشابہ بالدال سے تعبیر فرمایا ہے اس سے مراد وہ دال ہے بھی نہیں جو دال کے مخرج سے واؤ کی آمیزش کے ساتھ ادا ہو جو بہت ہی عامی قسم کے لوگوں کا تلفظ ہے بلکہ اس سے مراد وہ ضاد ہے جو اصلی مخرج سے ادا ہونے کے بجائے انیاب اور رباعیات سے ادا ہو جس کو ضاد ضعیفہ کہتے ہیں۔ جیسا کہ خود حضرت رحمہ اللہ نے بھی فرمایا ہے : ''اور دال پُر ظاہر ہے کہ خود کوئی حرف نہیں بلکہ ضاد ہی ہے جو اپنے مخرج سے ادا نہیں ہوا۔''

علاوہ ازیں یہاں مشابہ بالدال سے ضاد ضعیفہ کے مراد ہونے پر ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ حضرت رحمہ اللہ نے خالص دال پڑھنے والے کے پیچھے تو اقتداء کرنے سے منع فرمایا ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشابہ بالدال پڑھنے والے کے پیچھے اجازت دے دی ہے تو اگر یہاں مشابہ بالدال سے دال مخلوط بالواؤ مراد لیں گے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ دال صیحہ کے پڑھنے سے تو نماز نہ ہو اور دال مخترع پڑھنے سے ہو جائے۔ وھذا بدیہ البطلان

لہٰذا یہ بات یقینی ہے کہ مشابہ بالدال سے حضرت کی مراد ضاد ضعیفہ ہی ہے۔ پس حضرت کے کلام کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص عمداً خالص دال یا خالص ظاء پڑھے اس کے پیچھے تو اقتداء نہ کی جائے اور جو مشابہ بالدال پڑھتا ہے یعنی ضاد ضعیفہ ادا کرتا ہے اس کے پیچھے کرلی جائے۔ اور گو یہ چیز بھی دل کو کھٹکتی ہے اس لئے کہ ظاء ایک فصیح حرف ہے اور ضاد ضعیفہ غیر فصیح، اور یہ باعث خلجان ہے کہ صحیح اور فصیح حرف کے پڑھنے سے تو نماز نہ ہو اور غیر فصیح کے پڑھنے سے ہو جائے۔ لیکن حضرت کا یہ فتویٰ گہرے فکر اور بالغ نظری پر مبنی ہے کیونکہ جو شخص ضاد ضعیفہ ادا کرتا ہے اس کی نیت دراصل ضاد فصیحہ ہی کے ادا کرنے کی ہوتی ہے مگر قدرت نہ ہونے کی وجہ سے مخرج پر زبان نہیں لگ پاتی اور بجائے اضراس کے انیاب اور رباعیات پر لگ جاتی ہے اس لئے بجائے ضاد فصیحہ کے ضاد ضعیفہ ادا ہو جاتا ہے جیسا کہ سیرافی نے کہا ہے۔ بخلاف اس شخص کے جو ضاد کو خالص ظاء یا خالص دال پڑھتا ہے اس کی نیت ہی ضاد کو اصلی مخرج سے ادا کرنے کی نہیں ہوتی بلکہ ان ہی حرفوں کے مخرجوں سے ادا کرنے کی ہوتی ہے۔ کیونکہ ان حرفوں کے مخرج پر زبان بالعموم قصد و اختیار ہی سے لگتی ہے اور ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ ادا تو ضاد کرنا چاہیں اور زبان ظاء یا دال کے مخرج پر لگ جائے۔ کیونکہ یہ دونوں بھی مستقل حرف ہیں، اس لئے ان کے مخرج پر زبان خود انہی کی ادائیگی کے وقت لگنے کی عادی ہوتی ہے۔

www.kitabosunnat.com

پس اسی قصد و عذر اور اختیار و اضطرار کے فرق ہی کی وجہ سے حضرت رحمہ اللہ نے خالص دال اور خالص ظاء پڑھنے والے کی اقتداء کو تو ناجائز اور ضاد ضعیفہ پڑھنے والے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اقتداء کو جائز فرمایا ہے۔ چنانچہ خود حضرت اقدس رحمہ اللہ کے کلام میں بھی اس فرق کی طرف اشارہ موجود ہے۔ کیونکہ آپ نے خالص دال اور خالص ظاء کے ساتھ عمداً کی قید لگائی ہے اور مشابہ بالدال کے ساتھ یہ قید نہیں لگائی۔ جس کا مطلب یہی ہے کہ ضاد ضعیفہ عذر ہی کی وجہ سے ادا ہوتا ہے، قصد واختیار سے نہیں ہوتا۔

پس پیش کردہ فتویٰ میں تقابل خالص ظاء اور ضاد ضعیفہ کا ہے، نہ کہ مشابہ بالظاء اور اس دال کا جو دال کے مخرج سے واؤ کی آمیزش کے ساتھ ادا ہو جیسا کہ عامۃ الناس ادا کرتے ہیں۔ لہٰذا اس سے یہ سمجھنا کہ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے نزدیک ضاد کا تلفظ مشابہ بالدال ہے، یہ سراسر ناسمجھی اور کوتاہ فہمی ہے۔ محققین کے کلام کو سمجھنے کے لئے نظر بھی تحقیقی ہی ہونی چاہیئے۔

تیسرا استفتاء اور اس کا جواب

سوال: قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ: حرفِ ضاد کو مشابہ بالدال وظاء نہ پڑھے ورنہ نماز نہ ہوگی۔ کیونکہ نماز میں قرآن کا صحیح پڑھنا فرض ہے۔ لہٰذا ہر ایک شخص کو مخرج سے ادا کرنے کی ہر حرف کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر کوشش کرتا ہے اور تب بھی پورا حرف صحیح نہ ادا ہو تو اس میں مواخذہ دار نہ ہوگا۔ اگر بلاسعی مشابہ بالدال وظاء پڑھے گا تو معنیٰ میں فرق آوے گا۔

لہٰذا اس تحریر میں حضور کیا فرماتے ہیں اور جو شخص کہ قاری ہو یا علم قراءات سیکھتا ہو تو وہ شخص کہ مشابہ بالدال وظاء پڑھے اس کے پیچھے اس کی نماز ہوگی یا نہیں، یا یہ اپنی نماز لوٹاوے۔ یہ میں نے بھی دیکھا ہے کہ اگر حرف ضاد کو مخرج سے ادا کرے تو ہرگز مشابہ بالدال نہیں نکلتا، مشابہ بالظاء ادا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے۔ اور باوجودیکہ یہ حرف "شفت" میں سے نہیں ہے مگر ہونٹ ملتے ہیں اور زبان وہاں سے ہٹتی ہے تب مشابہ بالدال نکلتا ہے۔ اصل مخرج سے مشابہ بالظاء مع تمامی شرائط کے ادا ہوتا ہے۔ (قیاساً انتہیٰ بلفظ السائل)

الجواب: یہ قول قاری صاحب کا درست ہے کہ جو شخص باوجود قدرت کے ضاد کو ضاد کے مخرج سے ادا نہ کرے وہ گنہگار بھی ہے۔ اور اگر دوسرا لفظ بدل جانے سے معنیٰ بدل گئے تو نماز بھی نہ ہوگی اور اگر باوجود کوشش وسعی ضاد اپنے مخرج سے ادا نہیں ہوتا تو معذور ہے، اس کی نماز ہو جاتی ہے اور جو شخص خود صحیح پڑھنے کا قادر ہے ایسے معذور کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے، مگر جو شخص قصداً خالص دال یا ظاء پڑھے اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی۔ فقط

رشید احمد گنگوہی عفا اللہ عنہ

اس فتویٰ میں ضاد کو اس کے اصلی مخرج سے ادا نہ کرنے کا حکم مذکور ہے اور غلط بھی اسی کو کہا گیا ہے نہ کہ مشابہ بالظاء ادا کرنے کو، کیونکہ مشابہ بالظاء تو کہتے ہی اس ضاد کو ہیں جو مخرج اصلی سے ادا ہو

تفصیلی تبصرہ: اس سوال کو دیکھ کر اگرچہ بادی النظر میں ذہن اس طرف منتقل ہوتا ہے کہ حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب کے کلام میں مشابہ بالظاء اور مشابہ بالدال اپنے عام معنیٰ میں ہے اور سائل نے بھی حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سے صفتی اور صوتی مشابہت ہی کا حکم دریافت کیا ہے، لیکن حقیقت یہ نہیں بلکہ اصل یہ ہے کہ حضرت قاری صاحب کے اس کلام میں مشابہ ظاء سے مراد عین ظاء اور خالص ظاء ہے اور سائل نے بھی حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سے ابدال بالظاء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہی کا حکم دریافت کیا ہے نہ کہ مشابہ ظاء کا۔ چنانچہ سائل نے حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کا جو یہ فقرہ نقل کیا ہے : [لہٰذا ہر ایک شخص کو مخرج سے ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے] صاف بتا رہا ہے کہ سوال میں مشابہ بالظاء سے مراد عین ظاء ہے جب ہی تو مخرج سے ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے، ورنہ مشابہ ظاء ادا کرنے کی صورت میں تو ضاد اپنے مخرج سے ادا ہوتا ہی ہے، پھر تاکید کرنے کے کیا معنیٰ؟ اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے جو جواب ارشاد فرمایا ہے اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ سائل نے سوال "عینیت" ہی کے بارے میں پوچھا ہے، "مشابہت" کے بارے میں نہیں پوچھا۔ کیونکہ آپ نے جواب میں خالص ظاء اور خالص دال ہی کی تغلیط فرمائی ہے مشابہ بالظاء کا ذکر تک نہیں کیا۔ جیسا کہ فرمایا: "یہ قول قاری صاحب کا درست ہے کہ جو شخص باوجود قدرت کے ضاد کو ضاد کے مخرج سے ادا نہ کرے وہ گنہگار بھی ہے ...... الخ"۔ اور پھر جواب کے آخر میں فرمایا کہ: "جو شخص قصداً خالص دال یا ظاء پڑھے اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی"۔ پس اس سے یہ معلوم ہوا کہ سوال میں مشابہ بالظاء اور مشابہ بالدال سے مراد خالص ظاء اور خالص دال ہی ہے جب ہی تو آپ نے جواب میں خالص ظاء اور خالص دال کا حکم بیان فرمایا ہے۔

پھر یہ کہ سائل نے سوال مشابہ بالدال اور مشابہ بالظاء دونوں ہی کے بارے میں پوچھا ہے تو اگر اس فتویٰ کی رو سے مشابہ بالظاء کو غلَط کہیں گے تو پھر مشابہ بالدال کو بھی غلَط ہی کہنا پڑے گا۔ حالانکہ ان فتووں کو پیش کرنے والے اس کو جائز بلکہ ضروری سمجھتے ہیں۔ لہٰذا حق یہی ہے کہ سوال میں مشابہت سے مراد "عینیت" ہے اور اس کے غلَط ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔ علمائے تجوید "مشابہت" ہی کے قائل ہیں عینیت کے نہیں۔ اور ہم ابھی اوپر فتویٰ نمبر۲ کی شرح کے ضمن میں کہہ چکے ہیں کہ مشابہت اور عینیت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

رہا یہ سوال کہ حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب رحمہ اللہ نے بجائے خالص ظاء کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشابہ بالظاء کا عنوان کیوں اختیار فرمایا؟ تو جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت رحمہ اللہ کے زمانے میں بعض لوگ اس بارے میں غلو کرنے لگ گئے تھے اور مشابہت کی آڑ لے کر عین ظاء کو بھی جائز قرار دینے لگ گئے تھے، اس لئے موصوف نے "ہمرنگش گیرتا بہ تپ راضی شود" کے نفسیاتی اصول کو سامنے رکھ کر اپنے رسالہ میں بعض موقعوں پر سرے سے لفظ مشابہت ہی کی تردید فرمادی ہے تاکہ نہ مشابہت کا لفظ بولا جائے اور نہ کج فہم اس سے عینیت پر استدلال کریں۔ لیکن پھر اس کے بعد ہی حرف کو مخرج سے نکالنے کی تاکید فرما کر یہ بات بھی سمجھادی کہ مشابہت سے ہماری مراد ذاتی مشابہت ہے نہ کہ صفتی۔ اور ناجائز بھی ذاتی مشابہت ہی ہے صفتی نہیں۔ اور اگر صفتی مشابہت مراد ہوتی تو پھر مخرج کی اہمیت بیان نہ فرماتے بلکہ صفات کے تمایز کی تاکید فرماتے۔ مگر صفتی تغایر چونکہ تھا ہی نہیں، اس لئے اس کی تاکید فرمانے کی بھی ضرورت نہیں سمجھی۔

حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے کلام کی اس نہایت واضح اور صحیح شرح کے سامنے آجانے کے بعد بھی اگر کوئی شخص یہی سمجھے کہ ان حضرات نے ضاد کو مشابہ بالظاء ادا کرنے سے منع فرمایا ہے تو یہ قصور خود اس کی سمجھ کا ہے، وہ دونوں حضرات اس سے بری ہیں۔ هذا ما عندی والعلم عند الله

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیرھویں دلیل اور اس پر تبصرہ

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ کے فتویٰ سے بھی ان لوگوں کو سہارا نہیں مل سکتا

اسی سلسلہ میں یہ لوگ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ مفتی اعظم دار العلوم دیوبند کا مندرجہ ذیل فتویٰ بھی پیش کرتے ہیں:

الجواب: در این مسئله از امام ابو حنیفه رحمہ اللہ چیزی منقول نیست، چرا که این مسئله فن تجوید است نه مسئله فقه۔ پس در این باره آنچه از قراء مشق کرده باشد۔ عمل کند وحرف ضاد را از مخرج آن حتی الوسع ادا نماید۔ و آنچه از قراء وعلمای عرب وعلمای حرمین شریفین مسموع می شود۔ ضاد را مشبه الصوت بالدال المهملة المفخمة می خوانند، تغلیط آن همه علماء وقراء هم هم سهل نیست فهم روبکار آورده عمل کند۔

والسلام علی من اتبع الهدی۔ فقط والله سبحانه و تعالی اعلم

کتبہ: عزیز الرحمٰن عفی عنہ دار العلوم دیوبند (عزیز الفتاویٰ، جلد ایک)

یعنی اس مسئلہ کے بارے میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے کچھ منقول نہیں اسلئے کہ یہ مسئلہ علم تجوید کا ہے، لہٰذا اس بارے میں جس طرح قراء سے مشق کی ہو اس کے موافق عمل کرنا چاہیئے اور ضاد کو حتی الامکان اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخرج سے ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور قرائے عرب اور علمائے حرمین شریفین سے جو سننے میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ حضرات ضاد کو دال مہملہ مفخمہ کی آواز میں پڑھتے ہیں اور ان سب کی تغلیط بھی آسان نہیں۔ سمجھ سے کام لے کر عمل کیا جائے اور ہدایت کی اتباع کرنے والے پر سلام ہو۔

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا

اگرچہ قائلین بالدال کے لئے اس فتویٰ میں بظاہر تنکے کا سہارا موجود ہے، کیونکہ اس میں مشبہ الصوت بالدال کے الفاظ صراحۃً موجود ہیں اور اس کو قرائے عرب اور علمائے حرمین شریفین کا تلفظ بتایا گیا ہے، لیکن بہ نظر غائر دیکھنے والا شخص اس سے متاثر نہیں ہو سکتا اور نہ اس غلط اور خلافِ تحقیق تلفظ ہی کو اس فتویٰ سے کوئی سہارا مل سکتا ہے۔ اس فتویٰ کے ایک ایک فقرہ کو سامنے رکھئے اور غور فرمائیے کہ اس سے ان لوگوں کو کہاں تک سہارا ملتا ہے۔

سب سے پہلے آپ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کا یہ ارشاد ہی سامنے رکھیئے کہ: در این مسئلہ از امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ چیزی منقول نیست۔ چرا کہ این مسئلہ فن تجوید است نہ فقہ۔

مسئلہ زیر بحث کا اہم گوشہ

صرف یہ ایک فقرہ ہی ایسا ہے جس سے مسئلہ زیر بحث کا ایک اہم پہلو حل ہو جاتا ہے، اور وہ یہ ہے کہ حرفِ ضاد کے تلفظ کا مسئلہ ان مسائل میں سے نہیں جن کا حل صرف ایک فقیہ ہی کی تحقیق کی روشنی میں مل سکتا ہے بلکہ یہ ان مسائل میں سے ہے جن کی صحت و عدم صحت کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مدار علمائے تجوید کے فیصلہ اور انہی کی تحقیق پر ہے۔ اور پھر حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے اس حقیقت کے اعتراف پر ہی اکتفا نہیں فرمایا بلکہ تصحیح حرف کا طریقہ بھی بتا دیا جیسا کہ فرماتے ہیں: در این باره آنچه از قراء مشق کرده باشد عمل کند وحرف ضاد را از مخرج آن حتی الوسع ادا نماید۔ اور یہ بات اس کتاب میں بڑی تفصیل کے ساتھ بیان ہو چکی ہے کہ ضاد کا مخرج اور اس کی صفات ذاتیہ کیا ہیں اور قرائے مجودین کا اس بارے میں کیا مسلک اور کیا تعامل ہے۔ علاوہ محققین متقدمین کے دورِ حاضر اور اس سے کچھ ہی پہلے کے علمائے حرمین شریفین کی تحقیق اور ان کا تعامل بھی بیان ہو چکا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ضاد کو اس کے مخرج سے تمام صفات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ادا کیا جائے تو اس کی آواز حتمی طور پر ظا ہی آواز کے مشابہ ہوگی، دال کے مشابہ ہرگز نہ ہوگی۔

اس فتویٰ کی رو سے کیا کرنا چاہیئے؟

لہٰذا اس فتویٰ کی رو سے بھی یہی چاہیئے کہ ضاد کو خود اسی کے مخرج سے ظاء کے مشابہ ادا کرنے کی مشق کی جائے اور اسکے خلاف کو ناجائز اور غلط کہا جائے۔ رہا مفتی صاحب رحمہ اللہ کا یہ فرمانا کہ: وآنچه از قراء وعلمای عرب وعلمای حرمین شریفین مسموع می شود۔ ضاد را مشبه الصوت بالدال المهملة المفخمة می خوانند تغليط آن همه علماء وقراءهم سهل نيست۔ سو اس سے اگرچہ بظاہر یہی مترشح ہوتا ہے کہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کا میلان تشابہ بالدال کی طرف ہے لیکن ہر ذی فہم سمجھ سکتا ہے کہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کا یہ ارشاد کسی فنی تحقیق اور علم تجوید کے اصول وقواعد یا اس فن کے علمائے محققین کے ارشادات پر مبنی نہیں بلکہ اس پر ہے کہ انہوں نے جن چند لوگوں سے یہ حرف سنا ہے ان کو سخت ادا کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے پایا ہے اور بس!

استفتاء اور اسکے جواب سے دعویٰ کی تصدیق

چنانچہ ہمارے اس دعویٰ کی تصدیق اس سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے زیر بحث فتویٰ جس سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے اس میں سائل نے یہ بیان کیا ہے کہ شاطبی اور تمہید وغیرہ سے ضاد کا مشابہ بالظاء ہونا ثابت ہوتا ہے اور اکثر علمائے متقدمین ومتاخرین اسی پر ہیں مگر چونکہ اس نے بعض علماء کو مشابہ بالدال ادا کرتے ہوئے بھی سنا ہے، اس لئے دریافت کیا ہے کہ اس بارے میں قولِ محقق اور قطعی فیصلہ کیا ہے۔ نیز یہ کہ اکثر احناف کا کیا مسلک ہے اور حضرت امام اعظم رحمہ اللہ نے اس بارے میں کچھ ارشاد فرمایا ہے یا نہیں۔ اور حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے اپنے جواب میں نہ تو تشابہ بین الضاد والدال کی علم تجوید وقراءات کی رو سے تصویب فرمائی ہے نہ فقہ حنفی کی رو سے اس تلفظ کو صحیح بتایا ہے اور نہ ان علماء کی تغلیط ہی فرمائی ہے جو مشابہ بالظاء ادا کرتے ہیں بلکہ من وجہ اس تلفظ کی تصویب فرمائی ہے۔ کیونکہ سائل نے اس کی صحت پر تجوید وقراءات کی معتبر کتابوں سے استدلال کیا ہے اور اس کو اگلے پچھلے علماء کا مسلک بتایا ہے اور حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے اس پر نکیر نہیں فرمائی اور یہ من وجہ تائید ہی ہے مگر چونکہ بعض علمائے عرب کو مشابہ بالدال پڑھتے ہوئے سنا ہے، اس لئے اپنا مشاہدہ بھی بیان فرمادیا ہے۔ لیکن اس کو مشاہدہ کی حیثیت سے بیان کیا ہے بطورِ فیصلہ یہ فقرہ تحریر نہیں فرمایا۔ بطورِ فیصلہ آپ نے جو بات ارشاد فرمائی ہے وہ وہی ہے کہ: آنچہ از قراء مشق کردہ باشد عمل کند وحرف ضاد را از مخرج آن حتی الوسع ادا نماید۔ پھر حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی احتیاط ملاحظہ فرمائیے کہ اپنے مشاہدہ کے ذکر پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ آخر میں یہ بھی فرمادیا کہ: فہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روبکار آوردہ عمل کند یعنی یہ صرف میرا مشاہدہ ہی ہے فیصلہ نہیں۔ فیصلہ وہی ہوگا جو فہم وتحقیق کی روشنی میں سامنے آئے گا اور عمل بھی اسی پر کرنا چاہیئے۔

اور گزشتہ صفحات میں یہ حقیقت بڑی تحقیق وتنقیح کی روشنی میں پیش کی جاچکی ہے کہ ضاد کا صحیح تلفظ یہی ہے کہ وہ بلحاظ صفات ظاء کے مشابہ ادا ہو اور صحیح تلفظ اور تشابہ بالدال میں کوئی علاقہ نہیں۔ مگر چونکہ ان لوگوں کو تحقیق حق مطلوب نہیں تھی صرف اپنے اپنے خیال کی تائید ہی مقصود تھی اس لئے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کا جواب تو نقل کر دیا لیکن سوال درج نہیں کیا۔ کیونکہ سوال درج کرنے سے ان کے مدعا پر زد پڑتی تھی۔ اس لئے کہ سوال میں تشابہ بالظاء کو فن کی کتابوں میں مصرح اور اگلے پچھلے علماء کا تلفظ بتایا گیا ہے۔ چنانچہ وہ سوال لفظ بہ لفظ درج ذیل ہے:

استفتاء کی عبارت جو ان لوگوں نے درج نہیں کی

سوال: حرف ضاد مشبہ الصوت بالظاء است یا بالدال کہ بعض علمای دین این حرف را محض بالدال تلفظ می کنند وبعض دیگر بالظاء۔ پس کدام راہ راجع الی الصواب است ودر علم تجوید وقراءة چہ فیصلہ شدہ است۔ دھم در شرح شاطبی وتمہید فی علم التجوید للعلامة الجزری مذکور است کہ این حرف مشتبہ الصوت ومتشارکة السمع بالظاء است وعلیہ اکثر العلماء المتقدمین والمتأخرین۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ در این باب ہیچ فرمودہ اند یا نہ۔ اکثر احناف برکدام طریق اند ودر این باب للاکثر حکم الکل ثابت خواھد شد یا نہ در

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فساد صلوٰۃ کدام مذھب اقرب ودر کدام راہ رھائی عوام است۔

ضمیر کی شہادت

اس سوال کو پڑھنے کے بعد اگر آپ زیر بحث فتویٰ کا بغور مطالعہ فرمائیں گے تو آپ کا ضمیر اس بات کی خود شہادت دے گا کہ ہم نے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے کلام سے جو نتیجہ اخذ کیا ہے وہ حقیقت کے عین مطابق ہے یعنی یہ کہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے تشابہ بالدال کے حق میں فیصلہ نہیں دیا بلکہ اس کو اپنے مشاہدہ کی بناء پر (اور وہ بھی جیسا کہ ہم آگے چل کر عرض کریں گے غیر ماہرین سے سننے کی بناء پر ہوا ہے) صرف بعض علماء عرب کا تلفظ بتایا ہے اور بس۔ چونکہ موصوف کو اس مشاہدہ کے سوا اس تلفظ کی صحت پر کوئی اور دلیل نہیں ملی اس لئے جواب کے آخر میں فہم روبکار آوردہ عمل کنند کا اضافہ کر کے اس مشاہدہ کو فیصلہ کی حیثیت نہ دینے پر تنبیہ بھی فرمادی۔

رجوع کا امکان

پھر یہ کہ اگر بالفرض اس وقت حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کا خیال بھی یہی تھا کہ ضاد بلحاظ تلفظ مشابہ بالدال ہے تب بھی ممکن ہے کہ آپ نے بعد میں رجوع کر لیا ہو۔ کیونکہ اوپر شرح فقہ اکبر کی عبارت پر تبصرہ کے ضمن میں گزر چکا ہے کہ حضرت علامہ انور شاہ صاحب کاشمیری رحمہ اللہ کے سامنے جب یہ مسئلہ آیا تو آپ نے یہی فرمایا کہ ضاد مشتبہ الصوت بالظاء ہے اور ان دونوں میں امتیازی کائنات فقط استطالت اور مخرج کی تفریق ہے اور یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کا یہ فتویٰ اس واقعہ کے بعد کا ہے یا اس سے پہلے کا۔ اگر پہلے کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے تو بہت ممکن ہے کہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے اس فرمان سے ان کا خیال میں تبدیلی آگئی ہو۔

عدم رجوع سے بھی مسئلہ متاثر نہیں ہوتا

اور احقر عرض کرتا ہے کہ اگر بالفرض حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کا خیال بھی یہی تھا اور آپ نے اس سے رجوع بھی نہیں فرمایا تب بھی اس سے مسئلہ قطعاً متاثر نہیں ہوتا۔ کیونکہ دلائل کا وہ انبار جو گزشتہ صفحات میں اس کے مشتبہ الصوت بالظاء ہونے پر پیش کیا جا چکا ہے نیز علم تجوید کے وہ اصول وقواعد جو تشابہ بین الضاد والظاء کے مثبت اور تشابہ بین الضاد والدال کے مبطل ہیں، ان سب کو اور اس ایک کے مقابلہ میں اور وہ بھی جس کی بناء دلائل پر نہیں بلکہ محض بعض غیر مشّاق علماء سے سننے کی بناء پر ہے آخر کیسے نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ ہر علم وفن میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ اس کی بعض جزئیات میں اس فن کے بڑے سے بڑے عالم اور امام تک کے قول کو بھی مفتیٰ بہٖ کی حیثیت نہیں دی جاتی۔

علم فقہ میں اسکے کتنے نظائر موجود ہیں کہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ارشاد کے بجائے صاحبین رحمہما اللہ کے قول کو مفتیٰ بہٖ قرار دیا گیا ہے۔ اس سے خدانخواستہ کسی بزرگ کی تنقیص لازم نہیں آتی، نہ اس کی جلالت قدر اور رفعت شان کی تحقیر ہوتی ہے، بلکہ یہ تحقیق حق کا وہ زرّیں اصول ہے جس کی بدولت امت کسی مرجوع قول پر بھی اتفاق نہیں کر سکتی، چہ جائیکہ سراسر غلط اور خلافِ حق بات پر متفق ہو جائے۔

ضاد کو سخت ادا کرنے والے عربوں کے تلفظ کی حقیقت

پھر یہ کہ اگر قرائے عرب میں سے کسی کے تلفظ میں دال مفخم کا اثر معلوم ہوتا بھی ہے تو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

محققین کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ ان سے صفت رخاوت ادا نہیں ہوتی۔ اسلئے جب وہ ضاد ادا کرتے ہیں تو سننے والے کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دال پُر ادا کر رہے ہیں۔ ایسا نہیں کہ وہ ادا ہی دال کے مخرج سے کرتے ہوں۔ چنانچہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے جن قراء وعلمائے عرب کی طرف مشابہ بالدال پڑھنے کی نسبت کی ہے، ان کے تلفظ کی بھی حقیقت یہی ہے جیسا کہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب مکی ثم الٰہ آبادی رحمہ اللہ نے فوائد مکیہ کے حاشیہ پر تحریر فرمایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بعض قرائے عجم، اہل عرب کو کہتے ہیں کہ ضاد کی جگہ دال مفخم پڑھتے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ دال مفخم کوئی حرف ہی نہیں۔ اس واسطے کہ دال کی صفت ذاتی استفال، انفتاح اور مخرج طرفِ لسان اور جڑ ثنایا علیا ہے اور اہل عرب ضاد کو اپنے مخرج مع استعلاء اطباق کے عموماً ادا کرتے ہیں اور ایک حرف دوسرے مخرج مباین سے ادا ہی نہیں ہوتا اور جب صفاتِ ذاتیہ بدل گئیں تو دال اسے نہیں کہہ سکتے، اصل میں وہ ضاد ہے، مگر صفت رخاوت جو قلت اور ضعف* کے ساتھ اس میں پائی جاتی ہے وہ اکثر عرب سے شاید ادا نہ ہوتی ہو...... الخ

واقعہ یہی ہے کہ قراء عرب میں سے اگر کوئی صاحب ضاد کو سخت ادا کرتے بھی ہیں تو ان کا ارادہ دراصل صحیح ضاد ہی کے ادا کرنے کا ہوتا ہے مگر صفت رخاوت ادا نہ ہوسکنے کی وجہ سے نرم ادا ہونے کی بجائے سخت ادا ہو جاتا ہے۔ ورنہ یہ بات نہیں کہ وہ ادا ہی دال مفخمہ کی طرح کرتے ہوں، اس لئے کہ دال مفخم کا تو وجود ہی نہیں۔ جب ضاد کو سخت ادا کرنے والے

* رخاوت کے قلیل وضعیف ہونے کی وضاحت کتاب کے ابتدائی صفحات میں زیر عنوان "رخاوت کا ضعف تشابہ پر کچھ اثر انداز نہیں" گزر چکی ہے۔ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عربوں کے تلفظ کی حقیقت شیخ العرب والعجم کی زبانی معلوم ہوگئی تو اب یہ کہنا کہ قراء عرب ضاد کو دال مفخمہ کی طرح ادا کرتے ہیں، آخر کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے تو صرف سنا ہی ہے مگر حضرت قاری صاحب موصوف اس کی تہہ تک پہنچے ہیں اور حقیقت حال کا سراغ لگایا ہے! لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان عربوں کا یہ تلفظ صحیح بھی ہے۔ صحیح تلفظ تو بلا شبہ وہی ہے جس میں "ضاد" مشابہ بالظاء ادا ہوتا ہے۔

محققین قراء عرب کی تصریحات

چنانچہ محققین قراء عرب اور علمائے حرمین شریفین نے اس کی تصریح کی ہے کہ: "ضاد کے بارے میں قولِ فیصل یہ ہے کہ وہ ظاء سے بہت زیادہ قریب ہے"۔

اور تشابہ بالدال کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ: "ہم نے نہ کبھی یہ سنا ہے اور نہ کسی کتاب میں موجود ہے"۔

یہ فتویٰ مدینہ منورہ کے شیخ القراء جناب قاری مقری حسن بن ابراہیم کا ہے۔ جواب بھی بفضلہٖ تعالیٰ حیات ہیں اور مسجد نبوی (علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) میں مدرس ہیں۔

اور مکہ مکرمہ کے قراء نے اس بارے میں درج ذیل فتویٰ تحریر فرمایا ہے کہ: "اگر ضاد کو اسکے مخرج سے صفات کی رعایت کیساتھ ادا کیا جائے گا تو اس وقت ضاد کے تلفظ میں ظاء کی مشابہت کا اثر ہوگا اور ضاد کا دال یا غین سے قریب ہونا حق کے سراسر خلاف ہے"۔

یہ فتویٰ مدرسۃ الفلاح مکہ مکرمہ کے مدرس قاری احمد حامد عبدالرزاق صاحب نے (بتاریخ ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ) تحریر فرمایا ہے اور اس پر بطور تائید وتصویب مدرسۃ الفلاح کے مہتمم جناب مولانا محمد طیب المراکشی اور اس مدرسہ کے دو ممتاز اساتذہ یعنی قاری احمد حامد اور قاری ابوبکر بن احمد الحبیشی کے دستخط بھی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پس ان فتووںؔ سے بالکل عیاں ہوگیا کہ اگر کسی عرب کے قاری کے تلفظ میں دال کے ساتھ مشابہت پائی بھی جاتی ہے تو وہ اس کی عملی کمزوری ہے نہ یہ کہ تحقیق ہی مشابہ بالدال کے حق میں ہے۔ باقی یہ تو مسلّم ہی ہے کہ اعتبار ماہرین اور محققین کے قول وعمل کا ہوا کرتا ہے، کسی علمی تحقیق اور عملی ثبوت کا مدار عوام کے قول وعمل پر نہیں ہوتا، لہٰذا اگر اہل عرب میں سے بعض لوگ ضاد کو صحیح تلفظ کے ساتھ ادا نہیں کرتے تو ان کے عمل پر کسی مسئلہ کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی۔ مسئلہ صحیح وہی ہوگا جو محققین کے قول وعمل سے ثابت ہوگا اور وہ بلاشبہ تشابہ بالظاء ہی کی تائید وتصویب فرماتے ہیں۔

مؤلدین کا تلفظ معیارِ صحت نہیں

اب رہا یہ سوال کہ جب "ضاد" عربی حرف ہے تو عربوں سے کما حقہ کیوں ادا نہیں ہوتا۔ یہ عذر اعجام کے بارے میں تو ہوسکتا ہے کہ چونکہ اس کا مخرج مشکل ہے، اس لئے ان سے یہ حرف کما حقہ ادا نہیں ہوتا، مگر عربوں کے بارے میں اس عذر کی کوئی وجہ نہیں۔ اس لئے کہ ان کی تو زبان کا حرف ہے، پھر ان سے ادا نہ ہوسکنے کے کیا معنٰی؟

تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ صحیح ہے کہ ضاد عربی زبان کا حرف ہے اور اہل زبان کے لئے اس کی صحیح ادائیگی میں کوئی دشواری نہیں لیکن یہ بات خالص عربوں ہی کے بارے میں مانی اور کہی جاسکتی ہے۔ رہے مؤلدین اور آج کل کے اکثر عرب؟ سو، ان کا تلفظ قابل احتجاج اور لائق استناد نہیں، کیونکہ مرورِ زمانہ اور اختلاطِ عجم کی وجہ سے ان کے تلفظ میں بہت سی فاش غلطیاں پیدا ہوگئی ہیں جیسا کہ مشاہدہ شاہد ہے۔ اور ایک ضاد ہی کیا، اب تو اور بھی بہت سی

ان ہر دو فتووں کا پورا متن مع اردو ترجمہ، اوپر زیر عنوان "علماء حرمین شریفین بھی تشابہ بین الضاد والظاء ہی کے قائل ہیں" درج ہو چکا ہے۔ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غلطیاں ان سے سننے میں آتی ہیں!

خلاصہ یہ کہ ضاد کا صحیح تلفظ بلا شبہ مشابہ بالظاء ہی ہے اور محققین قراء عرب اسی پر ہیں۔ غیر محققین اور قدرت نہ رکھنے والے حضرات کے تلفظ کا کوئی اعتبار نہیں، خواہ وہ عرب ہی کیوں نہ ہوں۔

پیش کردہ دلائل پر پھر ایک طائرانہ نظر

تشابہ بالدال کے قائلین اور تشابہ بالظاء کے منکرین کی طرف سے اپنے دعویٰ کے اثبات میں جو دلائل پیش کیے گئے ہیں، ان سب کی بتوفیق اللہ تعالیٰ وبعونہ نہایت عمدہ اور صحیح وضاحت سپرد قلم ہو چکی ہے۔ ان عبارتوں کی صحیح مراد اور شرح واضح ہو جانے کے بعد کسی منصف مزاج اور فکر سلیم رکھنے والے شخص کے لئے اب یہ قطعاً زیبا نہیں کہ ان عبارتوں سے خواہ مخواہ کھینچ تان کر کے وہ مطلب نکالے جو سراسر غلط اور خلاف حق ہے۔

آپ نے ملاحظہ فرما لیا ہوگا کہ ان پیش کردہ حوالہ جات میں سے اکثر کا تو تشابہ کی بحث سے کوئی تعلق ہی نہیں اور ان میں یہ مسئلہ بیان ہی نہیں کیا گیا ہے، بلکہ ان میں سے بعض میں تو ضاد ضعیفہ کی تعریف بیان کی گئی ہے اور کسی میں دال کے مخرج کو ضاد کے مخرج سے اقرب بتایا گیا ہے۔ اور اکثر عبارتیں وہ ہیں جن میں مختلف پیرایوں میں ضاد کو ظاء سے بدل کر اور اس کے مخرج سے ادا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ کسی میں اس کی صحت ادا میں کوتاہی ہو جانے کی وجہ سے اس کے ظاء اور ذال وغیرہ سے بدل جانے کا اندیشہ ظاہر کیا گیا ہے، کسی میں اس کے مخرج کے مشکل ہونے کی وجہ سے مخرج اصلی سے ادا کرنے کی تاکید کی گئی ہے، کسی میں ان دونوں کے درمیان بلحاظ مخرج فرق کرنے کو ضروری قرار دیا گیا ہے، کسی میں ضاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی جگہ ظاء پڑھنے والے کی امامت کو ناجائز کہا گیا ہے، کسی میں اس کو ظاء سے بدل دینے سے صریح الفاظ میں منع کیا گیا ہے۔

رہا لولا الإطباق لکان الضاد دالا سو یہ قضیہ تو سرے سے ہے ہی غلط! لیکن ان بیچاروں کو مشابہ بالدال ثابت کرنے کا شوق کچھ ایسا دامن گیر ہوا ہے کہ ان تمام عبارتوں کا ان کے ذہن میں بس ایک ہی مطلب آیا ہے، وہ یہ کہ ضاد مشابہ بالظاء نہیں مشابہ بالدال ہے اور ان کے فکر نارسا نے ہر اقتباس سے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے اور بس!

ہاں اس سارے انبار میں تین عبارتیں ایسی ضرور ہیں جن سے بادی النظر میں ان کے دعویٰ کے اثبات پر استدلال ہوسکتا ہے:۔ ان میں سے ایک تو نوادر الاصول کی عبارت کا یہ حصہ ہے کہ ضاد ضعیفه گاهی مشابه صوت بالظاء باشد اور دوسری غایۃ البیان کی یہ عبارت ہے: فلیحسن رعایته لئلا تکون مشابهة بالظاء ان دو فقروں کے ظاہر الفاظ سے تو تشابہ بین الضاد والظاء کی نفی مترشح ہوتی ہے، کیونکہ ظاہر الفاظ میں نوادر الاصول میں ضاد مشابه به صوت ظاء کو ضاد ضعیفہ بتایا گیا ہے اور وہ مستہجنہ اور ردی ہے۔ اور غایت البیان کی ظاہر عبارت میں ضاد کے مشابہ بالظاء ادا ہونے کے ڈر سے اس کو اچھی طرح ادا کرنے کی ہدایت کی گئی ہے اور ڈر غلط تلفظ ہی کا ہوتا ہے نہ کہ صحیح کا۔ اور تیسری عبارت حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ کے جواب کا یہ اقتباس ہے: وآنچه از قراء عرب وعلماء حرمین شریفین مسموع می شود، ضاد را مشتبه الصوت بالدال المهملة المفخمة می خوانند۔ اس سے بظاہر تشابہ بالدال کا اثبات مفہوم ہوتا ہے لیکن جیسا کہ اوپر ان عبارتوں کی شرح کے ضمن میں عرض کیا جا چکا ہے کہ نوادر الاصول اور غایۃ البیان کی عبارت میں مشابہت سے مراد صفتی مشابہت نہیں بلکہ اس سے مراد ذاتی مشابہت ہے۔ پس نوادر الاصول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی عبارت میں اس ضاد کو ضعیفہ نہیں کہا گیا جو بلحاظ صفات ظاء کے مشابہ ادا ہو، بلکہ اس کو کہا گیا ہے جو ظاء کے مخرج سے ادا ہو۔ایسے ہی غایۃ البیان میں ضاد کی صحت کا اہتمام کرنے کی جو ہدایت کی گئی ہے تو وہ بھی اس کے ظاء کے مخرج سے ادا ہو جانے کے اندیشہ سے کی گئی ہے نہ کہ بلحاظ صفات ظاء کے مشابہ ادا ہونے کے اندیشہ سے جیسا کہ اوپر اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔اور یہ بات ہم پہلے کئی بار کہہ چکے ہیں کہ محققین کے نزدیک مشابہت کا مفہوم یہ ہے کہ: ضاد ادا تو اپنے ہی مخرج سے ہو البتہ آواز اور تلفظ میں ظاء کے مشابہ ہو اور اگر مخرج بھی بدل جائے اور ضاد ظاء ہی کے مخرج سے ادا ہو تو یہ تشابہ نہیں بلکہ ابدال ہے اور یہ یقیناً غلط ہے۔ رہا حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ کا ارشاد؟ سو وہ کسی فنی دلیل پر مبنی نہیں بلکہ محض غیر مشاق علماء سے سننے کی بناء پر ہے جس کی خود محققین قرائے عرب اور علمائے حرمین شریفین نے بھی تغلیط فرمائی ہے۔جیسا کہ ان کے فتووں سے ظاہر ہے۔لہٰذا ان عبارتوں سے بھی ان کے مسلک کی تائید نہیں ہوتی۔

قولِ فیصل

آخری بات یہ ہے کہ جب تک یہ تسلیم کیا جاتا رہے گا کہ دال مستفلہ منفتحہ، شدیدہ، قصیرہ، مقلقل اور غیر منفوخہ ہے اور ضاد و ظاء مستعلیہ، مطبقہ، رخوہ، غیر مقلقل اور منفوخہ ہیں، پھر یہ ضاد مستطیل اور بعض کے نزدیک متفشی بھی ہے، اس وقت تک کوئی حوالہ، کوئی اقتباس، کوئی دلیل اور کوئی قول اسکے مشابہ بالدال ہونے یا مشابہ بالظاء نہ ہونے کا ثبوت فراہم نہیں کر سکتا بلکہ اول کی نفی اور ثانی کا اثبات ہی ماننا پڑے گا۔ ھٰذا ما عندی والعلم عند اللّٰہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حصہ دوئم

التكملة

فی رفع الشبهات و إزالة المغالطات

ناظرین اوپر التکملة کی بحث کے شروع میں پڑھ چکے ہیں کہ تشابہ بالدال کے قائلین کی طرف سے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں جو دلائل پیش کئے گئے ہیں، وہ دو طرح کے ہیں :-

ایک تو وہ ہیں جن کا تعلق بعض کتابوں کی عبارتوں یا بعض اکابر کے فتووں سے ہے

اور دوسرے وہ ہیں جو یا تو خود ساختہ اور ذہنی اختراعات ہیں یا اِدھر اُدھر کی سنی سنائی باتیں ہیں۔

پہلے حصہ پر تو بحمد اللہ تعالیٰ بڑی شرح وبسط کے ساتھ تبصرہ ہو چکا ہے۔ اب ذیل میں دوسرے حصہ پر کلام کیا جاتا ہے۔ چونکہ ان باتوں کی حیثیت فی الحقیقت دلائل کی نہیں بلکہ یہ غلط فہمیوں کا ایک سلسلہ ہے، اسلئے ہم نے اس حصہ کو "ازالہ مغالطات" سے معنون کیا ہے۔

پہلا مغالطہ اور اس کا ازالہ

دال مفخمہ سرے سے کوئی حرف ہی نہیں

کہا جاتا ہے کہ: [مانا، کہ ضاد و دال میں مناسبت نہیں اس لئے کہ ایک مستعلیہ مطبقہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رخوہ ہے اور دوسرا مستفلہ منفتحہ شدیدہ، لیکن ہم ضاد کو دال مفخمہ کے مشابہ پڑھتے ہیں نہ کہ دال مرقق کے] !!!

سو، اس غلط فہمی کا جواب یہ ہے کہ ساری دنیا کے کتب تجوید کی ورق گردانی کیجیے، اس فن کے اگلے پچھلے، بڑے چھوٹے، تمام علماء سے فتویٰ حاصل کیجیے کہ کیا حروفِ قرآنیہ میں کوئی حرف "دالِ مفخم" کے نام سے بھی پایا جاتا ہے؟ تو فن کی کتابیں اور اس کے تمام علماء بیک زبان اس کی نفی ہی میں فتویٰ صادر کریں گے۔ پس جب مشبّہ بہ کا وجود ہی ثابت نہیں تو کسی حرف کو اس کا مشبّہ قرار دینے کے کیا معنیٰ۔

"دواد" تو بالکل ہی غلط اور مخترع حرف ہے

اور اب تو معاملہ اس سے بھی آگے گزر چکا ہے کہ ضاد کو صاف دال ہی کے مخرج سے ادا کرتے ہیں اور چونکہ دال میں قدرتی طور پر پُر ادا ہونے کی صلاحیت نہیں ہے، اس لئے اس کو پُر کرنے کے لئے ہونٹوں کو گول کرتے ہوئے اس میں واؤ کی آمیزش کر دیتے ہیں، جس سے "دواد" کے تلفظ کا ایک بالکل مخترع حرف ہو جاتا ہے اور چونکہ سن رکھا ہے کہ ضاد میں ایک صفت استطالت کے نام کی بھی پائی جاتی ہے اور استطالت کے معنیٰ دراز کرنے کے ہیں، اس لئے دال ہی کے مخرج میں کچھ دیر تک آواز کو گھماتے رہتے ہیں۔

سو یہ تلفظ تو بالکل ہی غلط اور مہمل ہے، اس لئے کہ جب دال کا تشابہ خالص اور صحیح دال کے ساتھ بھی جائز نہیں تو دال مخلوط بالواؤ کے ساتھ کیسے جائز ہو سکتا ہے اور یہ کتنی ہی عجیب اور مضحکہ خیز بات ہے کہ دال کے پُر کرنے کے لئے صورت بھی وہ نکالی ہے جو ان حرفوں میں بھی جائز نہیں جو واقعتاً پُر پڑھے جاتے ہیں۔ فن کی کتابوں میں یہ مسئلہ صراحۃً موجود ہے کہ کسی حرف کے پُر کرنے کے خیال سے اس میں واؤ کی آمیزش کرنا تو درکنار ہونٹوں کو گول کرنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی جائز نہیں، کیونکہ صفت تفخیم کا تعلق زبان سے ہے ہونٹوں سے نہیں اور پھر استطالت کا تعلق بھی صرف ضاد ہی کے مخرج سے ہے کسی اور مخرج سے نہیں۔ کیونکہ اس کا مخرج ہی طویل ہے اور جو آواز اتنے طویل مخرج میں شروع سے آخر تک جاری رہے گی، اس میں قدرتی طور پر درازی ہوگی ہی۔ یہ نہیں کہ جس مخرج میں بھی آواز کو دیر تک گھمایا جائے اس ہی پر استطالت کا اطلاق ہو جائے۔

دوسرا مغالطہ اور اس کا ازالہ

مشابہ بالظاء پڑھنا نیا طریقہ نہیں بلکہ مشابہ بالدال پڑھنا نو ایجاد ہے

کہا جاتا ہے کہ: ''ضاد کو مشابہ بالدال پڑھنا پہلے ہی سے چلا آرہا ہے اور اس کے برعکس اس کو مشابہ بالظاء پڑھنا یہ امر محدث اور نیا طریقہ ہے'' !!!

مگر یہ محض مغالطہ یا غلط فہمی ہے، جس کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں کیونکہ ضاد کو مشابہ بالظاء پڑھنا ہی طریقہ متقدمین ہے اور فن کی معتبر کتابوں سے اسی کا ثبوت ملتا ہے اور اسی کی تائید ہوتی ہے۔ جیسا کہ اوپر اصل مضمون کے ضمن میں اس پر متعدد دلائل پیش کیے جا چکے ہیں۔ جن میں سے ایک علامہ محمد مکی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۳۷ھ) کی کتاب ''الرعایۃ'' کا وہ اقتباس بھی ہے جس میں انہوں نے ضاد کے مشابہ بالظاء ہونے کی تصریح فرمائی ہے اور اس کتاب کی تصنیف ۴۲۰ھ تک مکمل ہو چکی تھی۔ پھر اس میں موصوف نے یہ بھی لکھا ہے کہ ''میں نے اس میں صرف وہی مسائل جمع کیے ہیں جو مجمع علیہ اور متفق علیہ ہیں'' اور اس کے مقابلہ میں مشابہ بالدال کی کسی محقق کے کلام سے تائید نہیں ہوتی اور اگر ایک آدھ عبارت تلاش بسیار کے بعد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہیں مل بھی جاتی ہے تو اس کا ذکر بطور دلیل نہیں بلکہ محض بعض غیر محققین سے سننے کی بناء پر کیا گیا ہے جیسا کہ گزرا۔

تیسرا مغالطہ اور اس کا ازالہ

ہم ضاد کو مشابہ بالظاء اہل زیغ کی پیروی میں نہیں پڑھتے بلکہ قراء مجودین اور علمائے حق کی اتباع میں پڑھتے ہیں

کہا جاتا ہے کہ: ضاد کو مشابہ بالظاء شیعہ وغیرہم پڑھتے ہیں اس لئے ہم کو اس طرح پڑھنے سے بچنا چاہیئے تاکہ ہماری ان فرقوں کے ساتھ مشابہت لازم نہ آئے۔

سو، جواب اس کا یہ ہے کہ اولاً تو یہ لوگ اس کو بعینہٖ ظاء پڑھتے ہیں اور از روئے مخرج بھی ان دونوں میں فرق کرنے کو ضروری نہیں سمجھتے اور یہ یقیناً غلَط ہے جیسا کہ آئندہ صفحات میں اس پر تفصیلی کلام آرہا ہے۔

ثانیاً یہ کہ علم تجوید کے قواعد یعنی حروف کے مخارج اور صفات کا تعلق کسی فرقہ کے ساتھ مخصوص نہیں، اسکا تعلق عربی لغت سے ہے جو تمام فرقوں کے نزدیک یکساں طور پر مسلَّم ہے۔

ثالثاً یہ کہ اگر کوئی ہمارا مخالف کوئی صحیح کام کرتا ہے تو کیا اس خیال سے کہ وہ ہمارا مخالف ہے، ہم اس صحیح کام کو چھوڑ کر اس کی بجائے غلَط کام کرنے لگ جائیں گے!!! ظاہر ہے کہ مذہب اور عقل دونوں ہی کی رو سے یہ فیصلہ غلَط ہوگا۔ ہاں یہ واقعی غلَط ہے کہ جس چیز کا ثبوت اہل حق کے کلام اور تعامل سے نہ ملتا ہو اور اہل زیغ کے یہاں وہ چیز پائی جاتی ہو تو ہم ان کی پیروی کرتے ہوئے اپنے اصول میں اس غلَط چیز کو داخل کرلیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ ضاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو مشابہ بالظاء پڑھنا اس قبیل سے نہیں ہے بلکہ یہ تو عین طریقہ صواب اور علمائے فن کی صحیح ادا ہے اور اسکے برعکس مشابہ بالدال پڑھنا جملہ علمائے فن کے ارشادات اور ان کے تعامل کے خلاف ہے۔ پس ہم اس کو جو مشابہ بالظاء پڑھتے ہیں تو وہ معاذ اللہ اہل زیغ کی پیروی میں نہیں پڑھتے، بلکہ ان علمائے اسلام اور ان ائمہ مجودین کی اتباع میں پڑھتے ہیں جو علم الاداء کے روشن مینار ہیں۔

چوتھا مغالطہ اور اس کا ازالہ

فقہاء رحمہم اللہ نے ضاد کی جگہ خالص ظاء پڑھنے کو مفسد صلوٰۃ قرار دیا ہے، نہ کہ مشابہ بالظاء پڑھنے کو

کہا جاتا ہے کہ: ضاد کی جگہ ظاء پڑھنے سے تبدیل حرف بحرف آخر لازم آتا ہے جس کی وجہ سے فقہاء کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے اور دال مفخمہ چونکہ کوئی حرف نہیں اس لئے اس کے پڑھنے سے یہ خرابی لازم نہیں آتی !!!

سو جواب اس کا یہ ہے کہ اولاً تو ہم ضاد کی جگہ ظاء پڑھنے کے قائل ہی نہیں ہیں کہ ابدال حرف بحرف آخر لازم آئے۔ ہم تو ضاد و ظاء میں صرف صفتی اور صوتی تشابہ ہی کے قائل ہیں اور بلحاظ مخرج دونوں میں فرق کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں اور فقہاء رحمہم اللہ کے ارشادات ضاد کو ظاء سے بدل کر پڑھنے کے بارے میں ہیں، مشابہ بالظاء پڑھنے کے بارے میں نہیں ہیں۔ جتنی عبارتیں بھی اس سلسلہ میں پیش کی جاتی ہیں ان سب میں عین ظاء پڑھنے ہی کا ذکر ہے اور اس کے غلط ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہا مشابہ بالظاء پڑھنا، سو اس کے غلط ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، وہ تو عین صحت ادا ہے۔ فقہ کی ایک عبارت بھی ایسی پیش نہیں کی جاسکتی جس میں ضاد کو مشابہ بالظاء پڑھنے سے روکا گیا ہو۔ لیکن یہ منطق عجیب ہے کہ صحیح اور فصیح حرف کے پڑھنے سے تو نماز فاسد ہو جائے، مخترع اور نوایجاد حرف کے پڑھنے سے فاسد نہ ہو۔ اگر ضاد کی جگہ ظاء پڑھنے سے نماز فاسد ہوتی ہے تو ضاد کی جگہ دال مفخمہ پڑھنے سے بدرجہ اولیٰ فاسد ہو جاتی ہے۔

ہاں یہ اور بات ہے کہ کسی شخص کا ارادہ تو صحیح ضاد ہی کے ادا کرنے کا ہو لیکن مخرج پر قدرت نہ ہونے کی وجہ سے زبان غلط مخرج پر لگ جائے اور رخاوت بھی ادا نہ ہو اور اس سے دال پُر جیسا حرف ادا ہو جائے تو ایسے شخص کی نماز پر فاسد ہونے کا حکم اس واسطے نہیں کیا جائے گا کہ اس کا یہ عمل اضطراری ہے، کیونکہ ارادہ اس کا صحیح مخرج ہی سے ادا کرنے کا تھا۔ لیکن یہ بات قطعاً غیر صحیح ہے کہ بالقصد مخترع حرف پڑھنے سے بھی نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اس مسئلہ کی تفصیل حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے فتویٰ کی شرح کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

پانچواں مغالطہ اور اس کا ازالہ

صحیح خواں علماء کی پیروی نہ کرنا اور غلط پڑھنے والوں کی اتباع کرنا سراسر ناانصافی ہے

بعض لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ: بڑے بڑے علماء فضلاء ضاد کو مشابہ بالدال ہی پڑھتے ہیں تو اگر اس طرح پڑھنا صحیح نہ ہوتا تو وہ اس تلفظ کو کیوں اختیار کرتے!!!

سو جواب اس کا یہ ہے کہ ان حضرات کا اس طرح پڑھنا کسی علمی تحقیق پر مبنی نہیں بلکہ یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غلط تلفظ ان کو اُس ابتدائی معلم کے واسطہ سے پہنچا ہے جس سے انہوں نے اپنی تعلیم کی ابتدا کی تھی اور قاعدہ پڑھا تھا، کیونکہ اس وقت ان کے استاذ نے ان کو اسی طرح پڑھنا سکھایا تھا، پھر ان کی عادت ہی یہی بن گئی اور بڑے ہونے کے بعد اگر اس تلفظ کے غلط ہونے کا علم ہو بھی گیا ہو۔ مگر کون نہیں جانتا کہ بچپن کے تلفظ کا ترک کرنا ناممکن نہیں تو محال ضرور ہی ہوتا ہے۔

ثانیاً یہ کہ اگر بعض علماء مشابہ بالدال پڑھتے ہیں تو بہت سے مشابہ بالظاء بھی تو پڑھتے ہیں تو کیا یہ انصاف کُشی نہیں کہ صحیح پڑھنے والوں کی تو اتباع نہ کی جائے اور غلط پڑھنے والوں کی کی جائے۔

ثالثاً یہ کہ جن علماء نے باقاعدہ طور پر علم تجوید حاصل نہیں کیا اور کسی استاد سے تصحیح حروف کی مشق نہیں کی وہ اس ایک ہی غلطی میں مبتلا نہیں ہیں بلکہ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے لفظوں کو وہ غلط ادا کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ ظاء، ذال، ثاء، طاء، صاد بلکہ بعض تو قاف، حاء اور عین کو بھی صحیح ادا نہیں کر سکتے تو کیا ان حرفوں کی ادا کے بارے میں بھی ان کے عمل کو دلیل بنائیں گے؟ ظاہر ہے کہ اسکا کوئی بھی قائل نہیں۔ پھر یہ غلط پیروی خاص ضاد ہی کے بارے میں کیوں اختیار کی جاتی ہے جبکہ ضاد کا تلفظ ہے بھی سب سے مشکل۔

چھٹا مغالطہ اور اس کا ازالہ

سوادِ اعظم سے مراد اہل علم کا سوادِ اعظم ہے ناواقفین اور عامۃ الناس کا نہیں

ایسے ہی بعض لوگ اسی نوعیت کی ایک دوسری غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ: "جب حفاظ وعلماء کی اکثریت ضاد معجمہ کو دال مفخمہ کی آواز میں پڑھتی ہے اور سواد اعظم کی پیروی کا حکم دیا گیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے تو اکثریت کی اتباع کو ترک کر کے اقلیت کی پیروی کیوں کی جائے !!!

تو جواب اسکا یہ ہے کہ جس طرح تمام عقلاء کے نزدیک یہ امر مسلّم ہے کہ کسی مسئلہ کی تحقیق کے بارے میں صرف انہیں حضرات کے قول و عمل کو معتبر سمجھا جاتا ہے جن کو اس علم میں مہارت اور بصیرت حاصل ہوتی ہے، عامۃ الناس بلکہ معمولی شد بدھ رکھنے والوں کے قول و عمل کو بھی کوئی اہمیت نہیں دی جاتی، اسی طرح حرفِ ضاد بلکہ تمام حروفِ قرآنیہ کے بارے میں بھی صرف ایسے ہی حضرات کی تحقیق کو لائق استناد اور قابل اعتماد سمجھا جائے گا جو علم تجوید و قراءات میں ماہر ہیں۔ اور سواد اعظم سے مراد ایسے ہی لوگوں کی اکثریت ہے، ورنہ اگر عامۃ الناس اور ناواقفین کے انبوہ پر سواد اعظم کا اطلاق کیا جائیگا تو پھر ایک ضاد ہی کی ادا کیا؟ اس سے تو دین کی ساری ہی شکلیں مسخ ہو کر رہ جائیں گی بلکہ عقائد تک بھی متزلزل ہو جائیں گے۔

ساتواں مغالطہ اور اس کا ازالہ

سامعین کے غلَط فہمی میں مبتلا ہو جانے کے اندیشہ سے صحیح تلفظ چھوڑ کر غلط تلفظ اختیار کرنا ہرگز جائز نہیں

کہا جاتا ہے کہ: اگر ضاد کو مشابہ بالظاء ادا کیا جائے گا تو اس سے سامعین کو عین ظاء پڑھنے کا گمان ہو گا، لہٰذا مشابہ بالدال ادا کرنا چاہیئے تاکہ سننے والے کسی اشتباہ میں نہ پڑیں !!!

جواب اس کا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ضاد مشابہ ظاء کو عین ظاء سمجھتا ہے تو یہ اس کی سماعت کا قصور ہے جس کی ذمہ داری قاری پر نہیں۔ قاری کے لئے اس خیال سے کہ سامعین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیں ضاد کو مشابہ بالدال پڑھنا قطعاً جائز نہیں، ورنہ اس کا یہ عمل ترکِ عبادت بخوفِ ریا کا مصداق ہوگا۔

مشابہ بالظاء پڑھنے کی صورت میں تو صرف بعض سامعین ہی کو گمان ہوتا تھا جو واقعہ کے خلاف تھا اور اس سے نہ قاری گنہگار ہوتا تھا نہ سامع، لیکن مشابہ بالدال پڑھنے کی صورت میں تو واقعتاً ایک حرف دوسرے حرف سے بدل جائے گا جس سے قاری اور سامعین دونوں ہی گنہگار ہوں گے۔ قاری تو اس لئے کہ اس نے کلام اللہ کے ایک حرف کو قصداً غلط پڑھا اور سامعین اس لئے کہ وہ اس کا ذریعہ اور سبب بنے۔ پس "قاری" سامعین کو اس غلط فہمی سے بچانے کا مکلف نہیں وہ صرف صحت ادا کا مکلف ہے۔

آٹھواں مغالطہ اور اس کا ازالہ

ضاد کو مشابہ بالدال پڑھنے کیلئے عموم بلویٰ کا عذر بھی غیر معقول ہے

بعض لوگ ضاد کو دال مفخمہ کے مشابہ پڑھنے کیلئے عموم بلویٰ کا عذر پیش کیا کرتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ: مانا کہ قواعد تجوید اور اس فن کے علماء کے ارشادات سے اس کی تائید نہیں ہوتی لیکن چونکہ اب عام لوگ اسی طرح پڑھنے لگے ہیں، لہٰذا اب اسی تلفظ پر صحت کا حکم لگا دینا چاہیئے !!!

مگر یہ ایک ایسا خیال ہے جو عقل اور دین دونوں ہی کی رو سے غلط ہے۔ عموم بلویٰ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر عوام کسی صحیح بات کو چھوڑ کر غلط بات میں مبتلا ہو جائیں تو ان کے ابتلائے عام کو صحیح ہی کا حکم دے دیا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عموم بلویٰ کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کہیں کوئی ایسی صورت پیش آجائے جس کی وجہ سے عامۃ الناس کسی صحیح بات پر عمل کرنے سے قاصر ہو جائیں اور اس عذر کی وجہ سے غیر صحیح بات کو اختیار کرنے کی رخصت دے دی جائے تو معاف ہے۔ مثلاً بارش برسنے سے جو کیچڑ ہو جاتا ہے، چونکہ اس سے کپڑوں کو بچانا دشواری سے خالی نہیں، اس لئے اگر کپڑوں کو لگ جائے تو فقہاء اس کپڑے کو دھونا ضروری قرار نہیں دیتے اور انہی کپڑوں کے ساتھ نماز پڑھ لینے کی رخصت دے دیتے ہیں کیونکہ یہ ایک عمومی ابتلاء ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ کپڑوں کو خواہ مخواہ کیچڑ میں غلطاں کیا جائے اور ان آلودہ کپڑوں کو صاف ستھرے کپڑوں پر ترجیح دی جائے۔ ٹھیک یہی حال ضاد کو مشابہ بالدال پڑھنے کا بھی ہے کہ عام لوگ چونکہ صحیح مخرج سے نکالنے اور صفات کے ادا کرنے پر قادر نہیں ہیں، اس لئے فقہاء اس غلطی کو عموم بلویٰ کا حکم دے کر عامۃ الناس کی نمازوں پر صحت کا حکم کر دیتے ہیں لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اس غلَط تلفظ کو بالقصد اختیار کیا جائے اور تصحیح کی کوشش ہی نہ کی جائے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ غلَط تلفظ کو صحیح اور صحیح کو غلَط بتایا جائے۔

نواں مغالطہ اور اس کا ازالہ

دورِ حاضر کے عام عربوں کا تلفظ قابل استناد نہیں

کہا جاتا ہے کہ عرب اس حرف کو دال مفخمہ کی طرح پڑھتے ہیں، اس لئے ہمیں بھی ان کی اتباع میں ایسے ہی پڑھنا چاہیے !!!

سو اس مغالطہ کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو سب عرب اسطرح پڑھتے ہی نہیں، صرف وہی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لوگ پڑھتے ہیں جو قواعد تجوید سے ناواقف اور حروف کے مخارج اور ان کی صفات سے نابلد ہیں۔ محققین اور مجودین ماہرین اسکو مشابہ بالظاء ہی پڑھتے ہیں۔ جیسا کہ حرمین شریفین کے علماء وقراء کے ان فتووں سے ظاہر ہے جو ہم اوپر اصل مضمون میں درج کر آئے ہیں۔ پھر جیسا کہ ہم اوپر حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن کے فتویٰ کی شرح کے ضمن میں لکھ آئے ہیں کہ اگر بعض عرب ضاد کو سخت ادا کرتے بھی ہیں تو وہ مشق نہ ہونے کی وجہ سے اس طرح پڑھتے ہیں، ورنہ ان کی نیت دال مفخمہ کے مشابہ ادا کرنے کی قطعاً نہیں ہوتی، کیونکہ دال مفخمہ تو کوئی حرف ہی نہیں۔

ثانیاً یہ کہ اس زمانہ کے عرب محض عرب ہونے کی بناء پر قابل حجت اور لائق استناد رہے بھی نہیں۔ کیونکہ مرورِ زمانہ اور اختلاطِ عجم کی وجہ سے ان کے تلفظ میں بہت سی فاش غلطیاں رونما ہوگئی ہیں۔

ثالثاً یہ کہ جن ائمہ فن، فقہائے امت، علمائے تفسیر اور محدثین عظام کی عبارتیں اوپر تشابہ بین الضاد والظاء کے ثبوت میں درج کی جا چکی ہیں، وہ اکثر عرب ہی تھے اور پھر وہ تھے بھی اہل فن اور محققین، علاوہ ازیں ان کو تقدمِ زمانی کا شرف بھی حاصل تھا، لہٰذا ان کے مقابلہ میں دورِ حاضر کے ان عربوں کے تلفظ کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا جو فن سے ناواقف ہونے کے علاوہ طویل زمانہ سے اختلاطِ عجم کا شکار رہے ہیں۔

دسواں مغالطہ اور اس کا ازالہ

عربوں کو قرآن مجید کے کسی تلفظ کو بدلنے کا کوئی حق نہیں

بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ: چونکہ ضاد عربوں کی اپنی زبان کا حرف ہے، اس لئے انہیں حق پہنچتا ہے کہ وہ اس حرف کو جس طرح چاہیں ادا کریں اور فی زمانہ چونکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اکثر عربوں نے اس کو سخت اور دال کے مشابہ ادا کرنا شروع کر دیا ہے اس لئے اب اسی تلفظ کو صحیح مان لینا چاہیئے !!!

مگر ان کا یہ خیال قطعاً درست نہیں۔ قطع نظر اس سے کہ اہل زبان اپنی زبان کے کسی حرف کے تلفظ اور اس کی کسی ادا کو بدلنے کا حق رکھتے ہیں یا نہیں۔ مگر یہ بات قطعی ہے کہ قرآن مجید کے کسی حرف کی ادا اور اس کے تلفظ کو موجودہ عرب تو در کنار عرب العربا بھی بدلنے کا حق نہیں رکھتے تھے۔ کیونکہ جس طرح اس کا ایک ایک حرف منزل من اللہ ہے، اسی طرح اس کی ایک ایک ادا اور اس کا ایک ایک تلفظ بھی اللہ ہی کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ اگر عربوں کے لئے کسی حرف کے تلفظ کو بدلنا جائز ہوتا تو صدر اول کے علماء اسلام حروفِ قرآنیہ کی صحت ادا کی حفاظت کی خاطر تجوید کے نام سے ایک مستقل علم مدون نہ فرماتے بلکہ یہ خیال کر لیتے کہ ہر زمانے کے عرب جس طرح چاہا کریں گے قرآن کے حرفوں کو ادا کر لیا کریں گے اور عجمی ان سے سیکھ لیا کریں گے۔ پس ان حضرات کا علم تجوید کو مدون فرمانا اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ وہ قرآن کے حروف وکلمات کی طرح ان کے تلفظ میں بھی کسی تبدیلی کو جائز نہیں سمجھتے تھے اور قیامت تک کے آنے والے مسلمانوں کے لئے اسی بات کو ضروری قرار دیتے تھے کہ وہ قرآن کے حرفوں کو اسی تلفظ کے موافق ادا کریں جس طرح کہ صدر اول میں ادا کئے جاتے تھے۔

پھر جیسا کہ جاننے والے جانتے ہیں کہ موجودہ عربوں کی زبان فصیح رہی بھی نہیں اور قرآن مجید فصیح عربی میں نازل ہوا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ: هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ ۝ (نحل: ۱۰۳) تو اب یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے کہ جو قرآن فصیح عربی میں نازل ہوا ہو اس کے کسی حرف کے تلفظ کو غیر فصحاء اور مؤلدین اپنے مخترع اور نو ایجاد تلفظ سے بدل دیں اور اسی کو قرآن کا تلفظ بتائیں۔ پھر یہ کہ اگر عربوں کے لئے تلفظ بدلنے کا حق تسلیم کر لیا جائے تو اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ایک ضاد ہی نہیں بلکہ اور بھی بہت سے حروف متاثر ہوں گے، کیونکہ اگر بہت سوں کے لئے ضاد کی صحیح ادائیگی مشکل ہے تو کچھ ایسے بھی ہوں گے جن کے لئے بعض دوسرے حرفوں کی ادائیگی بھی مشکل ہوگی۔ لہٰذا یہ خیال کہ "عربوں کو ضاد کے تلفظ کو بدلنے کا حق ہے" کسی طرح بھی صحیح نہیں۔

گیارھواں مغالطہ اور اس کا ازالہ

یہ اختلاف دیوبندی اور بریلوی اختلافات میں سے نہیں

بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ: "یہ اختلاف دیوبندی اور بریلوی اختلافات میں سے ہے۔ دیوبندی ضاد کو مشابہ بالظاء پڑھتے ہیں اور بریلوی مشابہ بالدال!!!

لیکن یہ خیال صحیح نہیں! بلکہ واقعہ یہ ہے کہ دیوبندی ہوں خواہ بریلوی، دونوں گروہوں میں سے جن علماء اور اکابر نے بھی علم تجوید کی روشنی میں اور اس کے اصول و قواعد کو سامنے رکھ کر اس بارہ میں کچھ کہا ہے، اور انہوں نے وہی فرمایا ہے جس کی تفصیل اوپر پیش کی جا چکی ہے، یعنی یہ کہ "ضاد" صوت وسمع میں ظاء کا مشابہ ہے، دال کے مشابہ نہیں۔

چنانچہ بریلوی مکتب فکر کے انتہائی قابل احترام اور لائق استناد بزرگ جناب مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے "الجام الصاد" میں ضاد اور دال کے تلفظ کو ان لفظوں میں بیان کیا ہے:

> یہ اُن نرم حرفوں میں ہے جو آواز کو بڑھنے، جاری رہنے سے نہیں روکتے
> اُنہیں ساکن کر کے بولیے تو آواز بند نہ ہو جائے گی یعنی ان کی صوت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بظاہر آتی نہیں کہ ادا ہوتے ہی معاً منقطع ہو گئی بلکہ قابل تدریج ہے، بڑھنے کی گنجائش رکھتی ہے۔ ایسے حروف کو رخوہ کہتے ہیں بخلاف اُن کے طرف مقابل شدیدہ کے، جن کا مجموعہ اَجِدُ قَطٍّ بَكَتْ یا اَجِدُكَ قَطَبْتَ ہے۔ مثلاً اَجْ یا اِدْ یا اُقْ کہیے تو آواز فوراً بالکلیہ گرفتہ ہو جائے گی کہ حرف کی آواز پیدا ہوتے ہی معاً ایسی ختم و منقطع ہو گئی جس کی بو بھی باقی نہ رہی۔ (الجام الصاد، مطبوعہ بریلی، ص: ۱۸)

بریلوی حضرات اس اقتباس کو بار بار پڑھیں اور غور کریں کہ مصنف "الجام الصاد" نے کتنی صفائی اور وضاحت کے ساتھ ضاد و دال کے تقابل اور ان کے باہم متباین التلفظ ہونے کو بیان کیا ہے۔ کیا ان کے لئے اب بھی یہ کہنے کی گنجائش باقی رہ گئی ہے کہ ضاد مشابہ بالدال ہے؟ کیا مشبّہ اور مشبّہ بہ میں ایسا ہی تضاد ہوا کرتا ہے جو مصنف "الجام الصاد" نے بیان فرمایا ہے؟

ہمارے خیال میں تو اس انکشاف کے بعد وہ تمام علماء اور عامۃ الناس جو بریلوی مکتب فکر سے وابستہ ہیں انہیں اب اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ضاد کے مشابہ بالظاء ہونے اور مشابہ بالدال نہ ہونے کو بے چوں وچراں تسلیم کر لینا چاہیئے۔

بارھواں مغالطہ اور اس کا ازالہ

ضاد و ظاء میں جو تشابہ پایا جاتا ہے وہ غیر ارادی نہیں بلکہ ارادی اور اختیاری ہے

بعض حضرات ضاد و ظاء کے تشابہ کو تسلیم تو کرتے ہیں لیکن ان کا خیال یہ ہے کہ قاری کو اس تشابہ کا قصد نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر یہ تشابہ بلا قصد پایا جائے تب تو صحیح ہے ورنہ تشابہ کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قصد کرنا جائز نہیں !!!

مگر یہ منطق ہماری سمجھ سے بالا ہے، کیونکہ جب صفات کی رعایت قصد اور ارادہ سے کی جائے گی تو اس کی وجہ سے موصوف میں جو اثر پایا جائے گا اس کو بلا قصد نہیں کہہ سکتے۔ اگر ہم نے پانی میں شکر گھولی ہے تو اس کی وجہ سے اس کے اندر جو مٹھاس پیدا ہوگی، اس مٹھاس کو غیر ارادی اور غیر قصدی نہیں کہا جا سکتا بلکہ قصدی اور اختیاری ہی کہیں گے۔

ایسے ہی اگر ضاد کے ادا کرتے وقت رخاوت، استعلاء اور اطباق کو ملحوظ رکھیں گے تو اس کی وجہ سے موصوف کے اندر جو نرمی اور تفخیم پیدا ہوگی وہ بھی اختیاری اور ارادی ہی کہلائے گی۔ لہٰذا توافق صفات کی وجہ سے ضاد اور ظاء کی آوازوں میں جو مشابہت پیدا ہوگئی ہے تو یہ اس کا ایک وصف ذاتی ہے جس سے مفر نہیں اور ضاد کی یہ ادا کسی مجبوری کی بناء پر نہیں ہے بلکہ اختیاری اور ارادی ہے۔ جیسا کہ رعایہ، نہایۃ القول المفید، کنز المعانی عرف شعلہ اور دوسرے حضرات کی عبارتوں میں اس کی تصریح ہے۔ لہٰذا یہ خیال کہ "ضاد کو بالقصد ظاء کے مشابہ ادا کرنا ناجائز ہے" صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ تشابہ صفات کے علاوہ کسی دوسری چیز کے لانے سے پیدا نہیں ہوا کہ اس کو ناجائز بتایا جائے۔ پھر یہ تشابہ کوئی خیال اور وسوسہ کی چیز تو ہے نہیں کہ محض قصد سے موجود اور ترکِ قصد سے معدوم ہو جائے، بلکہ یہ ایک ایسی کیفیت ہے جس کا مدار عمل پر ہے۔ اگر صفات کی رعایت کما حقہ کی جائے گی تو تشابہ یقیناً پایا جائے گا، خواہ قاری کا ارادہ ہو یا نہ ہو۔ اور اگر رعایت نہیں کی جائے گی تو تشابہ ہرگز ظاہر نہ ہوگا، خواہ قاری کا ارادہ ہی کیوں نہ ہو۔

اس کے بعد بھی اگر کسی کو اس پر اصرار ہو تو تشابہ کا قصد نہیں کرنا چاہیئے تو میں کہوں گا کہ تشابہ کا قصد کریں یا نہ کریں مگر صفات کی ادائیگی کا قصد ضرور کریں اور نہ صرف قصد بلکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے عمل سے اس ارادہ کی تکمیل بھی کریں۔ اگر ایسا کریں گے تو انشاء اللہ تشابہ ضرور پیدا ہو گا۔ وھٰذا ھو المقصود

فریق ثانی کے دلائل اور مغالطوں پر تبصرہ تمام ہوا

الحمد للہ ! کہ یہاں پہنچ کر ان دلائل و مزعومات پر تبصرہ تمام ہوا جن کی بناء پر ضاد کا مشابہ بالدال ہونا یا مشابہ بالظاء ہونا سمجھا جاتا ہے۔ اب ایک نہایت اہم مضمون بیان کیا جاتا ہے جو اس ساری بحث کی جان اور اس کی روح ہے۔ ملاحظہ فرمائیے :-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خیر القرون میں بھی ضاد مشابہ بالظاء ہی ادا ہوتا تھا

سوال: اگرچہ علم تجوید کے اصول و قواعد، اس فن کے علماء کے ارشادات، فقہاء، مفسرین، محدثین اور علمائے عربیت کے کلام سے تو ضاد کا مشابہ بالظاء ہونا ہی ثابت ہوتا ہے لیکن کسی مسئلہ کے ثبوت کیلئے اتنا ہی کافی نہیں کہ اس فن کے ائمہ یا دوسرے علماء کے کلام سے اس کی تصدیق ہو جائے بلکہ اصل مدار اس پر ہے کہ اسکا ثبوت خود نبی اکرم ﷺ کے پاک ارشاد یا آپ ﷺ کے مبارک عمل سے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول و عمل سے حاصل ہو، اور یہ مسئلہ حرف کی آواز اور تلفظ سے متعلق ہے، آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مبارک آوازیں ہم تک پہنچی نہیں اور نہ کسی نے ان کو محفوظ ہی کیا ہے، جب آوازیں محفوظ نہیں کی گئیں تو کسی حرف کی آواز اور اس کے تلفظ کے بارے میں کوئی قطعی فیصلہ کیونکر ممکن ہے؟

ضاد کی صحیح ادا معلوم کرنے کا طریقہ بھی وہی ہے جو دوسرے حروف کی ادا معلوم کرنے کا ہے

جواب: جس طرح قرآن کے دوسرے حروف کا تلفظ اور ان کی صحیح ادا معلوم کرنے کے لئے علم ادا کی کتابوں اور اس فن کے علماء کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اور اس بارے میں انہیں دو چیزوں پر اعتماد کیا جاتا ہے، اسی طرح حرفِ ضاد کی صحیح ادا معلوم کرنے کا بھی یہی ذریعہ اور یہی طریقہ ہے اور اس بارے میں ضاد کی کوئی تخصیص نہیں۔ کیونکہ اس کے صحیح تلفظ اور اصلی آواز کے ہم تک پہنچنے میں بھی وہی طریقہ اور وہی ذریعہ متداول رہا ہے جو باقی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرفوں کی آوازوں اور ان کے تلفظ کے پہنچنے میں رائج رہا ہے، اور اس کی رو سے اس کا مشابہ بالظاء ہونا بفضلہٖ تعالیٰ باحسن وجوہ ثابت ہو چکا ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ:۔

❋ جس طرح آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن کے احکام کی تعلیم دی اور اس پر عمل کرنا سکھایا، اسی طرح آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے روبرو قرآن مجید کے الفاظ کی تلاوت فرما کر ان کو اس کی صحیح ادا بھی سکھائی۔

❋ پس جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ سے قرآن کے مطالب اور اس پر عمل کرنا سیکھا، اسی طرح انہوں نے آپ ﷺ سے قرآن کے حروف وکلمات کی ادا بھی سیکھی۔

❋ پھر جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے قرآن کے دوسرے حروف کا تلفظ سیکھا، اسی طرح انہوں نے حرفِ ضاد کی ادا اور اس کا تلفظ بھی سیکھا۔

❋ پھر جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے شاگردوں کو دوسرے حروف کی ادا سکھائی، اسی طرح انہوں نے ضاد کا تلفظ بھی ان کو سکھایا۔

❋ پھر اسکے بعد اس مبارک زمانہ سے ہمارے اس زمانہ تک جس طرح ہر زمانے میں نہایت معتبر اور ثقہ علماء اور بالخصوص علم ادا کے ائمہ کرام کے ذریعہ قرآن کے دوسرے حروف وکلمات کی صحیح ادا کی حفاظت قرناً بعد قرنٍ اور نسلاً بعد نسلٍ ہوتی چلی آئی ہے، ٹھیک اسی طریقہ اور اسی ذریعہ سے حرف ضاد کے صحیح تلفظ کی حفاظت بھی ہوتی چلی آئی ہے۔

❋ پس اگر ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں اور یقیناً کرتے ہیں کہ قرآن مجید کے دوسرے حروف کی صحیح ادا آج بھی اسی طرح محفوظ ہے جس طرح کہ خیر القرون میں تھی، تو ہمیں یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ حرف ضاد کی صحیح ادا بھی اسی طرح محفوظ ہے جس طرح کہ اس مبارک زمانہ میں تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٭ پس جس طرح ہمیں دوسرے حروف کے مخارج، ان کی صفات اور دوسری کیفیاتِ ادا مثلاً: مد، امالہ، غنہ، ترقیق، تفخیم، تسہیل، ادغام، اخفاء وغیرہ کے بارے میں کوئی تردّد اور کوئی شک نہیں، اسی طرح ہمیں ضاد کے اس تلفظ کی صحت کے بارے میں بھی کوئی شک اور کوئی وہم نہیں۔

اس لئے کہ جن قابل اعتماد حضرات کے ذریعے یہ چیزیں ہم تک پہنچی ہیں انہیں کے ذریعہ ہم تک ضاد کا یہ تلفظ بھی پہنچا ہے۔ اور اس شبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ [ضاد کی ادا میں چونکہ اختلاف ہے اسلئے اسکے تلفظ اور آواز کے بارے میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہو سکتا]، کیونکہ یہ اختلاف بہت بعد کے زمانہ کی پیداوار ہے جس کی ابتدا اولاً مولدین اور اعجام کی مخرج پر عدمِ قدرت سے ہوئی یعنی ان سے مخرج پر زبان نہیں لگتی تھی۔ پھر رفتہ رفتہ اس کی تصحیح کی طرف سے لاپرواہی ہونے لگی اور پھر بعد کے زمانہ میں بعض حضرات کے کلام کو غلط محمل پر محمول کر لینے، نیز بعض بے سند اور بے دلیل باتوں پر اعتماد کر لینے کی وجہ سے اس اختلاف کو اور بھی تقویت مل گئی۔

ائمہ ادا نے دوسرے حروف کی طرح ضاد کے تلفظ کو بھی صدر اول ہی میں مدون فرما دیا تھا

ورنہ جس طرح ائمہ ادا نے دوسرے حرفوں کے مخارج اور ان کی صفات صدر اول ہی میں مدون فرما دی تھیں، اسی طرح انہوں نے حرف ضاد کے مخرج اور صفات کی تدوین بھی اسی زمانہ میں فرما دی تھی۔ اس خدمت کا حق پہنچتا بھی انہیں کو تھا اور وہی اس کے اہل بھی تھے، اسلئے کہ انہوں نے تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ پایا تھا جو خود بھی عرب العرباء تھے اور اسکے علاوہ انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم سے شرفِ تلمذ بھی حاصل تھا۔ ان حضرات نے اسکے اندر جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صفات بیان فرمائی ہیں وہ وہی ہیں جو ظاء کے اندر پائی جاتی ہیں، یعنی جہر، رخاوت، استعلاء، اطباق۔ پس اگر ان صفات کی وجہ سے ظاء نرم اور پُر ادا ہوتا ہے اور اس کی آواز جاری رہتی ہے تو اس کی کوئی وجہ نہیں کہ ضاد نرم اور پُر ادا نہ ہو یا اس کی آواز جاری نہ رہ سکے۔

رہی استطالت؟ سو وہ جریانِ صوت میں حائل نہیں بلکہ اس کے لئے ممد و معاون ہے۔ كَمَا حَققنا مِنْ قَبل فِي بَدء البحث

صدر اول کے ائمہ ادا کا ضاد و ظاء میں ایک ہی طرح کی صفات بیان کرنا اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ خیر القرون میں "ضاد" ظاء کے مشابہ ادا ہوتا تھا

لہٰذا صدر اول کے ائمہ تجوید کا "ضاد" کے اندر "ظاء" والی صفات بیان فرمانا یہ اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ انہوں نے تابعین کو، تابعین نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مشابہ بالظاء ادا فرماتے ہوئے سنا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مشابہ بالظاء ادا فرمانا یہ اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ انہوں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح ادا فرماتے ہوئے سنا تھا۔

میں کہتا ہوں کہ اگر بالفرض ہم یہ تسلیم بھی کر لیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ضاد کو مشابہ بالدال ادا فرماتے تھے تو ظاہر ہے کہ پھر ہمیں یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی آپ سے اسی طرح پڑھنا سیکھا اور اپنے شاگردوں کو بھی اسی طرح پڑھایا تو پھر وہ کون سی چیز اور وہ کون سا داعیہ تھا جس کی بناء پر ائمہ ادا یعنی خلیل، سیبویہ اور فراء رحمہم اللہ نے جو تبع تابعین اور ان کے بعد ہی کے زمانہ کے ہیں، اس صحیح اور نبوی تلفظ کو چھوڑ کر جو کہ آسان بھی تھا خواہ مخواہ ایک ایسے تلفظ کو اختیار کیا جو مشکل ہونے کے علاوہ بقول ان کے غیر صحیح اور غیر نبوی بھی ہے۔ اگر ان حضرات نے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ میں سے عرب العرباء کو مشابہ بالدال ادا کرتے ہوئے سنا تھا تو پھر انہوں نے اس کے اندر ظاء والی صفات کیوں بیان کیں اور دال والی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیوں نہ بیان کیں؟

لہٰذا اب ہمیں دو باتوں میں سے ایک کا ضرور قائل ہونا پڑے گا کہ ان حضرات نے یا تو صحابہ رضی اللہ عنہم اور اس وقت کے عرب العرباء کو مشابہ بالظاء پڑھتے ہوئے سنا، اس لئے اسی تلفظ کو اختیار کیا اور اسی کو اصطلاحات کے ذریعہ بعد کے لوگوں کے لئے مدون فرمایا، یا پھر معاذ اللہ ہمیں اس بات کا قائل ہونا پڑے گا کہ ان حضرات نے سنا تو مشابہ بالدال ہی تھا لیکن کسی نامعلوم اور خفی غرض کی بناء پر اختیار مشابہ بالظاء کو کیا اور اسی تلفظ کو مدون فرمایا، لیکن یہ ان حضرات کی علمی دیانت پر نہایت مذموم حملہ ہوگا جس سے پھر ایک ضاد ہی نہیں بلکہ قرآن مجید کے تمام حروف کی ادا ہی مشکوک ہو جائے گی اور نہ صرف حروف کی ادا بلکہ دوسرے اسلامی علوم کے بارے میں بھی یہی خدشہ لاحق ہوگا۔

میں سمجھتا ہوں کہ عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں ضاد کے مشابہ بالظاء ادا ہونے پر اس سے زیادہ واضح اور قوی ثبوت پیش نہیں کیا جا سکتا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مَا وَفَّقَنِی لا یراد هٰذَا الدَّلیل المحکم والثبوت الأقوم

بہر حال ضاد کا صحیح اور اصلی تلفظ مشابہ بالظاء ہی ہے۔ یہ بات الگ ہے کہ کسی سے اس تلفظ کے موافق ادا نہ ہو سکے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ حقیقت ہی سے انکار کر دیا جائے۔ اگر عملاً یہ مشکل ہے تو اس کی تصحیح کے لئے کوشش کرنی چاہیئے اور صحیح تلفظ پر قدرت نہ ہونے کی وجہ سے خود ہی کو قصوروار سمجھنا چاہیئے، نہ یہ کہ جملہ اہل فن اور علمائے امت کے اجماعی فیصلہ کو ٹھکرا کر بے دلیل اور غیر مستند بات کو منوانے کی کوشش کی جائے۔

حق کے واضح ہو جانے اور صحیح مسئلہ کے معلوم ہو جانے کے بعد مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ حق کے سامنے سر تسلیم خم کر دے اور حق کو بلا چوں و چراں قبول کرے۔

لأن الحق أحق أن يتبع والله يقول الحق وهو يهدى السبيل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تتمہ یا تصویر کا دوسرا رخ

"ضاد" ظاء کے صرف مشابہ ہی ہے اس کا عین نہیں

جس طرح بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ "ضا و ظاء میں تشابہ نہیں" اسی طرح بعض اس غلط فہمی کا بھی شکار ہیں کہ "ان دونوں حرفوں میں چونکہ از روئے صفات کامل درجہ کا اشتراک اور اس کی وجہ سے غایت درجہ کا تشابہ صوتی موجود ہے، لہٰذا ان دونوں میں فرق کرنے اور ہر ایک کو اسی کے مخرج سے ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں"۔ چنانچہ حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب رحمہ اللہ پانی پتی نے اپنے رسالہ "محو الفساد فی تحقیق تلفظ الضاد" میں بعض روافض کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

> مخرج را در حقیقت حروف دخل نیست۔ انسان مکلف است با خراج حقیقت حرف نہ بہ مخرج آن۔ پس حقیقت حرف باید ادا کرد از مخرج مشہور باشد یا نباشد۔ (محو الفساد)

گزشتہ صفحات میں مسئلہ کا یہ پہلو تو بحمد اللہ پوری طرح محقق اور واضح ہو گیا ہے کہ ضاد وظاء باہم متشابہ الصوت ہیں اور اب ذیل میں مسئلہ کے دوسرے پہلو پر کلام کیا جاتا ہے اور اس شق کو بھی زیر بحث لایا جاتا ہے تاکہ موضوع ہر لحاظ سے کامل و مکمل ہو جائے اور مسئلہ زیر بحث کے سمجھنے میں کوئی غلط فہمی حائل نہ رہے۔ گو یہ شق بھی پہلے بیان ہو چکی ہے لیکن وہاں اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا ذکر ضمناً آ گیا تھا اور تھا بھی مجمل، اب یہاں مقصود ہی اس شق کا بیان کرنا ہے اور بات بھی تفصیل سے کی گئی ہے۔

ضاد ایک مستقل حرف ہے، نہ عین ظاء ہے نہ عین دال

بے شک یہ ایک ناقابل تردید اور مانی ہوئی حقیقت ہے کہ ضاد و ظاء میں اشتراکِ صفاتِ ذاتیہ کی وجہ سے لفظی اور صوتی تشابہ موجود ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ضاد عین ظاء ہے یا اس کو ظاء کے مخرج سے نکالنا صحیح ہے، ایسا ہرگز جائز نہیں! دوسرے حروف کی طرح ضاد بھی ایک مستقل حرف ہے اور اس کی بھی ایک مستقل آواز اور مستقل ادا ہے۔ اس کا مخرج ظاء کے مخرج سے الگ ہے جس کی وجہ سے ضاد اور ظاء کا متغایر الذات یعنی دونوں کا الگ الگ حرف ہونا ایک کھلی ہوئی بات ہے۔ پھر یہ کہ ضاد میں استطالت ہے اور ظاء میں یہ صفت نہیں۔

سطورِ بالا میں جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس سب کا مقصد صرف یہ ہے کہ ضاد کی آواز سننے میں ظاء کی آواز کے بہت مشابہ اور اس سے ملتی جلتی ہے، دال وغیرہ کے مشابہ نہیں اور بس۔ یہ مطلب نہیں کہ یہ دونوں بالکل ہی ایک ہیں کیونکہ تشابہ خود تغایر کی دلیل ہے۔ اس لئے تشابہ کے لئے مشبّہ اور مشبّہ بہ دو چیزوں کا ہونا ضروری ہوتا ہے ورنہ تشابہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا۔ اور اگر تشابہ کا یہ مطلب لیا جائے کہ دو حرفوں کے تلفظ میں کوئی فرق ہی نہ ہو اور وہ دونوں سننے میں من کل الوجوہ متحد ہوں تو پھر مشابہت اور عینیت میں کوئی فرق ہی باقی نہ رہے گا، اس لئے دونوں کا مخرج الگ الگ ہونے اور ضاد میں صفت استطالت کے ہونے اور ظاء میں نہ ہونے کی وجہ سے ایک کو دوسرے سے ممتاز کر کے پڑھنا اور ہر ایک کو اس کے اپنے ہی مخرج سے ادا کرنا ضروری ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضاد کو ظاء سے ممتاز کر کے پڑھنے کے بارے میں قراء و علماء رحمہم اللہ کے ارشادات

علامہ جزری رحمہ اللہ: ("مقدمہ" میں امتیاز کرنے کی تاکید)

چنانچہ محقق ابن الجزری رحمہ اللہ اپنے مشہور رسالہ مقدمہ جزریہ (شعر:۵۲) میں فرماتے ہیں:

وَالضَّادَ بِاسْتِطَالَةٍ وَّمَخْرَجٖ مَیِّزْ مِنَ الظَّآءِ ... الخ

یعنی: ضاد کو مخرج کی تفریق اور استطالت کی وجہ سے ظاء سے ممتاز کر کے پڑھو۔

پھر اس کے بعد موصوف نے وہ تمام الفاظ بیان فرمائے ہیں جو قرآن عزیز میں ظاء کے مادہ سے آئے ہیں، تاکہ ان کو تو ظاء کے ساتھ پڑھا جائے اور باقی الفاظ کو ضاد سے۔ اگر امتیاز کرنا ضروری نہ ہوتا، ایک کو دوسرے کی جگہ اور اس سے بدل کر پڑھنا جائز ہوتا جیسا کہ بعض حقیقت سے ناواقف لوگوں کا خیال ہے تو علامہ جزری رحمہ اللہ کو نہ امتیاز کی تاکید فرمانے کی ضرورت تھی اور نہ ظاء کے مادہ والے الفاظ کو بیان کرنے کی حاجت۔ ان کا امتیاز کی تاکید فرمانا اور ظاء کے مادہ والے کلمات کو چھانٹ کر الگ کر دینا اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ ضاد وظاء میں امتیاز کرنا ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ باقی حرفوں میں ضروری ہے، کیونکہ اگر ان میں امتیاز نہ کیا جائے گا اور ضاد کو ظاء ہی کے مخرج سے ادا کیا جائے گا تو ایک حرف کے دوسرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرف سے بدل جانے سے لحن جلی لازم آئے گی اور یہ حرام ہے۔ ہاں یہ مسلّم ہے کہ ان دونوں میں غایت درجہ کے تشابہ کی وجہ سے امتیاز کرنا مشکل ہے، لیکن یہ امتیاز محالات میں سے نہیں۔

پس بعض حضرات کا یہ کہنا کہ [چونکہ ان دونوں حرفوں میں اس قدر مشابہت ہے کہ ایک کا دوسرے سے جدا کرنا نہایت دشوار ہے، اس لئے ان میں فرق کرنا ضروری نہیں] ناقابل تسلیم ہے۔ اس لئے کہ یہ فرق گو مشکل تو ضرور ہے لیکن محال نہیں، نہ عادۃً نہ نقلاً۔

❊ عادتاً تو اس لئے کہ ہر زمانہ میں اللہ کے ایسے بہت سے بندے موجود رہے ہیں جو دوسرے متشابہ الصوت حروف کی طرح ان دونوں میں بھی فرق کرتے رہے ہیں۔

❊ نقلاً اسلئے کہ ائمہ فن اس فرق کی تاکید فرماتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ ابھی اوپر علامہ جزری رحمہ اللہ کا وہ ارشاد درج ہو ہی چکا ہے جس میں انہوں نے ضاد کو مخرج کے اختلاف اور صفت استطالت کی وجہ سے ظاء سے ممتاز کر کے پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

"نشر" میں ضاد کو ظاء کے مخرج سے ادا کرنے کی ممانعت

علاوہ ازیں موصوف نے النّشر میں ضاد کو ظاء کے مخرج سے ادا کرنے کی صاف لفظوں میں بھی تغلیط فرمائی ہے۔ جیسا کہ ضاد کو غلط پڑھنے والے گروہوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فمنهم من يخرجه ظاء۔ ومنهم من يمزجه بالذال ومنهم من يجعله لاما مفخمة، ومنهم من يشمه بالزاي۔ وكل ذلك لا يجوز۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پس اس سے معلوم ہوگیا کہ ضاد کو جس طرح ممزوج بالذال، مشمہ بالزای اور مبدل بلام مفخم ادا کرنا ناجائز ہے، اسی طرح اس کو ظاء کے مخرج سے ادا کرنا بھی ناجائز ہی ہے۔

''تمہید'' میں ابدال کی ممانعت اور اس کی وجہ

تمہید میں آپ نے اس کو ذرا اور تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے کیونکہ وہاں پہلے تو ضاد کو ظاء سے بدل کر پڑھنے کے سبب بیان فرمایا ہے اور پھر اس کا تعاقب کرتے ہوئے اس ابدال کی قباحت بیان فرمائی ہے جیسا کہ فرماتے ہیں:

واعلم أن هذا الحرف ليس من الحروف حرف يعسر على اللسان غيره، والناس يتفاوتون فى النطق به فمنهم من يجعله ظاء مطلقا لأنه يشارك الظاء فى صفاتها كلها، ويزيد عليها بالاستطالة، فلولا الاستطالة واختلاف المخرجين لكانت ظاء، وهم أكثر الشاميين وبعض أهل المشرق. وهذا لا يجوز فى كلام الله تعالى، لمخالفة المعنى الذي أراد الله تعالى، إذ لو قلنا الضَّآلِّيْنَ بالظاء كان معناه "الدائمين" وهذا خلاف مراد الله تعالى، وهو مبطل للصلاة، لأن "الضلال" هو ضد "الهدى" كقوله: ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ، وَلَا الضَّآلِّيْنَ ونحوه، وبالظاء هو الدوام كقوله: ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وشبهه، فمثال الذي يجعل الضاد ظاء في هذا وشبهه كالذي يبدل السين صادا في نحو قوله: وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

و وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوْا. فالأول من السر، والثاني من الإصرار.

ترجمہ: یعنی حروفِ قرآنیہ میں ضاد کے سوا کوئی اور حرف زبان پر دشوار نہیں، اور لوگ اس میں مختلف الادا واقع ہوئے ہیں، پس بعض اس کے بجائے خالص ظاء ادا کرتے ہیں، اس لئے کہ یہ ظاء کے ساتھ تمام صفات میں شریک ہے اور (ایک) استطالت (ہی) اس میں زیادہ ہے۔ پس اگر استطالت اور مخرج کا اختلاف نہ ہوتا تو ضاد عین ظاء ہوتا اور یہ اکثر شامی اور بعض اہل مشرق ہیں۔ حالانکہ یہ تبدیلی کلام اللہ میں جائز نہیں کیونکہ اس تبدیلی سے اس معنیٰ کی مخالفت لازم آتی ہے جو یہاں اللہ تعالیٰ کی مراد ہیں، اس لئے کہ اگر ہم وَلَا الضَّآلِّيْنَ کے بجائے وَلَا الظَّآلِّيْنَ بظاء معجمہ پڑھیں گے تو اس صورت میں اس لفظ کے معنیٰ دائمین یعنی ہمیشہ رہنے والوں کے ہوں گے اور یہ حق تعالیٰ کی مراد کے خلاف ہے اور اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ:۔

* لفظ ضَلَال بضادِ معجمہ هُدی بمعنیٰ ہدایت کی ضد ہے (جسکے معنیٰ گمراہی کے آتے ہیں) جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ (اسراء:۶۷) اور وَلَا الضَّآلِّيْنَ وغیرہ میں ہے۔

* ظَلَال بالظاء کے معنیٰ الدَّوام (ہمیشہ ہونے) کے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا (نحل:۵۸) اور اس جیسے دوسرے الفاظ میں ہے۔

پس ایسے موقعوں میں ضاد کو ظاء سے بدل دینا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَاَسَرُّوا النَّجْوٰی (طٰہٰ:٦٢) اور وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوْا (نوح:٧)
وغیرہ میں سین کو صاد سے (اور صاد کو سین سے بدل دے)، کیونکہ پہلا
"سِرّ" سے ہے اور دوسرا "اصرار" سے۔

پس صاحب تمہید کا مطلب یہ ہے کہ گو ضاد و ظاء میں صفتی اشتراک موجود ہے لیکن اس کی وجہ سے ایک کو دوسرے سے بدلنا قطعاً جائز نہیں، اس لئے کہ اس سے قرآن کے معنیٰ بدل جاتے ہیں۔

علامہ محمد مکی رحمہ اللہ کا صحت ادا کی تاکید فرمانا

علامہ محمد مکی اپنی کتاب "رعایہ" میں فرماتے ہیں:

وَلا بُدَّ له من التحفظ بلفظ الضاد حيث وقعت فهو أمر يُقَصِّرُ فيه أكثر مَن رأيتُ من القراء والأئمة، لصعوبته على مَن لم يدرُب فيه. فلا بُدَّ للقارئ المجود أن يلفظ بالضاد المفخمة مستعلية مطبقة مستطيلة، فيظهر صوت خروج الريح عند ضغط حافة اللسان بما يليه من الأضراس عند اللفظ بها، ومتى فرَّط في ذلك أتى بلفظ الظاء أو بلفظ الذال، فيكون مبدلا ومغيرا ...الخ

(رعایہ ص ۱۸۴/۴۶)

ترجمہ: یعنی قاری کے لئے ضروری ہے کہ حرف ضاد کو ہر جگہ پورے اہتمام کے ساتھ ادا کرے کیونکہ یہ ایک ایسا مرحلہ ہے کہ میں نے اکثر قراء اور ائمہ کو اس کے تلفظ کے غیر ماہرین پر دشوار ہونے کی وجہ سے اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کوتاہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ پس قاری مجود کے لئے ضروری ہے کہ ضاد کو تفخیم، استعلاء، اطباق اور استطالت کے ساتھ ادا کرے۔ اگر اس طرح ادا کرے گا تو اس کے ادا کرتے وقت جب کنارۂ زبان ڈاڑھوں سے لگے گا تو ایک لطیف آواز پیدا ہوگی اور جب اس میں کوتاہی کرے گا تو بجائے ضاد کے ظاء یا ذال ادا ہو جائے گا اور ضاد ان حرفوں سے بدل جائے گا۔

علامہ زمخشری کا ضاد وظاء میں بلحاظِ مخرج فرق کرنے کو ضروری قرار دینا

علامہ زمخشری رحمہ اللہ تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں:

و إتقان الفصل بين الضاد والظاء: واجب. ومعرفة مخرجيهما مما لا بد منه للقارئ فإن أكثر العجم لا يفرّقون بين الحرفين و إن فرقوا ففرقا غير صواب ...الخ

(کشاف، ص:۱۳، ج۱)

ترجمہ: ضاد وظاء میں بلحاظ مخرج اچھی طرح امتیاز کرنا اور ہر ایک کو دوسرے سے ممتاز کر کے پڑھنا ضروری ہے اور ان دونوں کے مخرجوں کی معرفت ان امور میں سے ہے جن کا جاننا قاری کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ اکثر اعجام ان دونوں حرفوں میں فرق نہیں کرتے اور اگر کرتے بھی ہیں تو صحیح طور پر نہیں کرتے۔

حضرۃ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ کا ضاد وظاء میں فرق نہ کرنے پر شکوہ فرمانا

قدوۃ المحققین فخر المتأخرین حضرۃ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ دہلوی المتوفی ۱۲۳۹ھ تفسیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عزیزی میں آیت کریمہ: وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ۝ (تکویر:۲۴) کی تفسیر کے تحت فرماتے ہیں:

فرق در میان ضاد وظاء بسیار مشکل است۔ خوانندگان این دیار هر دو را یکسان می برآرند، نه در مقام "ضاد" ضاد می شود، و نه در مقام "ظاء" ظاء۔ مخرج این هر دو حرف را جدا جدا شناختن قارئ قرآن را ضرور است۔

(الاقصاد فی الضاد، ص:۸)

ترجمہ: ضاد وظاء میں فرق کرنا بہت مشکل ہے۔ اس ملک کے عام قاری دونوں کو ایک ہی طرح ادا کرتے ہیں۔ نہ ضاد کے موقع پر ضاد ادا ہوتا ہے اور نہ ظاء کے موقع میں ظاء۔ قاری قرآن کے لیے ضروری ہے کہ ان دونوں حرفوں کا مخرج الگ الگ پہچانے۔

اس کے بعد آپ نے ان دونوں حرفوں کا صحیح مخرج بیان فرمایا ہے تاکہ قاری ایک کو دوسرے سے ممتاز کر سکے۔

صاحب تحفہ نذریہ کا دونوں میں امتیاز کرنے کی تاکید فرمانا اور امتیاز کا مطلب

حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب رحمہ اللہ محدث پانی پتی تحفہ نذریہ میں ارقام فرماتے ہیں:

و آنچه در بعض رسائل تشابه ضاد بظاء واقع است مرادش این نیست که امتیاز ازهم رفع شود، وضاد از ظاء متمیز مسموع نه شود، بلکه مرادش این است که

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چون ایشان در اکثر صفات با یک دیگر شریک هستند و بکمال استعلاء واطباق اداء شود. پس هر دو در تفخیم وجهر و اطباق ورخاوت در صوت مشابه شوند تا آنکه ضعیف السمع وناواقف از صوت حروف در غلط افتد وگمان اتحاد ایشان کند، نه آنکه از یک دیگر ممتاز نیستند، بلکه هر یک از دیگر جدا وممتاز است بمخرج وصفات خود، در سمع صحیح هم از یکدیگر جدا هستند وهمین است معنی تشابه ایشان، وتمیز وفرق در اداء ودر سمع هر دو واجب است و بعوام جهال کلام نیست و برای تمیز آن از ظاء جدائی بمخرج و صفت استطالت کافی است ...... الخ (تحفہ نذریہ، ص:۲۹)

ترجمہ: اور بعض رسائل میں جو یہ لکھا ہے کہ "ضاد" ظاء کا مشابہ ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان دونوں میں کچھ فرق ہی نہیں ہے اور "ضاد" ظاء سے جدا اور ممتاز سنائی نہیں دیتا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں چونکہ اکثر صفات میں باہم شریک ہیں اور کمالِ استعلاء واطباق کے ساتھ ادا ہوتے ہیں، اس لئے یہ دونوں تفخیم، جہر، اطباق اور رخاوت میں شرکت کی وجہ سے آواز میں اس درجہ مشابہ ہیں کہ حروف کی آوازوں سے ناواقف اور کمزور شنوائی والا شخص غلطی میں پڑ جاتا ہے اور ان دونوں کے ایک ہی ہونے کا گمان کر بیٹھتا ہے، ورنہ یہ بات نہیں کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے ممتاز ہی نہیں ہیں۔ بلکہ ہر ایک اپنے مخرج اور بعض صفات کی وجہ سے دوسرے سے ممتاز اور جدا ہے اور سمع صحیح میں بھی ایک دوسرے سے ممتاز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور یہی مطلب ہے ان کے مشابہ ہونے کا اور ادا اور سمع میں دونوں میں فرق کرنا ضروری ہے۔ اور عوام جہال کی بات کا اعتبار نہیں اور ضاد کو ظاء سے متمیّز اور جدا ادا کرنے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کو اسی کے مخرج سے صفت استطالت کو ملحوظ رکھ کر ادا کیا جائے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا تشابہ سے تغایر پر استدلال فرمانا

حضرت تھانوی قدس سرہ العزیز نے اس ساری بحث کو بہت مختصر لفظوں میں سمیٹ دیا ہے جیسا کہ فرماتے ہیں:

ضاد حرف مستقل است نہ عین ظاء است نہ عین دال، گو مشابہ الصوت است بظاء، لیکن مفہوم مشابہت خود مستلزم است امتیاز را زیرا کہ مشابہ بودن چیزی بذات خود معنی ندارد۔ مشابہت در مغائرین می باشد۔

(التحقیق اللطیف ص: ۲۹، نقلاً از رسالہ النور جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ)

ترجمہ: بہر حال ضاد ایک مستقل حرف ہے، نہ عین ظاء ہے نہ عین دال، اگرچہ اس کی آواز ظاء کے آواز کے مشابہ ہے لیکن مشابہت کا مفہوم خود امتیاز کو مستلزم ہے۔ اس لئے کہ کسی چیز کے اپنی ذات میں مشابہ ہونے کے کوئی معنیٰ نہیں۔ مشابہت دو متغایر اور الگ الگ چیزوں ہی میں ہوتی ہے۔

صاحب رسالۃ الصیحہ کا تفریق ذات کی تصریح کرنا

رسالۃ الصیحہ فی اداء الضاد الفصیحہ میں ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ان الضاد اذ أديت فى مخرجها وزيدت الاستطالة فيها امتازت عن الظاء فى الذات وتشابهت معها فى السمع والصوت ولا يلزم من التشابه بينهما فى الصوت ابدالها بالظاء لأنها ممتازة عن الظاء بتغاير المخرج وزيادة الاستطالة۔ كما قال ابن الجزرى رحمه الله:

وَالضَّادَ بِاسْتِطَالَةٍ وَّمَخْرَجٍ مَيِّزْ مِنَ الظَّاءِ وَكُلُّهَا تَجِیٔ

ترجمہ: یہ بات یقینی ہے کہ جب ضاد کو اس کے مخرج سے نکالا جائے گا اور اس میں استطالت ادا کی جائے گی تو وہ ظاء سے ذات میں ممتاز اور صوت وسمع میں اس کے ساتھ مشابہ ہوگا اور ان دونوں کا آواز میں باہم مشابہ ہونا اس کے ظاء سے بدل لینے کو مستلزم نہیں اس لئے کہ یہ مخرج کے علیحدہ ہونے نیز استطالت کے ہونے کی وجہ سے ظاء سے ممتاز ہے۔

جیسا کہ محقق ابن الجزری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: اور ممتاز کر کے پڑھ ضاد کو ظاء سے بوجہ (صفتِ) استطالت اور مخرج (کی تفریق)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نتیجہ اور مآل

مندرجہ بالا عبارتوں سے یہ حقیقت پوری طرح عیاں ہوگئی کہ علماء تجوید و قراءات اور مفسرین عظام جہاں ضاد و ظاء میں تشابہ کے قائل ہیں وہاں وہ ایک کو دوسرے سے ممتاز کر کے پڑھنے اور ہر ایک کو اس کے اپنے ہی مخرج سے ادا کرنے کو بھی ضروری قرار دیتے ہیں اور تشابہ کی آڑ لے کر ایک کو دوسرے سے بدل کر اور اسکے مخرج سے ادا کرنے کو قطعاً ناجائز بتاتے ہیں۔ خصوصاً رسالۃ الصحیحہ اور تمہید میں تو مسئلہ کو بہت ہی واضح اور مدلل انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ پس رسالۃ الصحیحہ کا یہ فیصلہ واقعی حق اور درست ہے کہ "ضاد ظاء کے ساتھ صرف بلحاظ صفات ہی مشابہت رکھتا ہے اور ذات میں اس سے ممتاز ہے۔" لہٰذا اگر صفتی اشتراک کی وجہ سے صوتی تشابہ ایک امر قطعی ہے تو تغایر ذاتی کی وجہ سے ایک کو دوسرے سے ممتاز کر کے پڑھنا بھی ضروری اور لابدی ہے اور تشابہ صوتی کی وجہ سے ضاد کو ظاء سے بدل کر پڑھنے اور اسکے مخرج سے ادا کرنے کی قطعاً اجازت نہیں اور محقق ابن الجزری رحمہ اللہ کی یہ تحقیق بھی انیق ہے کہ ضاد و ظاء میں گو صفتی اشتراک موجود ہے لیکن اس کی وجہ سے ایک کو دوسرے سے بدلنا جائز نہیں، اسلئے کہ اس سے قرآن مجید کے معنیٰ بدل جاتے ہیں۔ ایسے ہی حضرت تھانوی رحمہ اللہ

اور احقر عرض کرتا ہے کہ اگر کسی مقام میں معنیٰ نہ بھی بدلیں۔ تب بھی ابدال حرف بحرف تو بہر حال لازم آہی جاتا ہے اور یہ بجائے خود ایک بہت بھاری اور فاش غلطی ہے اس لئے کہ جو قباحت قرآن کے معنیٰ بدل جانے میں ہے وہی قباحت اسکے حروف وکلمات کے بدل جانے میں بھی ہے۔ مطلب عرض کرنے کا یہ ہے کہ اگر ابدال حرف سے معنیٰ بھی بدل جائیں تو یہ ابدال قبیح ہے لیکن اگر کسی مقام پر اس سے معنیٰ نہ بھی بدلیں جب بھی یہ ابدال ناجائز اور ممنوع ہی ہوگا، اسلئے کہ معانی کی طرح قرآن مجید کے الفاظ کی حفاظت بھی ضروری ہے۔ ۱۲

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی یہ تحقیق بھی لطیف ہے کہ "مشابہت کا مفہوم خود امتیاز کو مستلزم ہے" اس لئے کہ کسی چیز کے اپنی ذات کے مشابہ ہونے کے کوئی معنیٰ نہیں۔ مشابہت دو متغائر اور الگ الگ چیزوں ہی میں ہوتی ہے، کیونکہ اگر دو چیزیں نہ ہوں تو تشابہ کا سوال ہی پیدا نہ ہو، نہ کوئی مشبّہ کہلائے نہ مشبّہ بہ۔

تمایز بین الحرفین کی صورتیں

اب یہ سمجھئے کہ حروف کے ایک دوسرے سے ممتاز ہونے کی دو صورتیں ہیں:۔

❋ جن حرفوں کا مخرج ایک ہے جیسے طاء و تاء، ظاء و ذال اور صاد و سین وغیرہ، وہ تو صفاتِ ذاتیہ کی وجہ سے ممتاز ہوتے ہیں۔

❋ اور جو حروف صفاتِ ذاتیہ میں باہم مشترک ہیں جیسے جیم و دال، میم و نون اور حاء و ثاء وغیرہ، ان میں تمایز "مخرج" سے ہوتا ہے۔

ضاد و ظاء بھی اسی نوع سے ہیں۔ پس جن حرفوں میں تمایز بالمخرج ہے وہ اگر اپنے اصلی مخرجوں سے ادا نہ ہوں گے تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں ان کی اصلی حقیقت ادا نہ ہوگی بلکہ زائل ہو جائے گی، اسلئے کہ یہ ان کی حقیقت میں داخل ہے کہ وہ انہی مخرجوں سے ادا ہوں جو ان کیلئے خاص ہیں۔ جس طرح کہ جن حرفوں میں تمایز بالصّفت ہے، اگر ان کی وہ صفات ادا نہ کی جائیں جن کی وجہ سے وہ ایک دوسرے سے متمایز ہوتے ہیں تو وہ دوسرے حرفوں سے بدل جاتے ہیں۔ جیساکہ علامہ جزری رحمہ اللہ نے تمہید میں وَاَسَرُّوْا اور وَاَصَرُّوْا کی مثال دے کر یہ بات سمجھائی ہے۔

www.kitabosunnat.com

پس اگر وَاَسَرُّوْا کو وَاَصَرُّوْا اور وَاَصَرُّوْا کو وَاَسَرُّوْا پڑھنا غلط ہے تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَلَا الضَّآلِّیْنَ کو وَلَا الظَّآلِّیْنَ اور اَلْمَغْضُوْبِ کو اَلْمَغْظُوْبِ پڑھنا بھی یقیناً غلط ہے، کیونکہ اگر صفات کو اہتمام کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے تو مخرج کا اہتمام بدرجہ اولیٰ ضروری ہے۔

پس یہ قول سراسر غلط اور مہمل ہے کہ: [مخرج کو حرف کی حقیقت میں دخل نہیں، انسان حرف کی حقیقت کے ادا کرنے کا مکلف ہے مخرج سے ادا کرنے کا مکلف نہیں]، اس لئے کہ جب حرف اپنے مخرج ہی سے ادا نہ ہوگا اور اس کی ذات ہی کا تحقق نہ ہوگا تو محض صفات کے ادا ہونے سے اس کی حقیقت کیسے ادا ہوسکتی ہے۔ لہٰذا تجرید ذات اور تشخیص حرف کی غرض سے ضاد کو خود اسی کے مخرج سے ادا کرنا ضروری ہے کیونکہ صوت وتلفظ میں تو یہ دونوں مشابہ ہی ہیں۔ اگر مخرج کے امتیاز کو بھی نظر انداز کر دیا جائے گا تو لامحالہ دونوں ایک ہی ہو جائیں گے اور ضاد، ضاد نہیں رہے گا خواہ اس کی آواز ظاء کے مشابہ ہی کیوں نہ ہو، اس لئے کہ ضاد کی حقیقت میں یہ بھی داخل ہے کہ اس کی آواز اپنے ہی مخرج یعنی زبان کے بغلی کنارہ اور ڈاڑھوں سے نکلے۔

البتہ ان دونوں میں فرق کرنا کچھ مشکل ضرور ہے

ہاں یہ مسلّم ہے کہ ضاد کو ظاء سے ممتاز ادا کرنا مشکل ہے۔ فقہاء، مفسرین اور مجودین سب ہی کو اس کا اعتراف ہے۔ چنانچہ فقہاء کا ان دونوں کو ان حرفوں میں شمار کرنا جن میں بغیر مشقت کے فصل نہیں ہوسکتا۔ ایسے ہی حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کا تفسیر عزیزی میں یہ ارشاد کہ: فرق در میان ضاد وظاء بسیار مشکل است، اور ایسے ہی حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب رحمہ اللہ الٰہ آبادی کا فوائد مکیہ میں یہ فرمانا کہ "اشتراک صفاتِ ذاتیہ کی وجہ سے ضاد و ظاء میں فرق کرنا اور ایک کو دوسرے سے ممتاز کرنا ماہرین کا کام ہے اور ماہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے فرق کو بھی ماہر ہی خوب سمجھتا ہے"، ان حوالہ جات سے یہ چیز ثابت ہو جاتی ہے کہ ان دونوں میں فصل و تمایز دشوار ہے اور نہ صرف دوسرے علماء بلکہ علمائے ادا بھی اس فرق کو مشکل قرار دیتے ہیں۔

فرق کے مشکل ہونے کی وجہ

اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اشتراک صفاتِ ذاتیہ کی وجہ سے آوازیں تقریباً دونوں کی ایک جیسی ہیں لیکن ان کے ظاہر ہونے کی جگہ الگ الگ ہے۔ پھر ظاء کے مخرج پر زبان کا لگانا تو آسان ہے اس لئے کہ نوکِ زبان کو ثنایا علیا کے کناروں سے لگانا کوئی مشکل نہیں، البتہ زبان کی کروٹ کو ڈاڑھوں کی جڑوں سے لگانا اور وہ بھی اس طرح کہ شروعِ مخرج سے آخر مخرج تک آواز جاری رہے، یہ ایک مشکل چیز ہے جو کثرتِ مشق، مہارتِ تامہ اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق کے بغیر ممکن نہیں۔ کیونکہ یہ حرف عربی زبان ہی کے ساتھ خاص ہے۔ اردو اور فارسی کے جن الفاظ میں یہ حرف استعمال ہوتا ہے وہ بھی دراصل عربی ہی کے الفاظ ہیں جو ان زبانوں میں مستعمل ہونے لگے ہیں۔ اس لئے عجمی لوگ "اس جگہ سے" کسی حرف کے نکالنے کے عادی ہی نہیں ہیں۔ اس وجہ سے انہیں اس حرف کے ادا کرنے میں سخت دشواری پیش آتی ہے۔ لہٰذا کبھی قصداً اور کبھی تساہلاً وہ اس کو بھی ظاء ہی کے مخرج سے ادا کر دیتے ہیں اور اگر خود اسی کے مخرج سے ادا کرنے کی کوشش کرتے بھی ہیں تو بالعموم قاصر رہتے ہیں اور زبان بجائے اضراس سے متصل ہونے کے رباعی، اُنیاب اور ضواحک سے لگ جاتی ہے اور گو بعض دوسرے حروف بھی عربی ہی کے ساتھ مختص ہیں۔ مثلاً ظاء، ذال، ثاء اور صاد وغیرہ، یہی وجہ ہے کہ ان کی صحیح ادائیگی بھی نسبتاً مشکل ہے لیکن ان کے مخرجوں پر زبان کو لگانا ایسا مشکل نہیں، تھوڑی سی محنت کے بعد قدرت ہو جاتی ہے۔ خصوصاً قراء اور مجودین کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لئے توان حرفوں کے ادا کرنے میں کوئی دشواری ہے ہی نہیں۔ چنانچہ علامہ جزری رحمہ اللہ نے بھی تمہید اور النّشر میں صرف ضاد ہی کو اعسر الحروف فرمایا ہے جیسا کہ گزرا۔

پھر یہ سمجھئے کہ تمایز ضاد کا ظاء سے مشکل ہے، ظاء کا تمایز ضاد سے مشکل نہیں، کیونکہ ادائیگی ضاد کی مشکل ہے نہ کہ ظاء کی بھی۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ جزری رحمہ اللہ نے اپنے مقدمہ میں ممتاز کرنے کا حکم ضاد ہی کے بارے میں فرمایا ہے اس لئے کہ عدم قدرت یا تساہل کی وجہ سے زبان اسی کے مخرج پر لگنے سے قاصر رہتی ہے۔

ہاں اگر یہ دونوں مل کر آئیں جیسے بَعۡضَ الظَّنِّ اور بَعۡضَ الظّٰلِمِيۡنَ وغیرہ تو اس صورت میں اسکا بھی امکان ہوتا ہے کہ سبقت لسانی کی وجہ سے ظاء بھی ضاد ہی کے مخرج سے ادا ہو جائے اور زبان ظاء کے مخرج پر نہ پہنچنے پائے۔ کیونکہ ان مثالوں میں ضاد پہلے ہے اور ظاء بعد میں۔ چنانچہ محقق ابن الجزری رحمہ اللہ نے اس خفی خدشہ کا بھی احساس فرمایا اور اپنے رسالہ مقدمہ (شعر: ۶۰) میں اس پر بھی تنبیہ فرمادی۔ جیسا کہ فرماتے ہیں:

وَاِنۡ تَلَاقَيَا الۡبَيَانُ لَازِمۡ   اَنۡقَضَ ظَهۡرَكَ يَعَضُّ الظَّالِمۡ

یعنی اگر ضاد و ظاء آپس میں مل کر آئیں جیسا کہ اَنۡقَضَ ظَهۡرَكَ اور يَعَضُّ الظَّالِمُ تو قاری پر ان دونوں میں سے ہر ایک کو دوسرے سے اس طرح ممتاز کرنا ضروری ہے کہ ہر حرف اپنے ہی مخرج سے ادا ہو، نہ ضاد، ظاء کے مخرج سے ادا ہو اور نہ ظاء، ضاد کے مخرج سے۔

پھر یہ کہ جس شخص کیلئے ضاد کو ظاء سے ممتاز کرنا مشکل ہے اسکے لئے یہ سمجھنا بھی مشکل ہے کہ ضاد ادا ہوا ہے یا ظاء، اسلئے کہ دونوں کی آوازیں سُن کر الگ الگ پہچان بھی وہی کر سکتا ہے جو خود بھی ان دونوں کو ان کے اصلی مخرجوں سے ادا کر سکتا ہو۔ ورنہ یہ پتہ نہیں چلتا کہ آواز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سامنے کے دانتوں سے نکلی ہے یا ڈاڑھوں سے، قصیر ہے یا طویل۔ اسی وجہ سے حضرت قاری صاحب الٰہ آبادی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ "ماہر کے فرق کو بھی ماہر ہی خوب سمجھتا ہے"۔

مگر باوجود دشوار ہونے کے یہ فرق مامور بہ ہے

لیکن اس دشواری کے باوجود یہ فرق ناقابل اعتناء نہیں بلکہ مامور بہ ہے۔ چنانچہ جن علماء نے اس فرق کو مشکل کہا ہے ان سب نے اس کے ملحوظ رکھنے کی تاکید بھی فرمائی ہے۔ جیسا کہ علامہ جزری، علامہ محمد مکی، علامہ زمخشری، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب، حضرت پانی پتی، حضرت تھانوی اور صاحب رسالۃ الصیحہ رحمہم اللہ کی عبارتیں اس فرق کی تاکید میں اوپر درج ہو چکی ہیں۔ بالخصوص محقق ابن الجزری نے تو اس فرق کو بہت ہی اہمیت دی ہے۔ مقدمہ، تمہید اور النشر تینوں ہی میں اس کی تاکید فرمائی ہے جیسا کہ مندرجہ بالا اقتباسات سے ظاہر ہے۔ اور اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ النشر میں فرق نہ کرنے کو ناجائز اور غلط بھی کہا ہے اور تمہید میں اس کے ناجائز ہونے کی وجہ بھی بیان فرمائی ہے کہ اس سے کلام اللہ کے معنیٰ بدل جاتے ہیں، لہٰذا بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ [چونکہ ان دونوں میں فرق کرنا نہایت دشوار ہے، اس لئے اگر ضاد کی جگہ ظاء پڑھی جائے تو کچھ حرج نہیں] سراسر غلط اور نادرست ہے، کیونکہ یہ فرق اگرچہ مشکل تو ضرور ہے لیکن محال یا ناممکن نہیں۔ محققین کا اس فرق کو مشکل فرمانا اس لئے ہے تاکہ قراء اس کا اہتمام کریں، اس لئے نہیں کہ وہ اس کو غیر ضروری سمجھیں یا اس سے لاپروائی برتیں۔

ازروئے لغت ضاد کو ظاء سے بدل لینے کا جواز قراءۃ قرآن میں حجت نہیں

سوال: بعض اہل لغت نے ضاد کے ظاء سے بدل لینے کو جائز قرار دیا ہے۔ چنانچہ "تاریخ ابن خلکان" میں علامہ ابن الاعرابی لغوی کے مترجمہ میں مرقوم ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وكان (اى ابن الأعرابي) يقول: جائز في كلام العرب ان يعاقبوا بين الضاد والظاء، فلا يخطئ من يجعل هذه في موضع هذه۔ (تاریخ ابن خلکان: ج:۴،ص: ۳۰۷)

یعنی علامہ ابن الاعرابی لغوی کہا کرتے تھے کہ کلام عرب میں ضاد کی جگہ ظاء اور ظاء کی جگہ ضاد پڑھنا جائز ہے۔ پس جو شخص ان دونوں کو ایک دوسرے سے بدل کر پڑھتا ہے وہ خاطی نہیں۔

ایسے ہی ابن جنیؒ رحمہ اللہ نے کتاب التنبیہ میں نقل کیا ہے:

ان من العرب من يعجل الضاد ظاء مطلقا فى جميع كلامهم. وهذا غريب، وفيه توسع للعامة... الخ (التمهيد لابن الجزرى)

یعنی بعض عرب ایسے بھی ہیں جو اپنی تمام گفتگو میں ضاد کی جگہ ظاء بولتے ہیں اور یہ غریب ہے اور اس میں عوام کے لئے وسعت ہے۔

پس ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ ضاد کو ظاء سے بدل لینے میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ یہ جائز ہے۔

جواب: ان دونوں میں سے ایک کو دوسرے سے بدلنا یہ صرف بعض عربوں کی لغت ہی ہے قراءات کی رو سے یہ تبدیلی قطعاً جائز نہیں۔ چنانچہ محققین نے اس بات کی تصریح کر دی ہے کہ گو بعض عرب ضاد کو ظاء سے اور بعض ظاء کو ضاد سے بدل لیتے ہیں اور یہ اگرچہ لغت میں منقول ہے اور عام گفتگو میں ایسا کرنا جائز ہے لیکن کتاب اللہ میں یہ جائز نہیں۔ اسلئے کہ قراءۃ سنّت متّبعہ ہے اور اس میں یہ تبدیلی منقول نہیں۔ دیکھو شرح احیاء العلوم الدین، العلامۃ الزبید

عام عربوں کے لغت کا تو قراءۃ میں کیا اعتبار ہوتا جو لغات حدیث میں آئے ہیں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قراءۃ قرآن میں وہ منقول نہیں ان کا اختیار کرنا بھی جائز نہیں۔ چنانچہ حدیث میں لام تعریف کی بجائے میم کا استعمال بھی ہوا ہے جیساکہ وارد ہوا ہے: "لَيْسَ مِنَ امْبِرِّ امْصِيَامُ فِي امْسَفَرِ" مگر اس پر قیاس کرتے ہوئے قرآن مجید میں لام تعریف کو میم سے بدلنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ قرآن کے الفاظ منزل من اللہ ہیں۔ اس میں وہی کچھ پڑھنا جائز ہے جو اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے، پھر لغت کی رو سے بھی یہ ابدال سب کے نزدیک جائز نہیں بلکہ صرف بعض ہی کے نزدیک جائز ہے۔ چنانچہ سوال میں تمہید کی جو عبارت درج کی گئی ہے اس میں غور کرنے سے بھی یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ ابدال صرف بعض عربوں ہی کا لغت ہے سب کا نہیں، کیونکہ إن من العرب میں مِن تبعیضیہ ہے۔ اور پھر صاحب تمہید نے وهذا غريب ... الخ میں اس بات کی تصریح بھی فرما دی ہے کہ گو اس ابدال میں عوام کے لئے وسعت ہے لیکن ہے یہ غریب اور غیر مشہور۔

پھر یہ کہ اگر یہ ابدال تمام عربوں کا لغت ہوتا تو صاحب مقاماتِ حریری عربی لغت کے طلبہ کو التباس اور تردّد سے بچانے کے لئے ظاء کے مادہ والے تمام متداول الفاظ کو چھانٹ کر ایک جگہ جمع کر دینے کی ضرورت نہ سمجھتے۔ چنانچہ صاحب قصیدہ نے خود بھی اس محنت کا یہی مقصد بیان فرمایا ہے۔ جیساکہ لکھتے ہیں:

أَيُّهَا السَّائِلِي عَنِ الضَّادِ وَالظَّا ءِ لِكَيْلَا تُضِلَّهُ الْأَلْفَاظُ
إِنَّ حِفْظَ الظَّاءَاتِ يُغْنِيكَ فَاسْمَعْ هَا اسْتِمَاعَ امْرِئٍ لَهُ اسْتِيقَاظُ

بعض قبائل اہل یمن لام تعریف کی جگہ میم لاتے ہیں، انہی میں بنو سقیفہ میں سے ایک صحابی حضرۃ کعب بن ابی عاصم الاشعری رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے سوال پوچھا: أَمِنَ امْبِرِّ امْصِيَامُ فِي امْسَفَرِ تو انہی کی لغت میں حضور اکرم ﷺ نے لام تعریف کی جگہ میم لا کر جواب میں فرمایا: لَيْسَ مِنَ امْبِرِّ امْصِيَامُ فِي امْسَفَرِ (مسند احمد بن حنبل) اور لام تعریف کے ساتھ یہ حدیث شریف بخاری و مسلم میں یوں ہے: لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اے وہ شخص جو ضاد و ظاء کے بارے میں اس لئے سوال کرتا ہے کہ کہیں بعض لفظوں کے بارے میں تو غلطی میں نہ پڑ جائے، تحقیق ظاء کے مادہ والے الفاظ یاد کر لینے سے تو اس التباس سے بچ جائے گا، لہٰذا ان کو پورے دھیان اور ہوشمندی سے سن لے۔

یعنی اگر تجھے کسی لفظ کے بارے میں یہ تردّد ہو کہ وہ ضاد کے ساتھ ہے یا ظاء کے ساتھ؟ تو اس التباس سے بچنے کے لئے اس طریقہ کو کام میں لا کے عربی کے وہ متداول الفاظ خوب اچھی طرح یاد کر لے جو ظاء کے مادہ سے آئے ہیں۔ پھر جس لفظ کے بارے میں تردّد ہو تو دیکھ! اگر وہ ان الفاظ میں سے ہے جو اس نظم میں ہیں تب تو اس کو ظاء سے سمجھ ورنہ ضاد سے۔ پھر اس کے بعد صاحب مقامات نے سترہ اشعار میں وہ تمام الفاظ نظم کئے ہیں جو ظاء کے مادہ سے آئے ہیں۔ (دیکھو مقاماتِ حریری، مقامہ نمبر: ۴۶)

تو اب مقام غور ہے کہ اگر تمام عربوں کے نزدیک ضاد کو ظاء سے بدل لینا جائز ہوتا تو صاحب مقامات کو آخر اس محنت کی کیا ضرورت تھی۔ اور یہ بعینہٖ وہی اُسلوب ہے جو علامہ جزری رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ مقدمہ میں اختیار فرمایا ہے۔ البتہ اتنا فرق ہے کہ علامہ جزری رحمہ اللہ نے صرف قرآنی الفاظ ہی کو جمع کیا ہے اور صاحب مقامات نے عربی کے تمام متداول الفاظ کو نظم کر دیا ہے۔ پس ان حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ ضاد کو ظاء سے بدلنا صرف از روئے قراءۃ نہیں بلکہ اکثر ائمہ لغت کے نزدیک بھی ناجائز ہی ہے۔

بعض الفاظ کا دونوں حرفوں سے آنا بھی ابدال کا مقتضی نہیں

ہاں یہ مسلّم ہے کہ بعض الفاظ دونوں حرفوں سے آئے ہیں جیسے **تماضوا** اور **تماظوا** کے معنیٰ لڑنے کے ہیں اور جیسے **فاض** و **فاظ** بمعنیٰ مردن اور **تقریض** و **تقریظ** بمعنیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مدح، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر جگہ ایک کے بجائے دوسرے کا پڑھنا جائز ہو۔ دیکھئے لام و راء میں بہت سے موقعوں میں مُعاقبہ ہے لیکن یہ قطعاً صحیح نہیں کہ ہر جگہ ایک کے بجائے دوسرے کا پڑھنا جائز ہو۔ علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ یَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ○ (طارق:۹) میں اگر بجائے السَّرَآئِرُ کے السَّرَآئِلُ اور یَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ (مزمل:۱۴) میں جِبَالُ کی بجائے جِبَارُ پڑھا تو نماز جاتی رہے گی جیسا کہ فتاویٰ خانیہ وغیرہ میں ہے۔ نعم الزاد لزوم الضاد۔

پھر یہ کہ یہ تنوع از قبیل ابدال ہے بھی نہیں بلکہ از قسم استقلال ہے یعنی یہ لفظ آئے ہی دو لغتوں سے ہیں، ایسا نہیں کہ ایک کو دوسرے سے بدل لیا ہو۔ خلاصہ یہ کہ گو بعض عرب عام گفتگو میں ضاد کو ظاء سے بدل لیتے ہیں اور بعض الفاظ ایسے بھی پائے گئے ہیں جو دونوں حرفوں سے ہونے کے باوجود ہم معنیٰ ہیں۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرآن مجید میں بھی ایک کو دوسرے سے بدلنا جائز ہو۔

امام رازی رحمہ اللہ کا ارشاد صرف معذورین کے بارے میں ہے

سوال: ضاد و ظاء میں فرق کرنے کو بعض ائمہ تفسیر بھی ضروری قرار نہیں دیتے۔ چنانچہ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تفسیر کبیر میں تشابہ بین الضاد والظاء کے وجوہ بیان فرمانے کے بعد لکھتے ہیں:

و إذا ثبت هذا فنقول: لو كان هذا الفرق معتبرا لوقع السؤال عنه في زمان رسول الله ﷺ وفي أزمنة الصحابة لا سيما عند دخول العجم فى الإسلام فلما لم ينقل وقوع السؤال عن هذه المسئلة البتة علمنا أن تمييز بين

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هذين الحرفين ليس في محل التكليف.

ترجمہ: یعنی جب ضاد و ظاء میں تشابہ اور اس کی وجہ سے دونوں میں فرق کا مشکل ہونا ثابت ہوگیا تو ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ فرق معتبر یعنی اس قابل ہوتا کہ اس کا مکلف بنایا جائے تو اس کا مسئلہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں ضرور درپیش ہوتا۔ خصوصاً اہل عجم کے اسلام میں داخل ہونے کے وقت، لیکن جب کہ اس مسئلہ کا درپیش ہونا قطعاً منقول نہیں ہے تو ہم یہ یقین کرتے ہیں کہ ان دونوں حرفوں میں فرق کرنا محل تکلیف میں نہیں ہے۔

پس امام رازی رحمہ اللہ کے اس کلام سے یہ ثابت ہوا کہ ضاد کو اس کے اصلی مخرج سے ادا کرنا کوئی ضروری نہیں، بلکہ ظاء کے مخرج سے ادا کرنا بھی جائز ہے۔ کیونکہ فرق کے محل تکلیف میں نہ ہونے کا مطلب یہی ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک کو خود اسی کے مخرج سے نکالنے کی کوئی پابندی نہیں بلکہ دوسرے کے مخرج سے بھی ادا کر سکتے ہیں۔

جواب: امام رازی رحمہ اللہ کا یہ کلام اپنے عموم پر نہیں بلکہ صرف معذورین کے بارے میں ہے۔ یعنی جو لوگ ضاد کو اس کے مخرج سے ادا کر سکتے ہیں، ان کے لیے یہ فتویٰ اور یہ اجازت نہیں، وہ بلاشبہ امتیاز اور فرق کرنے کے مکلف اور پابند ہیں۔ چنانچہ حافظ عماد الدین دمشقی رحمہ اللہ اپنی تفسیر "ابن کثیر" میں ارقام فرماتے ہیں:

والصحيح من مذاهب العلماء أنه يغتفر الإخلال بتحرير ما بين الضاد والظاء لقرب مخرجيهما، وذلك أن الضاد مخرجها من أول حافة اللسان وما يليها من

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الأضراس، ومخرج الظاء من طرف اللسان وأطراف الثنايا العليا، ولأن كلا من الحرفين من الحروف المجهورة ومن الحروف الرخوة ومن الحروف المطبقة فلهذا كله اغتفر استعمال أحدهما مكان الأخر لمن لا يميز ذلك.

ترجمہ: علماء کا صحیح مذہب یہ ہے کہ ضاد و ظاء میں جو کما حقہ فرق نہیں ہو سکتا تو وہ معاف ہے اس وجہ سے کہ یہ دونوں قریب المخرج ہیں۔ اس طرح کہ ضاد تو زبان کی کروٹ کے ابتدائی حصہ سے نکلتا ہے اور ظاء زبان کی نوک اور ثنایا علیا کے کناروں سے ادا ہوتا ہے اور نیز اس لئے کہ یہ دونوں حروفِ مجہورہ، حروفِ رخوہ اور حروفِ مطبقہ میں سے ہیں۔ لہٰذا جس شخص سے ان دونوں میں فرق نہ ہو سکے، اسکے لئے ان میں سے ہر ایک کا بجائے دوسرے کے استعمال معاف ہے۔

پس حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے **لمن لا یمیز** کی قید لگا کر اس بات کو صاف کر دیا ہے کہ فرق کے محل تکلیف میں نہ ہونے کا تعلق انہی لوگوں کے ساتھ ہے جو امتیاز کرنے سے معذور ہیں۔ ایسا نہیں کہ باوجود امتیاز کر سکنے کے بھی فرق نہ کرنے اور ضاد کو ظاء کے مخرج سے ادا کرنے کی اجازت ہے اور یہی صحیح بھی ہے۔ ورنہ اگر اس اجازت کو عام کر دیا جائے گا تو پھر ایک ضاد ہی نہیں بلکہ ان سب ہی حرفوں کے بارے میں یہ رخصت دینی پڑے گی جن میں فرق کرنا مشکل ہے۔

چنانچہ احقر کے مطالعہ میں بعض مضامین ایسے بھی آئے ہیں جن میں یہ کہا گیا ہے کہ مشابہ الصوت حرفوں میں فرق کرنے کی چنداں ضرورت نہیں اور اس کا لغو ہونا ظاہر ہے کیونکہ جب حاء و ہاء میں، قاف و کاف میں، طاء و تاء میں، ظاء و ذال میں، ذال و زاء میں، صاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وسین میں، سین وثاء میں، ضاد وظاء میں کوئی فرق نہ کیا جائے گا تو قرآن، عربی قرآن نہ رہے گا۔ پھر یہ کہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرق کو مُغْتَفر یعنی معاف فرمایا ہے اور معاف ہونے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی کام کا کرنا ہے تو ضروری، لیکن اگر کسی مجبوری کی وجہ سے وہ نہ ہوسکا تو اس میں مواخذہ نہ ہوگا۔ یہ مطلب نہیں کہ اس کا کرنا ضروری ہی نہیں۔

ثانیاً یہ کہ عوام کے مکلف نہ ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان پر حروف کی صحیح ادا یا بالفاظ اصطلاحی تجوید سیکھنے کی کوئی پابندی نہیں اور ان کو اجازت ہے کہ وہ جس طرح چاہیں حروفِ قرآنیہ کو غلط سلط ادا کرتے رہیں۔ حاشا ثم حاشا! بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حرف چونکہ اعسرالادا اور اصعب النطق ہے اس لئے اگر عوام باوجود کوشش کے بھی اس کو صحیح ادا نہ کرسکیں تو معذور سمجھے جائیں گے۔ امام رازی رحمہ اللہ کے کلام کو اس تفصیل پر محمول کرنا ضروری ہے، ورنہ جملہ علمائے اسلام، ائمہ قراءات اور فقہائے امت کی ان تصریحات کے منافی ہوگا جو اوپر درج ہوچکی ہیں۔

اور یہ دلیل وزنی نہیں کہ اگر یہ فرق ضروری ہوتا تو سب سے پہلے یہ سوال آنحضرت ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں اٹھایا جاتا جبکہ عجمی لوگ اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔ اس لئے کہ اس قسم کا سوال تو کسی بھی حرف کے بارے میں نہیں اٹھایا گیا! کیا صاد وسین، طاء وتاء اور ظاء وذال وغیرہ کے بارے میں اس قسم کا کوئی سوال اٹھایا گیا تھا؟ نہیں اور ہرگز نہیں! حالانکہ عجمیوں کے لئے تو ان حرفوں میں فرق کرنا بھی مشکل تھا۔

اس زمانہ میں اس قسم کا سوال جو پیدا نہیں ہوا تو اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ اس زمانہ میں ضاد وظاء میں فرق کرنا ضروری ہی نہیں تھا، بلکہ اس سوال کے پیدا نہ ہونے کی اصل وجہ یہ تھی کہ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم خالص عرب تھے ان کے لئے یہ امتیاز کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتا تھا کیونکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ ان کی زبان کا حرف تھا۔ جیسے ہمارے لئے بھ، ٹھ، چھا، گھا وغیرہ کا ادا کرنا کوئی دشوار نہیں، ہم بے تکلّف ادا کر سکتے ہیں اور کرتے رہتے ہیں۔ اب اگر ہمیں کوئی ان حرفوں کی تصحیح کی تعلیم نہ دے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ان حرفوں کو ان کے اصلی تلفظ کے ساتھ ادا کرنا ضروری نہیں اور ان کو دوسرے حرفوں سے بدلنا جائز ہے، نہیں اور ہرگز نہیں!

ضاد و ظاء کے فرق کے بارے میں بھی بالکل یہی صورت حال تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے اَلْمَغْضُوْبِ اور وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ وغیرہ کا تلفظ کرتے وقت حافہ لسان کو ڈاڑھوں سے لگانا کوئی دشوار نہیں تھا کہ کسی کوتاہی اور تساہل کا احتمال ہوتا اور شارع علیہ السلام اس فرق کو ملحوظ رکھنے کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت محسوس فرماتے۔

رہے وہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم جو غیر عربی تھے؟ سو انہوں نے چونکہ خود مہبطِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کی تعلیم پائی تھی، اس لئے ان کیلئے بھی اس حرف کے ادا کرنے میں کوئی دشواری نہیں رہی تھی اور جن عجمی صحابہ رضی اللہ عنہم کی زبان نے باوجود سعی بلیغ کے بھی مطاوعت نہ کی تو ظاہر ہے کہ ان کی یہ حالت استناد اور استدلال کے قابل نہیں ہو سکتی اسلئے کہ وہ اس بارے میں معذور تھے۔ (از رسالہ محو الفساد: حضرت مولانا قاری عبد الرحمٰن رحمہ اللہ صاحب محدث پانی پتی بمفہومہ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فقہاء نے جس ابدال کو مفسد صلوٰۃ قرار نہیں دیا اس سے مراد ابدال خطاء اور ابدال عجز ہے نہ کہ ابدال عمد

سوال:

بعض لوگ ان دونوں کے ایک دوسرے سے بدل لینے کے جائز ہونے پر اس سے استدلال کرتے ہیں کہ فقہاء رحمہم اللہ نے ضاد کی جگہ ظاء پڑھنے کو مفسد نماز قرار نہیں دیا اور اس سلسلہ میں فتاویٰ قاضی خان کی یہ عبارت پیش کرتے ہیں:

و إن ذكر حرفا مكان حرف وغيَّـر المعنى فإن أمكن الفصل بين الحرفين من غير مشقة كالطاء مع الصاد فقرأ: الطَّالِحَات مكان الصَّالِحَات تفسد صلوته عند الكل و إن كان لا يمكن الفصل بين الحرفين إلا بمشقة كالظاء مع الضاد والصاد مع السين والطاء مع التاء اختلف المشايخ فيه قال أكثرهم لا تفسد صلاته.

اور اس سے وہ اپنے مدعا پر بایں طور پر استدلال کرتے ہیں کہ صاحب قاضی خان نے چونکہ دو متعسر التمیز حرفوں میں سے ایک کی بجائے دوسرے کے پڑھنے کو مفسد نماز قرار نہیں دیا اور ضاد و ظاء انہیں میں سے ہیں بلکہ یہ دونوں اعسر التمیز ہیں، اس لئے ان دونوں میں فرق کرنا کوئی ضروری نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علاوہ ازیں فتاویٰ قاضی خاں کا یہ جزئیہ بھی پیش کیا جاتا ہے: لو قرأ وَلَا الضَّآلِّيْنَ بالظاء أو بالذال لا تفسد صلوته۔

جواب:

فقہاء رحمہم اللہ نے جس ابدال کو مفسد صلوٰۃ قرار نہیں دیا، اس سے مراد ابدال عجز یا ابدال خطاء ہے اور وہ بھی اس شرط سے کہ معنیٰ میں تغیر فاحش واقع نہ ہو۔ یعنی اگر کسی سے ضاد ادا ہو ہی نہ سکتا ہو، یا ادا تو ہو سکتا ہو اور قاری کا ارادہ بھی ضاد ہی کے ادا کرنے کا ہو مگر سبقت لسانی کی وجہ سے بجائے ضاد کے ظاء ادا ہو جائے اور موقعہ بھی ایسا ہو کہ ابدال سے معنیٰ میں تغیر فاحش واقع نہ ہو تو اس صورت میں اکثر فقہاء ابدال کو مفسد صلوٰۃ قرار نہیں دیتے۔ یہ مطلب نہیں کہ قاری جان بوجھ کر اور عمداً ضاد کی جگہ ظاء پڑھے اور پھر بھی اس کی نماز فاسد نہ ہو۔

قاضی خان کی عبارت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے

چنانچہ قاضی خان کی وہ عبارت جو سوال میں درج کی گئی ہے خود اس میں غور کرنے سے بھی یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے۔ کیونکہ قاضی خان نے عدم فساد کی بناء فصل بالمشقت کو قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ عمداً غلط پڑھنے کا الزام اسی کو دیا جا سکتا ہے جو آسانی سے فصل کر سکتا ہو۔ ورنہ اگر کسی شخص سے فصل ہی نہیں ہو سکتا تو اسکے عمداً غلط پڑھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

علامہ شامی رحمہ اللہ کی تصریح

چنانچہ علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ نے شامی میں خزانۃ الأکمل کے حوالہ سے اس کی تصریح بھی فرمادی ہے کہ ابدالِ عمد مفسد صلوٰۃ ہے اور جو مفسد صلوٰۃ نہیں وہ ابدال خطاء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ابدال عجز ہے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں:

وفي خِزانةِ الأكمل قال القاضي أبو عاصم: إنْ تعَمَّد ذلك تَفسُد وإنْ جرى على لسانه أو لا يعرف التمييز لا تفسد، وهو المختار.

(شامی مطبوعہ مصر، جلد اول، ص: ۴۶۸)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی توضیح

اور فقیہ العصر حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ نے بھی اس سلسلہ کے ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے آخر میں بطور خلاصہ یہی تحقیق درج فرمائی ہے جیسا کہ لکھتے ہیں:

خلاصہ یہ کہ اپنی قدرت کے موافق مشق تو کرے تیسری صورت کی۔ باقی نماز غیر مشاق کی تو ہر طرح ہو جاتی ہے اور مشاق کی زبان سے بھی اگر بلا قصد نکل گیا اس کی بھی نماز ہو جاتی ہے۔ البتہ اگر مشاق ہو کر اس قصد سے پڑھے کہ میں ظاء پڑھتا ہوں یا دال پڑھتا ہوں، اس کی نماز بلاشبہ فاسد ہے۔

پھر اسکے بعد حضرت نے اپنی تائید میں شامی کی وہی عبارت ذکر فرمائی ہے جو ابھی اوپر درج ہو چکی ہے: یعنی وفي خزانة الأكمل ......الخ

امداد الفتاویٰ، جلد اول، ص: ۱۸۶، مطبوعہ ادارہ اشرف العلوم کراچی

"تیسری صورت" سے مراد حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی ضاد کو خود اسی کے مخرج سے بلحاظ صوت اقرب الی الظاء ادا کرنا ہے جیسا کہ پورے مضمون کے دیکھنے سے واضح ہوتا ہے۔ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کا ارشاد

اور حضرت گنگوہی قدس سرہ العزیز کے کلام سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے کہ جان بوجھ کر اور قصداً غلط پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

جو شخص دال خالص یا ظاء خالص عمداً پڑھے، اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔

ولو قرأ: وَلَا الضَّآلِّيْنَ بالظاء لا تفسد صلوته بھی اسکا معارض نہیں

رہا قاضی خان کا یہ جزئیہ: ولو قرأ وَلَا الضَّآلِّيْنَ بالظاء لا تفسد صلوته سو اس سے بھی ابدالِ عمد کے غیر مفسد ہونے پر استدلال نہیں ہو سکتا، اسلئے کہ اگر قاضی خان میں یہ جزئیہ موجود ہے تو خود قاضی خان ہی میں یہ جزئیات بھی موجود ہیں:

لو قرأ: غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ بالظاء أو بالذال تفسد صلوته نیز لو قرأ: وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ قرأ بالظاء أو بالذال تفسد صلوته نیز وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى قرأ فَتَرْظٰى بالظاء تفسد صلوته نیز الَّذِىْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ قرأ بالظاء فَرَظَ تفسد صلوته۔ (امداد الفتاوی جلد اول ص: ۱۷۴)

فتاویٰ قاضی خان رحمہ اللہ میں تو یہ جزئیہ (ولو قرأ: وَلَا الضَّآلِّيْنَ بالظاء لا تفسد صلوته) موجود ہی نہیں ہے، مگر چونکہ حوالہ دیا گیا تھا، لہٰذا اسی تناظر میں یہ جواب سمجھا جائے۔ (از ناشر) ۲۳ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پس اس سے معلوم ہوا کہ ان جزئیات میں جس ابدال کا ذکر ہے اس سے مراد ابدالِ عمد نہیں، ورنہ اس فرق کی کوئی وجہ نہیں کہ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کو بالظاء پڑھنے سے تو نماز نہ ٹوٹے اور فَتَرْضٰى و فَرَضَ وغیرہ میں ٹوٹ جائے، بلکہ یہاں ابدال سے مراد ابدالِ خطاء ہے۔ اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر ابدال سے معنیٰ میں تغیر فاحش ہو جائے تب تو مفسد ہے ورنہ نہیں۔ اور وَلَا الضَّآلِّيْنَ بالضاد اور وَلَا الظَّآلِّيْنَ بالظاء میں ایک خفی معنوی مناسبت موجود ہے اور وہ یہ کہ ظَلَّ بالظاء کے معنیٰ: اللیل اور جُنُح اللیل اور سواد السّحاب کے بھی آتے ہیں۔ پس الظَّآلِّيْنَ کے معنیٰ داخلین فی الظلمات ہوں گے جو حاصل ہے ضلال بالضاد کا، یا یہ اَفعال ناقصہ ظَلَّ يَظِلُّ سے ہوگا بمعنیٰ "اکائن" اور خبر مقدر ہوگی ای فِيْ ضَلَالٍ اَوْ فِيْ غَضَبٍ (امداد الفتاویٰ جلد اول ص: ۴۰۷ انقلاً از قاموس)، اس لیے وَلَا الضَّآلِّيْنَ میں تو فسادِ نماز کا حکم نہیں کیا، فَرَضَ اور فَتَرْضٰى وغیرہ میں کیا گیا ہے۔

عذر اور خطاء کو جواز کی دلیل بنانا کسی طرح صحیح نہیں

پس جب یہ ثابت ہو گیا کہ جس ابدال سے نماز فاسد نہیں ہوتی وہ یا تو ابدالِ عجز ہے اور یا دال کا ابدال خطاء ہے جس سے معنیٰ میں تغیر فاحش نہ ہو تو اب یہ کہنا اور سمجھنا کہ چونکہ فقہاء نے ضاد کی جگہ ظاء پڑھنے کو مفسد نماز قرار نہیں دیا، اس لئے ان دونوں میں فرق کرنا کوئی ضروری نہیں، سراسر غلط اور نادرست ہے۔ کیونکہ عذر اور خطاء کو کسی چیز کے جائز ہونے کی دلیل بنانا عقلاً بھی قابل تسلیم نہیں۔ پھر یہ کہ فقہاء نے یہ فتویٰ صرف ضاد و ظاء ہی کے بارے میں صادر نہیں فرمایا بلکہ تمام مشکل التمیز حرفوں کے بارے میں یہی فتویٰ دیا ہے۔ چنانچہ خود قاضی خان کی پیش کردہ عبارت میں ضاد و ظاء کے علاوہ طاء و تاء اور صاد و سین کا ذکر بھی ہے تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر صاد و سین میں، طاء و تاء میں اور ظاء و ذال میں فرق کے مشکل ہونے کے باوجود قصداً ایک کے بجائے دوسرے کے پڑھنے کو جائز نہیں سمجھا جاتا تو پھر ضاد کی جگہ ظاء پڑھنے کو جائز کیسے سمجھا جاسکتا ہے!

رہا مشابہت کا سہارا؟ سو وہ بھی لاشئ ہے، اس لئے کہ اگر مشابہت ضاد و ظاء میں ہے تو وہ ان متذکرہ بالا حرفوں میں بھی ہے بلکہ وہ تو متحد المخرج بھی ہیں۔

تحریف کو جواز کی دلیل بنانا اور بھی اقبح ہے

ہاں بعض فقہاء نے ابدال تعمد کی اس صورت کو بھی غیر مفسد ہی قرار دیا ہے جس میں نہ تو معنیٰ بدلیں اور نہ قاری کو اس پر اصرار ہی ہو یعنی اگر کوئی شخص کبھی کسی وجہ سے مثلاً خوف ولالچ، یا شیوع فتنہ کے ڈر سے کبھی قصداً بھی ضاد کی جگہ ظاء پڑھ دے اور موقع بھی ایسا ہو کہ ابدال سے معنیٰ میں تغیر فاحش نہ ہو اور قاری کو اس ابدال کے جواز پر اصرار بھی نہ ہو بلکہ ناجائز سمجھتا ہو تو ایسے شخص کی نماز کو فقہاء نے ظاہری اور فقہی اعتبار سے جائز قرار دیا ہے۔ جس طرح کہ مرائی کی نماز کو ظاہری اور فقہی لحاظ سے جائز قرار دیا گیا ہے، نہ یہ کہ اگر ایک شخص ابدال کو اپنی عادت ہی بنالے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ وہ اس کے جواز کا قائل اور اس پر مُصِرّ ہو تو اس کی نماز بھی فاسد نہیں ہوتی، ایسے شخص کی نماز بلاشبہ فاسد ہے اور کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہی ہیں جو متشابہ کی آڑ لے کر صحت مخرج کو غیر ضروری سمجھتے ہیں اور ابدال کے جائز ہونے پر مصر ہیں۔

پھر یہ کہ ابدالِ تعمد اگر غیر مفسد ہے بھی تو وہ صرف انہیں موقعوں میں ہے جن میں معنیٰ نہیں بدلتے اور اگر معنیٰ بدل جائیں تو اس صورت میں نہ صرف تعمد بلکہ ابدال خطاء بھی مفسد ہے اور جو لوگ ضاد کی ذات کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تو وہ جواز ابدال کے صرف انہیں جگہوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں قائل نہیں جہاں معنیٰ متغیر نہیں ہوتے بلکہ وہ ابدال کو علی الاطلاق جائز سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اکثر موقعے ایسے ہی ہیں جن میں ابدال سے معنیٰ متغیر ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے بعض کا ذکر اوپر قاضی خاں کے حوالے سے گزر چکا ہے۔ اس سب کے علاوہ اگر ابدال تعمد بلا تغیر و اصرار فقہاء کے نزدیک غیر مفسد بھی ہے تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ ایسا شخص گنہگار بھی نہیں، اس کے عاصی، آثم اور محرف ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔

چنانچہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ اسی موضوع سے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

> جنابِ من جیسے بار کی جگہ تار، اور دال کی جگہ ذال، اور حاء کے بدلے خاء، اور شین کے عوض سین، اور عین کے مقام غین، اور لام کے مکان میم نہ کوئی پڑھتا ہے اور نہ کوئی جائز سمجھتا ہے، ایسے ہی ضاد کو چھوڑ کر ظاء پڑھنا بھی خلافِ عقل و نقل ہے۔ یہ بات عقل و نقل کی رو سے منجملہ تحریف ہے جس کی برائی کلام اللہ میں موجود ہے...... الخ

پس ابدالِ تعمد اگر کسی جگہ مفسد نہ بھی ہو جب بھی تحریف تو بہر حال ہے ہی، اور تحریف کو جواز کی دلیل بنانا یہ اور بھی اقبح اور اشنع ہے۔ لہٰذا قرآن میں ضاد کی جگہ قصداً ظاء پڑھنا اور ایک کو دوسرے سے بدل کر اور اس کے مخرج سے ادا کرنا کسی بھی دلیل سے ثابت نہیں ہوتا، نہ بعض عربوں کے ضاد کو ظاء سے بدل لینے کی وجہ سے، نہ بعض الفاظ کے دونوں حرفوں سے آنے کی وجہ سے، نہ ائمہ تفسیر کے معذورین کو فرق کرنے کا مکلف قرار نہ دینے سے اور نہ فقہاء کے عجز یا خطاء کی صورت میں ابدال کو غیر مفسد قرار دینے سے۔ واللّٰہ تعالٰی أعلم وعلمه أتم وأحكم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِضَنِیْنٍ میں دو قراءتیں ہیں

البتہ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ٥ (تکویر: ۲۴) میں قراء کا اختلاف ہے بعض اس لفظ کو ضاد سے پڑھتے ہیں اور بعض ظاء سے۔ چنانچہ علامہ جزری رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ مقدمۃ الجزریہ (شعر:۵۹) میں اس خلاف کا ان لفظوں میں ذکر فرمایا ہے: وَفِي ضَنِيْنٍ اِلْخِلَافُ سَامِيْ یعنی ضَنِيْنٍ میں خلاف مشہور ہے۔ اور علامہ شاطبی رحمہ اللہ نے شاطبیہ میں جو قراءات ہی کی کتاب ہے، اس اختلاف کی تفصیل یہ بیان فرمائی ہے کہ قرائے سبعہ میں سے تین حضرات یعنی امام ابن کثیر، امام ابو عمرو اور امام کسائی رحمہم اللہ اس لفظ کو بالظاء پڑھتے ہیں اور باقی چار حضرات بالضاد۔

اس لفظ میں یہ دونوں قراءتیں متواتر اور دونوں ہی آنحضرت ﷺ سے ثابت ہیں اور ہر قراءۃ سے ایک عمدہ اور نفیس معنٰی نکلتے ہیں جس کی تفصیل قراءات کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔ لہٰذا خاص اس لفظ کو بالضاد اور بالظاء دونوں طرح پڑھنا جائز ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ جس قاری کی قراءۃ میں پڑھ رہا ہو اسی کی پیروی کرے، اور یہ جائز نہیں کہ پڑھ تو رہا ہو مذکورہ بالا تین حضرات میں سے کسی کی قراءۃ میں اور تلفظ کرے ضاد کے ساتھ، اور ایسے ہی اس کے برعکس بھی۔ کیونکہ اس سے خلط فی القراءات ہو جاتا ہے جو علمائے قراءات کے نزدیک ممنوع اور ناجائز ہے۔

حضرت حفص رحمہ اللہ جن کی روایت عام طور پر پڑھی جاتی ہے، چونکہ ضاد پڑھنے والوں میں سے ہیں، اس لئے ان کی روایت میں تلاوت کرنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ اس لفظ کو "ضاد" کے ساتھ پڑھیں، ان کے لئے اس لفظ کو ظاء سے پڑھنا جائز نہیں۔ مگر یہ بھی ملحوظ رہے کہ جس قراءۃ میں بھی پڑھے، دوسری کا انکار کرنا اور اس کو غلط کہنا گناہ بلکہ کفر ہے۔ یہی وجہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ شرح فقہ اکبر میں امام فضلی رحمہ اللہ کے جواب کی جب وضاحت فرماتے ہیں تو ضاد کو عین ظاء پڑھنے والوں کی تردید کرتے وقت اَوَلَمْ يَكُنْ فِيهِ لُغَتَان کی شرط لگا دیتے ہیں یعنی ضاد کو خالص ظاء پڑھنا ان دو موقعوں میں ناجائز ہے جن میں وہ لفظ ایک لغت سے آیا ہے اور جس لفظ میں دو لغات ہیں جیسا کہ بِضَنِينٍ ○ (تکویر:۲۴) میں ہے، وہاں یہ بات نہیں۔ فقہاء رحمہم اللہ نے بھی اس نزاکت کا احساس فرمایا ہے، چنانچہ انہوں نے جہاں ضاد کے بجائے ظاء پڑھنے پر فساد نماز کا حکم کیا ہے وہاں اس لفظ کو مستثنیٰ کر دیا ہے۔ جیسا کہ حلیہ اور خزانہ وغیرہ میں ہے:

إن فی جمیع القرآن تفسد بہ الصلوۃ ما خلا بِضَنِينٍ

بِضَنِينٍ ○ کی دو قراءتیں از قبیل ابدال نہیں

لیکن بِضَنِينٍ ○ کی یہ دو قراءتیں از قبیل ابدال نہیں بلکہ دونوں مستقل ہیں، جو دو الگ الگ مادوں سے آئی ہیں اور ہر ایک سے جدا معنیٰ نکلتے ہیں۔ لہٰذا بعض حضرات کا یہ خیال ظاہر کرنا کہ چونکہ ضاد و ظاء از روئے مخرج قریب قریب ہیں اس لئے ایک کو دوسرے سے بدلنا جائز ہو گیا، صحیح نہیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو یہ ابدال سارے قرآن میں ہر جگہ جائز ہوتا، حالانکہ ایسا نہیں۔ خلاصہ یہ کہ گو ضاد و ظاء میں صفتی اشتراک غایت درجہ کا ہے لیکن اس کی آڑ لے کر ضاد کو ظاء کے مخرج سے ادا کرنا جائز نہیں۔ بلکہ دونوں میں سے ہر ایک کو خود اسی کے مخرج سے ادا کرنا ضروری اور مامور بہ ہے۔

ضاد و ظاء میں امتیاز کرنے کی تاکید تشابہ کی دلیل ہے نہ کہ عدم تشابہ کی

لیکن اس سے یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہیئے کہ ان دونوں میں مشابہت بھی نہیں ہے۔ جیسا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ بعض حقیقت سے بے خبر اور کوتاہ فہم لوگوں نے دونوں میں امتیاز کی تاکید سے یہی نتیجہ نکالا ہے۔ انہوں نے یہ خیال کیا کہ اگر ان دونوں میں مشابہت ہوتی تو علمائے امت اور قرائے مجودین ان دونوں میں امتیاز کرنے کی تاکید نہ فرماتے۔ مگر ذرا سا تامل کرنے سے یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ ان لوگوں کا یہ نتیجہ نکالنا قطعاً خلافِ حقیقت ہے، اسلئے کہ حقیقت اسکے برعکس ہے۔ اور وہ یہ کہ امتیاز کی تاکید کرنا خود تشابہ کی دلیل ہے، کیونکہ اس امتیاز کی تاکید اسی لئے کی گئی ہے کہ ان دونوں حرفوں میں التباس کا اندیشہ ہے اور "التباس" تشابہ کی دلیل ہے۔ چنانچہ جن دو حرفوں میں تشابہ نہیں ان میں التباس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مقام غور ہے کہ علمائے تجوید نے ضاد و ظاء میں امتیاز کرنے کا حکم تو فرمایا لیکن ضاد و دال میں امتیاز کرنے کو نہیں فرمایا! یہ کیوں؟ یہ اسی لئے کہ ضاد و ظاء میں بوجہ اتحادِ صفتی کے کامل درجہ کا تشابہ موجود ہے اور ضاد و دال میں تشابہ نہیں، جب تشابہ نہیں تو التباس کا احتمال بھی نہیں اور جب التباس کا احتمال نہیں تو ان دونوں میں امتیاز کرنے کی طرف توجہ دلانے کی بھی ضرورت نہیں۔

لیکن فرق کرنے کا مطلب یہ بھی نہیں کہ دونوں کو تغایرِ صوتی سے ادا کیا جائے ورنہ تشابہ باطل ہو جائے گا حالانکہ وہ مطلوب ہے، بلکہ مقصد یہ ہے کہ ہر ایک کو اسی کے مخرج سے ادا کیا جائے اور صفتی اشتراک کی وجہ سے مخرج کی تفریق کو نظر انداز نہ کر دیا جائے، پس انفصالِ مخرج سے تفریق خود بخود حاصل ہو جائے گی۔ اس لئے کہ جن حرفوں میں تمایز بالمخرج ہے ان میں "امتیاز" مخرج کی تفریق ہی سے حاصل ہو جاتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سابقہ مباحث کا خلاصہ

گزشتہ صفحات میں بفضل اللہ تعالیٰ وبعونہٖ حرفِ ضاد کی صحیح ادا اور اسکے صحیح تلفظ کو بڑی وضاحت اور تفصیل کیساتھ بیان کیا جا چکا ہے۔ اس بارے میں نہ صرف عامۃ الناس بلکہ خواص بھی جس افراط وتفریط اور جن غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں ان کے ازالہ کی امکانی کوشش کی گئی ہے۔ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ضاد صوت وسمع اور تلفظ میں ظاء کے مشابہ ہے دال وغیرہ کے مشابہ نہیں، لیکن تشابہ کی آڑ لے کر اس کو عین ظاء پڑھنا اور اسی کے مخرج سے ادا کرنا یہ بھی جائز نہیں۔

✲ پس نہ تو یہ صحیح ہے کہ بعض روافض وغیرہم کی طرح فقط صفتی ماہیت ہی کے ادا کرنے کو کافی سمجھا جائے

✲ اور نہ یہ درست ہے کہ صفتی اشتراک کو نظر انداز کر کے مشابہ بالظاء ادا کرنے سے تو گریز کیا جائے اور محض بے سروپا باتوں کی بناء پر مشابہ بالدال بلکہ دال مخلوط بالواؤ ادا کرنے پر اصرار کیا جائے

یہ دونوں ہی باتیں غلط اور نادرست ہیں۔ لہٰذا اس بارے میں حق وصواب اور رشد وہدایت کی راہ یہی ہے کہ اس کو ادا تو خود اسکے اپنے ہی مخرج سے کیا جائے لیکن صفات اس میں وہی ملحوظ رکھی جائیں جو ظاء میں رکھی جاتی ہیں جس سے اس کا تلفظ لازماً ظاء ہی کے مشابہ ہوگا۔ یعنی جس طرح ظاء بوجہ جہر کے قوی، بوجہ رخاوت کے نرم اور بوجہ استعلاء واطباق کے خوب پُر ادا ہوتا ہے، اسی طرح یہ بھی قوی، نرم اور خوب پُر ادا ہوگا اور یہی معنیٰ ہیں مشابہت کے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضاد کی ادا کے بارے میں اختلاف کیوں رونما ہوا؟

البتہ یہاں پہنچ کر ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے، وہ یہ کہ جب ائمہ مجودین، مفسرین، محدثین، فقہائے امت اور علمائے عربیت سب اسی پر ہیں کہ "ضاد" صوت و تلفظ میں "ظاء" کا مشابہ ہے اور صدرِ اول کے ائمہ تجوید کے درمیان بھی اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں تھا، ان حضرات نے اس کا جو مخرج اور جو صفات بیان فرمائی ہیں وہ بھی اسی تلفظ کی متقاضی ہیں تو پھر اس سب کے باوجود اس کی ادا میں آخر یہ اختلاف کیوں اور کس بناء پر رونما ہوا، جبکہ دوسرے حرفوں کے بارے میں اس قسم کا کوئی اختلاف موجود نہیں؟

اختلاف کی سب سے بڑی وجہ اسکے مخرج کی دشواری ہے

اس سوال کا جو جواب قرائن کی روشنی میں غور و فکر کے بعد ذہن میں آتا ہے، وہ یہ ہے کہ صدرِ اول میں جب اَعجام اسلام میں داخل ہوئے تو اس حرف کا ادا کرنا ان پر دشوار ہوا۔ کیونکہ یہ حرف عربی زبان کے ساتھ ہی خاص تھا، اس کے علاوہ کسی اور زبان میں یہ نہیں پایا جاتا تھا۔ پھر یہ کہ اس کا مخرج بھی اتنا طویل تھا کہ کسی اور حرف کا مخرج اتنا طویل نہیں تھا، پھر وہ تھا بھی ایک جانب میں جس پر عجمیوں کے لئے زبان کا لگانا اور اس سے کسی حرف کا ادا کرنا سخت دشوار تھا، کیونکہ اعجام اس جگہ سے کسی حرف کے نکالنے کے عادی تھے ہی نہیں، تو اس دشواری کی وجہ سے اس دَور میں :۔

❁ بعض اعجام نے ضاد کو ظاء ہی کے مخرج سے ادا کرنا شروع کر دیا، کیونکہ تلفظ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آواز میں تو دونوں ایک دوسرے کے مشابہ تھے ہی اور ضاد کے مخرج پر انہیں قدرت تھی نہیں۔

✵ بعض جن سے ظاء بھی اچھی طرح ادا نہیں ہو سکتا تھا، وہ اوپر نیچے کے دانتوں کو ملا کر ظاء کی اطباق اور زاء کی صفیر کی آمیزش سے اس طرح ادا کرنے لگے کہ گویا زاء مفخمہ ہو۔

✵ بعض نے لام مفخمہ کی طرح ادا کرنا شروع کر دیا، کیونکہ لام بلحاظ مخرج ضاد سے اقرب تھا اور یوں بھی یہ بلحاظِ ادا آسان تھا۔

✵ اور بعض اگر ضاد کو خود اسی کے مخرج سے ادا کرنے کی کوشش کرتے بھی تھے تو ان سے اصلی مخرج پر چونکہ زبان لگتی نہیں تھی اس لئے وہ ضاد و ذال کے مخرجوں کے درمیان (ایک خود ساختہ مخرج) سے اطباق کے امتزاج کے ساتھ اس طرح ادا کرنے لگے کہ گویا ذال پُر ہو۔

چنانچہ علامہ جزری رحمہ اللہ نے النّشر میں ان تمام گروہوں کا ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں:

والضاد: انفرد بالاستطالة. وليس في الحروف ما يَعْسُرُ على اللسان مثله. فإن أَلْسِنَةَ الناس فيه مختلفة. وقَلَّ من يحسنه فمنهم من يُخْرِجُه ظاء. ومنهم من يَمْزُجُه بالذال ومنهم من يجعله لاما مفخمة، ومنهم من يُشِمُّه الزَّاي. وكل ذلك لا يجوز.

اور ''تمہید'' میں آپ نے اتنا اضافہ اور فرمایا ہے:

ومنهم من لا يوصلها إلى مخرجها بل يخرجها دونه

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ممزوجة بالطاء المهملة۔

پھر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی ادوار میں تو یہی تھا کہ لوگ ان غلطیوں میں بوجہ عذر اور مجبوری کے مبتلا تھے۔ جیساکہ رضی نے شرح شافیہ میں سیرافی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ:

وہ لوگ جن کی زبان میں ضاد نہیں جب انہیں عربی حروف میں اسکے ادا کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے تو ان پر اس کا تلفظ دشوار ہوتا ہے۔ پھر کبھی تو وہ اس کو ظاء کے مخرج سے ادا کرتے ہیں اور کبھی مخرج اصلی سے بہ تکلّف ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ان سے بن نہیں پڑتا، اس لئے وہ ضاد صحیحہ اور ظاء کے مخرجوں کے درمیان یعنی رباعی، انیاب اور ضواحک سے ادا ہو جاتا ہے۔

اختلاف کی دوسری وجہ عوام کی حقیقت سے ناواقفیت ہے

لیکن جب اس طرح پڑھتے ہوئے ایک زمانہ گزر گیا تو عامۃ الناس انہیں اداؤں کو صحیح سمجھنے لگ گئے۔ حتیٰ کہ یہ غلَط ادائیں صرف اعاجم تک ہی محدود نہ رہیں بلکہ اختلاطِ عجم اور ان کے ساتھ مناکحت وغیرہ نے بہت سے عربوں کو بھی بری طرح متاثر کیا۔ وہ بھی بہت سی ان اغلاط میں ہی مبتلا ہو گئے جن میں اعاجم مبتلا تھے۔

پھر کچھ آگے چل کر یوں ہوا کہ بعض وہ عبارتیں جن میں ان اداؤں کو غلَط کہا گیا تھا ان کی صحیح مراد نہ سمجھ سکنے کی وجہ سے خود انہیں سے اپنا غلَط مدعا ثابت کرنے لگ گئے۔ نیز کچھ اِدھر اُدھر کی سنی سنائی اور بے سروپا باتوں اور خیالاتِ مزعومہ کا بھی ان کو سہارا مل گیا جس سے غلَط تلفظ پر قائم رہنا انہیں جائز معلوم ہونے لگا۔ حالانکہ نہ ان عبارتوں کی وہ مراد ہے جو انہوں نے سمجھی اور نہ ان مخترع اور مزعومہ خیالات کی کوئی حیثیت ہی ہے۔ جیساکہ ہم اوپر "رفع شبہات"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ''ازالہ مغالطات'' کے عنوانات کے تحت میں اس پر بالتفصیل کلام کر آئے ہیں۔

اور گو مخروج بالظاء اور لام مفخم کی طرح ادا ہونے میں استبعاد معلوم ہوتا ہے لیکن جب علامہ جزری رحمہ اللہ جیسے محقق نے اس کا ذکر کیا تو یقیناً انہوں نے ایسا پڑھتے ہوئے سنا ہی ہو گا۔

اب تو غلط خوانوں کے گروہوں میں اور بھی اضافہ ہو گیا ہے

اب تو بات اس سے بھی آگے گزر چکی ہے اور غلط خوانوں کے گروہوں میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔ چنانچہ اب تو:۔

- بعض دال مہملہ کے ساتھ مخلوط کر دیتے ہیں
- بعض خالص زاء سے بھی بدل کر پڑھنے لگے ہیں
- بعض دال میں اور بعض زاء میں واؤ کی آمیزش کر کے بھی ادا کرتے ہیں
- بعض اس طرح پڑھتے ہیں کہ پہلے غین ادا ہوتا ہے اور پھر دال

لہٰذا اگر موصوف اس زمانہ میں ہوتے تو شاید اتنا اضافہ اور فرماتے: ومنهم من يَمْزُجُه بالدال المهملة ومنهم من يخرجه زاي معجمة ومنهم من ينطقه بالدال المخلوطة بالواو ومنهم من يأتى بالزاي الممزوجة بالواو ومنهم ومن ينطقه مركبا بالغين المعجمة والدال المهملة!

تمام اغلاط کی منشاء صرف دو ہیں

مگر ان تمام اغلاط کے منشا اور پیدا ہونے کے وجوہ چونکہ دو ہی ہیں:۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① مشابہ بالدال پڑھنا

② ظاء کے مخرج سے ادا کرنا

❋ چنانچہ جو لوگ مخلوط بالدال والواؤ، یا مرکب بالغین والدال ادا کرتے ہیں ان کا منشا دراصل دالِ مفخمہ کے مشابہ ادا کرنے کا ہوتا ہے۔

❋ اور جو لوگ زاء مرققہ بالمخلوط الزای والواؤ ادا کرتے ہیں ان کا ارادہ ظاء کے ادا کرنے کا ہوتا ہے۔

مگر چونکہ وہ ان اداؤں پر بھی قادر نہیں ہوتے اس لئے وہ غلط در غلط تلفظ میں مبتلا ہو جاتے ہیں، تو جب ان ہر دو اصولی غلطیوں کی تردید ہوگئی اور قطعی دلائل سے ان کا غلط ہونا ثابت ہو گیا تو اب دوسری اغلاط کی تردید کرنے کی ضرورت باقی نہ رہی اور یوں بھی ان اداؤں کا غلط ہونا ایسا بدیہی ہے کہ ان کو غلط ثابت کرنے کے لئے کچھ لکھنا اور کہنا یہ بجائے خود بے جا تطویل کے مترادف ہے۔

صحیح خوان اور صحیح بتانے والے اب بھی موجود ہیں

مگر اس ہمہ گیر اختلاف اور طرح طرح کی غلط اداؤں کے رواج پا جانے کے باوجود بموجب اعلانِ خداوندی: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۝ (حجر:۹) صحت ادا کی حفاظت بھی اس دور سے اب تک برابر ہوتی چلی آئی ہے۔ صحیح پڑھنے پڑھانے والوں اور صحیح تلفظ کو کتابوں میں مدون کرنے والوں کی جماعت بھی ہر زمانے میں برابر موجود رہی ہے اور اب بھی بحمد اللہ تعالیٰ موجود ہے۔ اسی جماعت کا قول و عمل معتبر اور لائق صحت ہے۔ اور اس جماعت کے نزدیک اس حرف کی صحیح ادا ایک اور صرف ایک ہے، اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ ہے مشابہ بالظاء ادا ہونا۔

ادائیگی کا طریقہ

حرفِ ضاد کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ: حافہ لسان کے اس حصہ کو جو حلق کی طرف ہے اضراس علیا کی جڑوں سے لگا کر اس طرح ادا کیا جائے کہ بیچ زبان اوپر کے تالو سے منطبق ہو جائے اور نوکِ زبان کو دانتوں کے کنارہ یا جڑ کے ساتھ لگنے سے قطعی بچایا جائے اور اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ آواز شروعِ مخرج سے آخر مخرج تک جاری رہے اور بند ہو کر نہ رہ جائے۔

اگر اس طریقہ کے موافق ادا کیا جائے گا تو انشاء اللہ ضاد بالکل صحیح ادا ہو گا، نہ عین ظاء ہو گا اور نہ مشابہ بالدال۔ کیونکہ عین ظاء تو جب ہو کہ نوک کو ثنایا علیا کے کناروں سے لگایا

البتہ اس کا خیال رہنا چاہیئے کہ اس کے مخرج پر بہ نسبت ظاء کے زبان کا الصاق قدرے محکم ہو اس لئے کہ اس کا مخرج منفذِ ہوا (حلقوم) سے ایک جانب میں واقع ہوا ہے بخلاف ظاء کے، کہ اس کا مخرج منفذِ ہوا کے بالکل محاذات میں ہے۔ ورنہ اگر اس فرق کو ملحوظ نہیں رکھا جائے گا تو ضاد کے تلفظ میں غین کا کچھ اثر آجائیگا، کیونکہ دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ اس لطیف فرق کو مدنظر نہیں رکھتے ان کے ضاد کے تلفظ میں غین کا کچھ اثر آجاتا ہے، اس لئے کہ وہ ضاد کے مخرج سے بھی بالکل ظاء ہی جیسی نرم آواز نکالنا چاہتے ہیں بلکہ تشابہ کے فوت ہو جانے کے اندیشہ سے اس میں کچھ مبالغہ بھی کر دیتے ہیں اور اس جگہ سے اتنی نرم آواز اسکے سوا نکل ہی نہیں سکتی کہ زبان کا مخرج پر الصاق نہایت ضعیف ہو اور اس صورت میں ضاد کے اندر غین کے تلفظ کا کچھ اثر آجانا لابدی ہوتا ہے۔ کیونکہ جب نہ زبان کی نوک ضاد کے مخرج پر لگے گی اور نہ حافہ لسان ہی اضراس سے پوری طرح ملصق ہو گا تو پھر آواز کا حلق پر ضعیف سا اعتماد لازماً ہو جائے گا جس کی وجہ سے غین کا اثر آجانا ظاہر ہے اور ممکن ہے کہ جن حضرات نے ضاد و ظاء کی رخاوت میں بلحاظِ قوت وضعف جو ایک لطیف سا فرق بیان فرمایا تو اس دقیقہ سنجی سے ان کا مقصد بھی اسی غلطی سے بچانا ہو۔ لیکن جیسا کہ ہم شروع کتاب میں وضاحت کر آئے ہیں کہ اس فرق سے تشابہ متاثر نہیں ہوتا کیونکہ اس صورت میں بھی ضاد گو بہت ہی معمولی سے فرق کے ساتھ ہی ہی تاہم ادا تو بہر حال نرم ہی ہوتا ہے اور اس فرق کی وجہ سے ضاد حروفِ رخوہ سے خارج نہیں ہو جاتا۔ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے اور مشابہ بالدال تب ہو کہ اسکے اندر دال والی صفات ادا کی جائیں۔ ہاں مشابہ بالظاء ضرور ہوگا، اسلئے کہ یہ مشابہت اشتراکِ صفات کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے جس سے مفر نہیں بلکہ یہ لابدی اور عین صحت ادا ہے۔ چنانچہ صاحب نہایۃ القول المفید فرماتے ہیں:

فإن لفظت بالضاد المعجمة بأن جعلت مخرجها من حافة اللسان مع ما يليها من الأضراس بدون إكمال حصر الصوت، وأعطيت لها الإطباق والتفخيم الوسطين والرخاوة والجهر والإسطالة والتفشي القليل، فهذا هو الحق المؤيد بكلام الأئمة فى كتبهم، ويشبه صوتها حينئذ صوت الظاء المعجمة بالضرورة، فماذا بعد الحق إلا الضلال. (ص:٦١)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

معذور کون سا تلفظ اختیار کرے؟

البتہ یہاں ایک اور سوال سامنے آتا ہے، وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ضاد کو صحیح مخرج سے ادا کر سکنے سے معذور ہو تو اسے کیا کرنا چاہیئے۔ آیا وہ اس کی جگہ خالص ظاء پڑھے جو صوت وتلفظ میں اسکا مشابہ ہے، یا مشابہ بالدال پڑھے جو بلحاظِ مخرج اس سے اقرب ہے؟

جواب: کسی حرف کو دوسرے حرف سے قصداً بدلنا معذور کے لئے بھی جائز نہیں۔ خواہ وہ دوسرا حرف از روئے مخرج اس سے اقرب ہو یا بلحاظ صوت وتلفظ اس کا مشابہ، دونوں میں سے کوئی صورت بھی جائز نہیں، کیونکہ:۔

❊ اگر مشابہ الصوت حرف سے قصداً پڑھنے کی اجازت دے دی جائے گی تو پھر اسکا مطلب یہ ہوگا کہ جو شخص عربی حروف کے ادا کرنے سے قاصر ہے اس کیلئے قاف کی جگہ کاف، طاء کی جگہ تاء، صاد کی جگہ سین، عین کی جگہ ہمزہ اور حاء کی هاء پڑھنا جائز ہے۔

❊ اور اگر قریب المخرج حرف سے بدلنے کو جائز قرار دیں گے تو پھر اس سے یہ لازم آئے گا کہ ذال کی بجائے زاء، راء کی بجائے لام، ذال کی بجائے دال وغیرہ پڑھنا جائز ہے، حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔

لہٰذا اگر کوئی شخص ضاد کے بارے میں معذور ہے تو اس کے لئے بھی یہ جائز نہیں کہ وہ اس کی بجائے ارادتاً دوسرا حرف پڑھے، بلکہ کوشش معذور کو بھی اسی بات کی کرنی چاہیئے کہ ضاد اپنے ہی مخرج سے تمام صفات کی رعایت کے ساتھ ادا ہو۔

لیکن اگر باوجود ارادہ اور سعی بلیغ کے بھی صحیح طور پر ادا نہ ہو سکے تو پھر صحیح کی بجائے جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تلفظ بھی ادا ہو گا وہ بوجہ عذر کے معاف ہو گا۔ تاہم پڑھنے والے کو اسکا خیال رکھنا چاہیئے کہ جس قدر ممکن ہو اس کا تلفظ فصیح اور صحیح ضاد سے قریب تر ہو۔ اگر مخرج سے نکالنے پر قدرت نہیں تو کم سے کم صفات کی رعایت تو رکھے تاکہ صحیح تلفظ سے کچھ تو قریب ہو ہی جائے۔

عمداً غلط پڑھنے والے کا حکم اور اس کو تنبیہ

لیکن یہ رخصت صرف اس معذور ہی کے حق میں ہے جو باوجود ارادہ اور کوشش کے بھی صحیح ادا پر قادر نہیں ہو سکتا۔

رہا وہ شخص جو ضاد کو صحیح ادا کر سکتا ہے؟ اس کے لئے یہ قطعاً جائز نہیں کہ لاپرواہی یا کسی خوف اور طمع کی وجہ سے اس کو کسی دوسرے حرف سے بدل کر پڑھے۔ اگر ایسا کرے گا تو تحریف القرآن کے جرم عظیم کا مرتکب ہو گا اور اگر اس مداہنت کی اجازت دے دی جائے گی تو پھر دین کے ہر مسئلہ میں یہی صورت پیش آ سکتی ہے۔

اگر اصحابِ علم ہی جہال کی من مانی کرنے لگ جائیں گے تو پھر ایک ضاد ہی کیا پورے دین سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ اس لئے جو حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ ضاد کو دال کے مشابہ یا دال یا ظاء کے مخرج سے ادا کرنا صحیح نہیں ان کا فرض ہے کہ وہ کسی ملامت کرنے والے کی پروا کئے بغیر ضاد کو صحیح ادا کریں۔ کوئی خوف یا کوئی طمع ان کو حق کی راہ پر چلنے سے روک نہ دے ورنہ وہ خاطیٔ فی الدین سمجھے جائیں گے اور عند اللہ مسئول ہوں گے۔

❁ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق کو حق سمجھنے اور اس کی پیروی کرنے کی توفیق عطاء فرمائے

❁ غلَط کو غلَط سمجھنے اور اس سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائے

❁ ایک ضاد ہی نہیں قرآن مجید کے ہر حرف، اسکے ہر لفظ اور ہر کلمہ کو پوری صحت لفظی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور تجوید کیساتھ پڑھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ. وَارْحَمْنَا مَعَهُمْ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّحِيْمِ.

ابو الاشرف محمد شریف

خادم مدرسہ دار القراء، بی بلاک، ماڈل ٹاؤن، لاہور

دوشنبہ ۷ ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۴ فروری ۱۹۶۹ء

دعاء کی درخواست

میں آخر میں پھر ایک بار اپنے قارئین سے عموماً اور علماء وطلباء سے خصوصاً ملتمس ہوں کہ للّٰہ اس عاصی کے لئے اور ان لوگوں کے لئے بھی جن کی محنت کی بدولت یہ حقیر سی کوشش وجود میں آئی، حسنِ خاتمہ، رضائے مولیٰ اور فلاحِ دارین کی دعاء فرمائیں۔ یہ ان کا ہم سب پر احسانِ عظیم ہوگا۔

مؤلف

تصحیح و تدوین و تخریج

خالد محمود دار القراء لاہور

بمدینۃ المبارک

۲۵ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ

۱۳ مارچ ۲۰۱۰

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اللفظ والمفہوم

لفظ	مفہوم
اِبدال تعمد	جان بوجھ کر تبدیل کیا گیا
اِستبعاد	دوری، فاصلہ
اِستہجان	ردی، بیکار
اُسلوب	انداز تحریر و بیان
اَشنع	بہت بُرا، بہت معیوب
اَعجام	غیر عرب
اِنتفاء	نفی، انکار کرنا
اَنیق	عجیب و خوب، خوش آئند
اَعسر الادا	دشوار ترین ادائیگی
اَصعب النطق	بولنے میں مشکل تر
اَنبوہ	جم گٹھا، بھیڑ، ہجوم
براہین قاطعہ	مظبوط و پختہ دلائل
تبعیضیہ	جزوی، کچھ حصہ
تتبع	پیروی، تقلید، تلاش
تجنیس لفظی	تلفظ کی مشابہت مگر معنیً مختلف
تِشنۂ تکمیل	نامکمل، ادھورا

لفظ	مفہوم
تصویب	درست، تصدیق، سچا کہنا
تغلیط	غلطی، غلطی سے منسوب کرنا
تنقیح	فضولیات سے پاک کرنا
تنقیص	کمی، اعتراض کرنا
تنوع	الگ الگ قسم، مختلف قسم
خاطیٔ فی الدین	دین کا مجرم، گنہگار
خامہ فرسائی	قلم چلانا، لکھنا
دِرایت	سمجھ، عقل
دقیقہ سنجی	باریک بینی
صواب	درست عمل، صحیح کام
عینیت	اصل ذات، اصل حقیقت
غلو	مبالغہ آرائی
غایت	انتہائی
فاحش	حد سے گزری ہوئی
فحول علماء	بہت بڑے علماء
فکر نارسا	عقل تک نہ پہنچنے والی سوچ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لفظ	مفہوم
قابل احتجاج	حجت کے قابل
قلع قمع	جڑ سے اکھاڑنا، نیست ونابود
قیاس مع الفارق	بے جوڑ اور غلط اندازہ
کج فہم	الٹی سوچ، ناسمجھ
لائق استناد	قابل سند وتصدیق
متبایَن	علیحدہ علیحدہ، الگ الگ
متداول	رائج، ہاتھ در ہاتھ منتقل
محالات	ناممکنات، نہ ہو سکنے والے کام
مختصات	خصوصیات
مختل	بگڑا ہوا، درہم برہم
مُداہنت	حقیقت کا چھپانا، سُستی
مُرائی	ریا کار
مُرورِ زمانہ	وقت کا گزرنا، زمانے کا گزر

لفظ	مفہوم
مزعومہ/مزعومات	گمان کیا ہوا، زعم کیا ہوا
مستفاد	جو چیز فائدہ میں حاصل ہو
مستہجنہ	ردّی اور ناقص
مشمہ (صاد مشمہ)	صاد کو زاء کی بُو دیکر پڑھنا
مُطاوعت	اطاعت کرنا، فرماں برداری
مطلب برآری	مطلب نکالنا، مطلب پورا کرنا
مُعاقبہ	بالعموم تبدیلی، تبدیلی کا رہنا
ممزوج	ملایا ہوا
مُناکحت	نکاح کرنا
مَنفذِ ہوا	ہوا کا راستہ
مؤلدین	عرب میں پیدا شدہ غیر عرب
مَہبطِ قرآن	قرآن کے نازل ہونے کی جگہ
نادرات	کمیاب، نایاب

فارسی	
گر قبول افتد زہے قسمت	اگر قبول ہو جائے تو میرے لئے سعادت ہے
بمرگش گیر تا بہ تپ راضی شود	موت کے ڈر سے بخار پر راضی
مشتے نمونہ از خروارے	ڈھیر میں سے مٹھی بھر

پیراگراف کے اختتامیہ عربی کلمات کا مفہوم	
إِنَّ هٰذَا مِنْ أَعَاجِيْبِ الزَّمَنِ	بیشک یہ بھی زمانے کے عجائبات میں سے ہے

www.kitabosunnat.com
" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَافْهَمْ وَتَأَمَّلْ	پس سمجھو اور غور وفکر کرو
فَقَطْ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى أَعْلَمُ وَعِلْمُهُ أَحْكَمُ وَأَتَمُّ	بس اللہ سبحانہ وتعالیٰ جانتے ہیں اور ان کا جاننا ہی پائیدار ومکمل ہے
فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا وَفَّقَنِيْ لَا يُرَادُ هٰذَا الدَّلِيْلُ الْمُحْكَمُ وَالثُّبُوْتُ الْأَقْوَمُ	پس تعریف تو اللہ ہی کیلئے ہے جس نے توفیق دی پختہ دلیل اور قوی ثبوت کی ......
فَلِلّٰهِ دَرُّهُمْ	پس اللہ کیلئے ہے، ان حضرات کو خوبیوں سے نوازنا
فَيَا لِلْعَجَبِ وَيَا لِلْأَسَفِ	پس ان کیلئے حیرت اور افسوس ہے [ہائے افسوس
فَيَا لَهُمْ مِنْ قُصُوْرِ الْفَهْمِ وَقِلَّتِ الْفِكْرِ	پس حیرت ہے ان کی عقل کی کوتاہی اور فکر کی کمی پر
كَمَا حَقَّقْنَا مِنْ قَبْلُ فِيْ بَدْءِ الْبَحْثِ	جیسے کہ پہلے ہی بحث کے شروع میں ہم نے حقیقت بیان کر دی ہے
كَمَا رَأَيْتَ	جیسا کہ پہلے آپ دیکھ چکے ہیں
لِأَنَّ الْحَقَّ أَحَقُّ أَنْ يُّتَّبَعَ، وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ	بیشک حق کی پیروی کرنا ہی حق ہے اور اللہ تعالیٰ حق بات کہتے ہیں اور وہی سیدھا راستہ بتلاتے ہیں
لِلّٰهِ الْحَمْدُ وَلَهُ الْمَنُّ	اللہ ہی کیلئے تعریف ہے اور اسی کا احسان ہے
وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ	اور درست ترین تو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں
وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ وَعِلْمُهُ أَتَمُّ	اور اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں اور ان کا جاننا ہی مکمل ہے
وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ	اور اللہ ہی توفیق کے ساتھ
وَهٰذَا بَدِيْهُ الْبُطْلَانِ	اور اس کا باطل ہونا ظاہر ہے
وَهٰذَا هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ	اور یہی وہ صاف صاف حق ہے
وَهٰذَا هُوَ الْمَقْصُوْدُ	یہی مقصود تو ہے
هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ	یہ جو میرے پاس تھا اور حقیقی علم تو اللہ ہی کے پاس ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَافْهَمْ وَتَأَمَّلْ

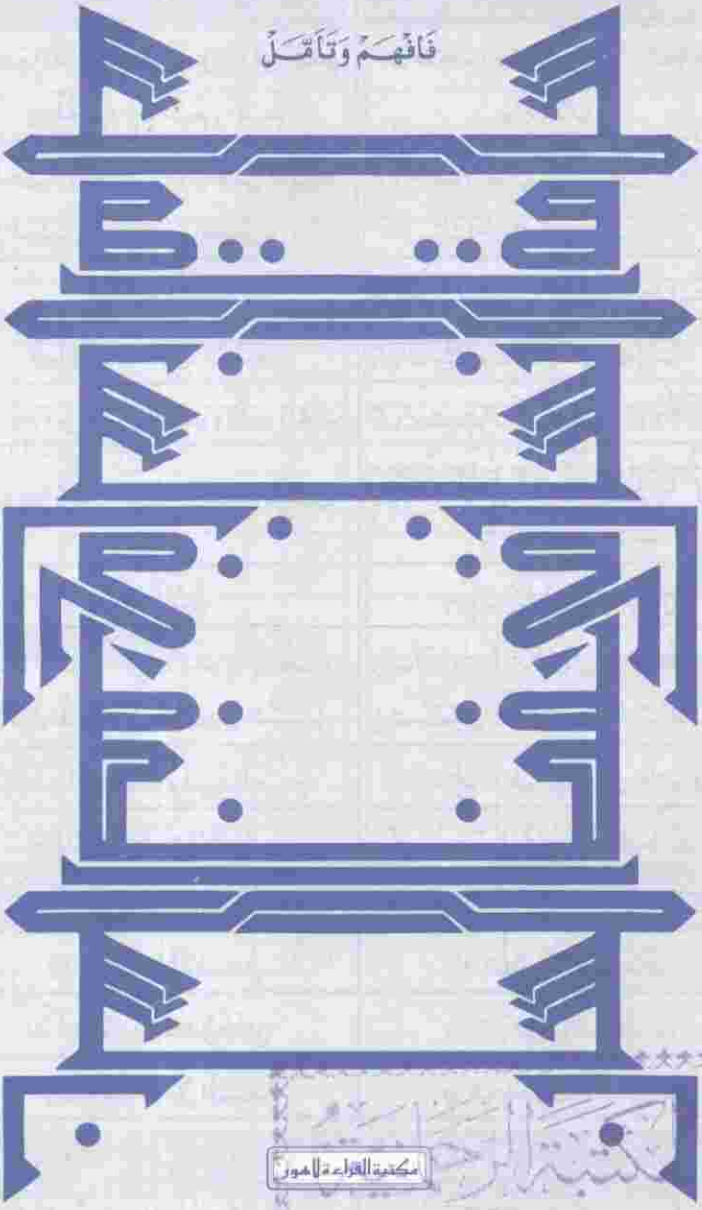

مکتبۃ القراءۃ لاہور
23052

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ض	مجہورہ	رخوہ	مستعلیہ	مطبقہ	مستطیلہ
د	مجہورہ	شدیدہ	مستفلہ	منفتحہ	مقلقلہ

حرفِ ضاد کا صحیح تلفظ نہ تو فقہ کا مسئلہ ہے اور نہ ہی مسلک کا! یہ تو صرف اور صرف صحیح اور غلط کی تقسیم ہے۔ یہ کتاب ایسے حضرات کیلئے ہے جو غلط فہمی کی بناء پر قرآن کریم میں حرفِ ضاد کو غلط ادا کرتے ہیں (مگر اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنے اور ڈرنے والے ہیں اس سے کہ جان بوجھ کر قرآن کریم غلط پڑھیں، ایسے ہی لوگ) اس کتاب کے مطالعہ سے انشاء اللہ راہ ہدایت پائیں گے اور حرفِ ضاد کے صحیح ترین تلفظ کو سمجھ کر درست بھی ادا کر سکیں گے۔

اس کتاب کے مؤلف رحمہ اللہ نے اپنے زمانہ کے چوٹی کے ماہرین علم و فن اور آئمہ ادا سے پڑھا اور پوری زندگی پڑھنے، پڑھانے اور تالیفات میں وقف کیے رکھی۔ مؤلف رحمہ اللہ نے ہر سطح کے ذہنوں کی استعداد کے موافق ہر پہلو سے تمام غلط فہمیوں اور شکوک و شبہات کو دور کیا ہے کہ حقیقت کے متلاشیوں کو ضاد کی درست ترین ادا کے بارے میں علم ہو جائے تاکہ قرآن عظیم کے صحیح پڑھنے کے فوائد اور اجر عظیم حاصل کر سکیں۔ میرا اور آپ، بلکہ ہم سب کا مقصود بھی یہی ہے۔

وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ

مکتبۃ القراءۃ
B-143 ماڈل ٹاؤن لاہور
فون نمبر 042-35853171